

صالحه فرحان



نہی بہ عشق نہی بہ جنون

ezreaderschoice.blogspot.com

توہی عشق توہی جنون

از صاحبہ فردوس

قسط 1

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا زندگی اسے دوبارہ اس شخص سے سامنا کروائے گی جس کی وہ کبھی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی جس نے ہر وقت اسے ذلیل کیا تھا جس کا دماغ ہر وقت اس کے خلاف سازشیں رچنے اور اسے زچ کرنے کے منصوبے بنانے میں لگا رہتا تھا وہ اپنے سلگتے ہوئے دل پر قابو پاتے ہوئے اس کے کیمین میں چلی آئی اسے دیکھ کر ارشمیل یزدانی کے چہرے پر تمسخر مسکراہٹ نے جگہ لے لیا تھا اس کی یہ مسکراہٹ عمامہ حیدر کے دل میں لگی آگ کو مزید بھڑکا گئی تھی۔

"وہ۔۔ وہ میں تم سے عہدینہ اور احد کے رشتے کی بات کرنے آئی تھی۔" وہ کھڑے کھڑے ہی ارشمیل یزدانی سے بولی تھی۔

"اوہ" ارشمیل نے ہنستے ہوئے اوہ پر کافی زور دیتے ہوئے کہا تو اس کی خود اعتمادی ہوا ہو گئی۔

"دیکھو میں جانتی ہوں ماضی میں ہم دونوں کے بیچ کافی تلخ کلامیاں ہوئی ہیں مگر مجھے امید ہے کہ تم ہمارے ماضی کی پرچھائی ہمارے حال پر نہیں پڑھنے دو گے۔"

"بڑی خوش فہمی ہے محترمہ آپ کو میرے بارے میں مگر میں تمہاری یہ خوش فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے ماضی کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا اور نا ہی کبھی تمہیں بھولنے دو گا میں اس شادی کے حق میں نہیں ہوں تمہاری بہن کی شادی میرے بھائی احمد سے کبھی بھی نہیں ہو سکتی ہے۔" ارشمیل یزدانی ہر بار کی طرح اس بار بھی زہر خندک لہجے میں بولا تھا اس کی بات سن کر عمامہ حیدر صبر کا دامن کھو بیٹھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں نے اپنے ماضی کو بھلا دیا ہے میں کیسے اپنے تاریک ماضی کو بھلا دوں کیسے تمہارے کیسے سارے ستم کو بھلا دوں میں بس یہ چاہتی ہوں کہ تم ہم دونوں کی لڑائی میں ان دونوں کو بیچ میں مت لاؤ ان دونوں کے رشتے کے لیے ہامی بھر دو۔" وہ اتنا کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی تبھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اس کے پاس آیا اور اسے اس کے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا وہ اس کی اس حرکت کا کوئی منہ توڑ جواب بھی نہیں دے سکی تھی۔

"حکم دے کر چلتا بننے کی پرانی عادت گئی نہیں ہے تمہاری پہلے بھی یوں ہی دوسروں کی بات سنے بغیر چلی جاتی تھی تم اور اب بھی یہی کر رہی ہو مگر جاتے جاتے میری ایک بات سنتی جاؤ میں یہ شادی کبھی بھی نہیں ہونے دو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ارشمیل یزدانی تم سے بے انتہا نفرت کرتا ہے اگر آج تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو میں یہ بات باخوشی مان لیتا مگر میرے مقابل میں تم کھڑی ہو جس کے سامنے میں کبھی گھٹنے نہیں ٹیک سکتا ہو اور تمہیں میری نفرت کا اندازہ تو اس ٹیٹو سے لگ گیا ہو گا جو آج اتنے سالوں بعد بھی میری گردن پر موجود ہے جو مجھے تم سے ہر وقت نفرت کا احساس دلاتا ہے۔" اس نے مڑ کر اپنے گردن پر بنے ٹیٹو کے طرف اس کا دھیان بنایا تو وہ کچھ دیر کے لیے اپنے ماضی میں چلی گئی

کچھ لوگ اپنے محبوب سے اپنی محبت ظاہر کرنے کے لیے اپنے محبوب کے نام کا ٹیٹو بنواتے ہے مگر اس نے عمامہ حیدار سے اپنی نفرت ظاہر کرنے کے لیے I hate umaima کا ٹیٹو اپنی گردن پر بنوایا تھا اس وقت عمامہ کی کیا حالت ہوئی تھی صرف وہ ہی جانتی تھی اس کی اس حرکت سے سب پر یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ وہ اس سے کتنی نفرت کرتا ہے وہ اپنے ماضی سے نکل کر حال میں واپس آئی اور بولی۔

السلام علیکم

FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائیٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔
آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چیچ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"تم بھی شاید بھول رہے ہو کہ میں نے تمہاری اس حرکت کا جواب کیسے دیا تھا"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل یزدانی کو وہ دن یاد آگیا جب اس نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا تھا پوری یونیورسٹی کے سامنے اس کا تماشہ بنوایا تھا اس کے کئی ساری لڑکیوں کے ساتھ نکالی ہوئی فوٹوز کے پوسٹر بنوا کر پوری یونیورسٹی میں لگایا تھا اور سب کو اس کے کئی سارے افیئر زگنوائے تھے اپنے تلخ ماضی کو یاد کر کے اس کے آنکھوں میں انگارے ابھر آئے اس نے ایک نظر اپنے سامنے کھڑی نازک سی لڑکی پر ڈالا پھر واپس اپنی چیئر پر بیٹھ گیا اور پیپر ویٹ گھوماتے ہوئے بولا۔

"میں ان دونوں کے رشتے کے لیے اپنی رضامندی دے دوں گا مگر میری ایک شرط ہے"۔ وہ جانتی تھی ارشمیل یزدانی کبھی بھی گھائے کا سودا نہیں کرے گا اسے بدلے میں کچھ ناکچھ ضرور چاہیے ہو گا۔

"ٹھیک ہے بتاؤ کیا شرط ہے تمہاری"۔

"شرط یہ ہے کہ تمہیں اپنا سب کچھ میرے نام کرنا ہو گا سب کچھ مطلب سب کچھ"۔ ارشمیل یزدانی ایک بڑا بزنس ٹائیگن تھا وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ کب کیسے کس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

"کیا۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا"۔

"گھبراؤ نہیں میں تم سے شادی نہیں کرو گا تم جیسی تیز طرار لڑکی سے شادی کر کے میں اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتا ہو میں تو بس اتنا چاہتا ہو کہ تم اپنے ڈیڈ کی ڈوبتی ہوئی کمپنی اپنا گھر میرے نام کر دو اور ہاں اس کے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی کے ہر فیصلے کا اختیار میرے پاس ہو گا تم کب سوگی کب جاوگی تم کب کیا کروگی وہ سب میں طے کرو گا جو میں کہوں گا تمہیں وہی کرنا ہو گا تم میرے ہاتھوں کی کھپتلی بن کر رہ جاوگی تمہارے زندگی کی ڈور میرے ہاتھ میں ہوگی۔" اس کی بات سن کر وہ اپنی جگہ سن کھڑے رہ گئی تبھی وہ دوبارہ اس کے پاس آیا اور کچھ دیر تک کھڑے رہ کر اس کے چہرے کے مدوجز دیکھنے لگا پھر اس کے سامنے آئے ہوئے بالوں کو پیچھے کرنے لگا تھا کہ تبھی عمامہ کا ہاتھ اس پر اٹھ گیا ایک زوردار تھپڑ کی آواز شیشے کے کین میں گونجی اٹھی تھی اس کی تھپڑ پر وہ غصے سے اسے دیکھنے لگا اس کی سرخ انگاروں سے بھری آنکھوں میں دیکھ کر عمامہ ڈر گئی اور اپنے اس اقدام پر خود کو ہی کوسنے لگی اس نے تھپڑ مارنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اس کے آفس میں کھڑی ہے اسے لگا وہ اب اس کا حشر نشر کر دے گا مگر اس کی سوچ کے برعکس وہ دل جلانے والی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں تمہیں سوچنے کے لیے کل تک کا وقت دیتا ہوں اگر کل تک تم نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تو مجبوراً مجھے اپنے بھائی کا رشتہ کئی اور کرنا ہو گا اور تمہیں تو پتا ہے میرا بھائی کتنا فرما بردار ہے اپنے بڑے

بھائی کی کوئی بھی بات کو نہیں ٹالتا ہے مجبوری میں ہی سہی مگر میں اسے جہاں شادی کرنے کا ہوں
گاؤہ کر لے گا۔" اس کی بات سن کر اس کی آنکھوں سے نمکین پانی بہنے لگا اسے اپنی مجبوری پر
بے بسی پر رونا آ رہا تھا وہ دل میں دعا کر رہی تھی کہ اللہ اس کے جیسا مجبور وہ بے بس کسی دشمن کو
بھی ناکرے۔

"تمہارے ہاتھوں تھپڑ تو میں کئی بار کھا چکا ہو مگر آج جو تھپڑ تم نے مجھے مارا ہے نا اس میں پہلے
جیسی بات نہیں تھی مگر پھر بھی یہ تھپڑ بھی میں ان پرانے تھپڑوں میں ایڈ کر دیتا ہوتا کہ تم سے
گن گن کر بدلے لے سکوں۔" وہ اتنا کہے کر اور اس کے طرف جھکا اور اس کے کان میں
سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"اب کیا تم یہاں سے تشریف لے جاؤ گی یا یوں ہی مجھے گھور گھور کر نظر لگانے کا ارادہ ہے۔"
اس کی بات سن کر اس نے اپنے سامنے کھڑے ظالم شخص کو ایک دھکادے کر پیچھے کیا اور وہاں
سے چلی گئی اس کی اس حرکت پر وہ ہنستے چلا گیا۔

☆☆☆

وہ اپنی بند پڑی کار کو راستے کے آدھے بیچ کھڑا کر کے پیدل چلنے لگی اس کے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا
کہ زندگی اس سے اور کتنے امتحان لے گی اور کتنے لوگ اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھائے گے پہلے

ہی زندگی میں کیا کم بھڑے تھے جواب وہ بھی اس کی زندگی میں راستہ پہلانے آگیا تھا وہ دم بخود
 سی چلنے لگی اور اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی دو سال قبل اس کی زندگی کتنی حسین
 تھی جب اقبال حیدر صاحب حیات تھے تب ناہی زندگی میں اتنی ساری الجھنیں تھی اگر تھی بھی
 تو اقبال صاحب نے خود ہنڈل کیے تھے عدینہ اور اس تک کبھی نہیں پہنچنے دیتے تھے انھوں نے
 عمامہ اور عدینہ کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دیا تھا زینہ بیگم کی موت عدینہ کی پیدائش
 کے وقت ہی ہو چکی تھی تب ہی سے انھوں نے باپ ہونے کے ساتھ ساتھ ماں ہونے کا بھی
 فریضہ انجام دیا تھا ان دونوں کی پرورش میں کوئی کسر نہیں چھوڑے تھی ان کی ہر خواہش بنا کہے
 ہی پوری کر دیتے تھے ان کی خود کی شہر میں کمپنی تھی بڑا سا بنگلہ تھا کئی ساری گاڑیاں تھی ان کے
 ہونے سے تحفظ کا احساس تھا مگر جب ہارٹ اٹیک سے ان کی موت ہوئی تو وہ اور عدینہ کتنے
 ٹوٹ گئے تھے ان کے جانے کے بعد سب کچھ بکھر گیا تھا ان کی سالوں کی محنت ان کی کمائی سب
 کچھ ان کے جانے کے بعد ختم ہو گئی تھی آدھی پر اپریل تک چکی تھی کئی ساری کاروں میں سے
 ایک ہی کار بچی تھی جو کے اب اس کی حالت بھی کافی خستہ ہو چکی تھی عمامہ نے عدینہ کی گھر کی
 اور کمپنی کی ذمہ داری اٹھالیا تھا مگر اتنی کم عمر میں وہ صرف عدینہ اور گھر کی ہی ذمہ داری نبھا
 پائی تھی MBA کی ڈگری ہونے کے باوجود وہ اپنے ڈیڈ کی کمپنی کو ٹھیک سے سنبھال نہیں پائی
 تھی اس کی لاپرواہی کے وجہ سے آج کمپنی کی حالت خستہ ہو چکی تھی کمپنی ڈوبنے کی کگار پر آگئی

کا بھائی رہتے ہے احد نے ہمارے رشتے کا ذکر جب اپنے بڑے بھائی سے کیا تو احد کے بھائی نے ہماری فیملی سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور آپ کو تو پتا ہے ہماری فیملی میں صرف ہم دونوں ہی ہے اب آپ کو ہی احد کے بھائی سے ملنا ہو گا۔" اس کی لمبی چوڑی بات سن کر عمامہ اتنا ہی بولی۔

"او کے تم وقت اور دن بتاؤ انھیں ہم سے کب ملنا ہے وہ جب بھی کہے گے ہم انھیں اپنے گھر بلا لے گے۔" اس کی بات سن کر عدینہ گھبرا گئی اور بولی۔

"نہیں نہیں آپ! احد کے بھائی کافی مصروف انسان ہے وہ کسی کے گھر نہیں جاتے ہمیں ہی ان سے ملنے کے لیے ان کے گھر پر یا پھر کسی ریستورینٹ پر ملنے جانا ہو گا۔" اس کی بات سن کر وہ دل ہی دل میں خود سے بولی۔

"عجیب انسان ہے جو کسی کے گھر نہیں جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر ہم ان سے کسی ریستورینٹ میں مل لیتے ہیں۔" اس کی بات سن کر عدینہ خوشی سے جھومتے ہوئے بولی۔

"آپی آپ گریٹ ہو۔"

"بس بس زیادہ بٹرینگ مت کرو۔"

"آپی کیوں ناہم مرتضیٰ بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے لے اس بہانے آپ کو ان کا دیدار بھی ہو جائے گا۔" مرتضیٰ خان عمامہ کا منکتر تھا اقبال صاحب کے دوست کا بیٹا انھوں نے اپنے جیتے جی ہی عمامہ کی اور مرتضیٰ کی منگنی کر دی تھی عدینہ کی بات سن کر عمامہ کے چہرے پر کئی سارے رنگ بکھر گئے تھے۔

"نہیں عدی مرتضیٰ ابھی بڑی ہے انھیں ہم احد کی فیملی سے کسی اور دن ملائے گے۔" اس کی بات سن کر عدینہ کا چہرہ اتر گیا تھا۔

"او کے۔" اتنا کہے کر وہ وہاں سے چلی گئی اور وہ اپنی پیار بہن کے روشن مستقبل کے بارے میں سوچنے لگی۔

☆☆☆

پھر وہ دن بھی آگیا جب اسے احد کے بھائی سے ملنے جانا تھا عدینہ نے احد کے بھائی پر اپنا اچھا پریشن جمانے کے لیے مشرقی لباس کا انتخاب کیا تھا وہ نیلے رنگ کے چوڑی دار پاجامے میں بہت خوب صورت لگ رہی تھی جبکہ عمامہ نے ہر روز کی طرح آفس جانے کے لیے جوڈریس پہنتی تھی بلیک جینز اور لائٹ کلر کا شرٹ پہنتا تھا آدھے بالوں کو کیچر میں قید کیا تھا میک آپ کے نام پر نیچرل کلر کی لیپ اسٹک لگایا تھا وہ اس سادھے سے حلیہ میں بھی وہ کافی

حسین لگ رہی تھی دونوں ہی بہنوں کو اللہ نے کافی فرست سے بنایا تھا مگر جو معصومیت جو چمک
عمائمہ کے چہرے سے جھلکتی تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی جو بھی پہلی بار عمائمہ سے ملتا اسے دیکھ کر
ٹھٹھک جاتا اور اس کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھنے لگتا تھا عمائمہ نے اپنا موبائیل اٹھایا اور
عدینہ سے کہا۔

"چلے عدی۔"

"ہاں آپی چلوں۔" پھر وہ دونوں کافی شاندار سے ریسٹورانٹ میں پہنچے کچھ دیر انتظار کرنے کے
بعد احد پر فیوم میں مہکا ہوا آیا اور بولا۔

"سوری آپ دونوں کو ویٹ کرنا پڑا وہ دراصل بھائی کی ایک ضروری میٹنگ تھی اس لیے ہم لیٹ
ہو گے۔" مروٹ عمائمہ نے ہنس کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔"

"آپ دونوں ہمارے انتظار میں ایسے ہی بیٹھے ہے کچھ آڈر بھی نہیں کیا چلے کچھ آڈر کرتے ہے
"۔ پھر احد نے تینوں کے لیے کافی آڈر کیا ان تینوں کی کافی پینا بھی ختم ہو گئی مگر احد کے بھائی کا
آنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے عمائمہ کو اس کے بھائی پر بے حد غصہ آیا وہ بار بار اپنے
ہاتھ پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھنے لگی اسے آفس جانے کی جلدی تھی اسکی ایک کلائنٹ سے

میٹنگ تھی مگر احد کے بھائی صاحب کو شاید کسی کے وقت کی کوئی قدر نہیں تھی اس لیے جان بوجھ کر انتظار کروا رہے تھے احد کب سے اس کی بے چینی نوٹ کر رہا تھا اس نے عمامہ کو دیکھ کر کہا۔

"بھائی آگے"۔ عدینہ اور عمامہ اس طرح سے بیٹھے تھے کے آنے والے کو ان کی صرف پشت نظر آرہی تھی وہ جیسے جیسے ان کے قریب آرہا تھا ویسے ویسے کلوں کی خوشبو ناک کی نتھوں میں پڑھ رہی تھی اور ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی پھر وہ بندہ ان دونوں کے سامنے آکھڑا ہوا اور اپنے سن گلاس اتار کر ٹیبل پر رکھا وہ عدینہ اور عمامہ کے طرف ابھی متوجہ نہیں تھا اس کی نظریں تو مسلسل موبائیل پر ہی گڑی ہوئی تھی عمامہ نے اپنے سامنے کھڑے بندے کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ دنگ رہ گئی وہی انداز وہی شان و شوکت وہی تیوار کچھ بھی تو نہیں بدلاتھا اس شخص کا اسے دیکھ کر عمامہ کے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیساری۔ ایکٹ کرے اسے دیکھ کر ماضی کی تلخ یادیں اس کی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگی اس ہی اثناء میں اس شہیل کی نظر بھی سامنے بیٹھی ہستی پر پڑی تو اسے سب کچھ یاد آگیا وہ اپنی جگہ ہنس پڑا اور عمامہ کے سامنے رکھی چیز کھینچ کر وہی بڑی شان سے پیر پر پیر جمائے بیٹھ گیا اور اسے دیکھ کر مسلسل مسکرانے لگا عمامہ نے ایک نفرت بھری نظر اس پر ڈالا اور عدینہ سے کہا۔

"عدیہ فوراً چلوں یہاں سے۔" اس کی بات سن کر عدینہ حیران ہو گئی کہ اسے کیا ہوا ہے وہ ابھی تو بھلی چنگی تھی پھر اسے ابھی کے ابھی کیا ہوا ہے اس نے عدینہ کو ایک غصے بھری نظر سے گھورا اور پھر سے کہا۔

"عدینہ تم چل رہی ہو یا میں اکیلی ہی چلی جاؤ۔" اسے جب بھی عدینہ پر غصے آتا تھا تب وہ غصے میں اس کا پورا نام لے کر اسے پکارتی تھی وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تو عدینہ بھی احد سے اور اس کے بھائی سے معذرت کر کے اٹھ چلی گئی ان کے جانے سے ارشمیل پریشان نہیں ہوا وہ تو جانتا تھا کہ وہ کیوں چلی گئی ہے مگر احد کافی پریشان ہو گیا تھا اس نے پریشانی سے اپنے بھائی کے طرف دیکھا اور بولا۔

"بھائی ان دونوں کو کیا ہوا ہے ابھی تک تو سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔" ارشمیل نے اپنے سن گلاس اٹھا کر پہنا اور اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔

"مجھے لگتا ہے عدینہ کی بہن کو میں کچھ خاص پسند نہیں آیا۔" اس کی بات سن کر احد عمامہ کے بچاؤ میں بولا۔

"نہیں بھائی ایسی بات نہیں ہے انھیں ضرور کوئی نا کوئی ضروری کام آن پڑا ہو گا اس لیے وہ چلی گئی۔"

"خیر یہ سب چھوڑوں میں آفس جا رہا ہوں تم گھر پہنچ جانا"۔ اتنا کہہ کر وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

وہ آفس جانے کے بجائے عدینہ کو لے کر سیدھے گھر پہنچ گئی اس کے خطرناک تیوار دیکھ کر عدینہ کچھ ڈری سہمی سی لگ رہی تھی وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور اپنے سامنے رکھے گلاس میں کا پورا پانی پی گئی پھر عدینہ کے طرف متوجہ ہوئی۔

"کیا تمہیں پوری دنیا میں اس شخص کا بھائی ہی ملا تھا محبت کرنے"۔ اس کی بات سن کر عدینہ کی آنکھوں میں آنسو آگے وہ اپنے آنسو پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا آپ کی خرابی ہے احد میں آپ نے اس سے پہلے تو ہمارے رشتے کے لیے ہامی بھر لیا تھا پھر اب یہ سب کیوں؟" اس کے سوال کرنے پر عمامہ نے عدینہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور بولی۔

"احد میں یہ خرابی ہے کہ وہ ارشمیل یزدانی کا بھائی ہے تمہیں اندازہ نہیں ہے تم نادانی میں کیا کر بیٹھی ہو کتنی بڑی مصیبت کو گلے لگا بیٹھی ہو"۔

"کیا آپ ارشمیل یزدانی کو جانتی ہے"۔ عدینہ نے حیرت کے ساتھ اس سے پوچھا۔

"ہاں بہت اچھی طرح سے بہت قریب سے کہ وہ کتنا گھٹیاں کتنا ذلیل انسان ہے میں سب جانتی ہو اس لیے کہہ رہی ہو تم اسے بھول جاؤ اگر تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو اسے بھول جاؤ۔" اس نے عدینہ کو اپنی محبت کا واسطہ دے دیا تھا اس لیے عدینہ چپ چاپ وہاں سے چلی گئی پھر اس نے دوبارہ احد کا ذکر اپنی زبان سے نہیں نکالا کئی دن گزر چکے تھے وہ دیکھ رہی تھی ہنستی مسکراتی ہوئی عدینہ کی زبان کو خاموشی کا قفل لگ چکا تھا وہ ناہنستی تھی ناہی اس سے کوئی بات کرتی تھی وہ اگر اسے مخاطب بھی کرتی تو اس کی کوئی بھی بات کا جواب ہوں ہاں میں دیتی کچھ ناکھانے پینے کی وجہ سے وہ کافی کمزور ہو چکی تھی کمزوری کی وجہ سے وہ کئی دنوں تک بیمار بھی رہی تھی اس کی حالت دیکھ کر اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کے احد کو کال کیا اور ان دونوں کے رشتے کے لیے ہری جھنڈی دیکھا دیا مگر اب اس کے راضی ہونے سے کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ آخری فیصلہ تو اس ظالم شخص کے ہاتھ میں تھا اس کی سوچ کے مطابق پہلے ارشمیل نے انکار کر دیا پھر اسے خود سے ملنے بلایا اور اس سے سودے بازی کرنے لگا اس نے اپنی سوچوں کو لگام دیا اور اپنے ارد گرد نظریں دوڑائی تو دیکھا وہ اپنے گھر کے راستے سے کئی دور نکل چکی تھی رات کے سائے کافی گہرے ہو رہے تھے اس نے اپنے موبائل سے مرتضیٰ کو کال کیا مگر اس کا موبائل آف جا رہا تھا پھر وہ ٹیکسی سے اپنے گھر آگئی۔



تین سال پہلے

وہ ہر روز کی طرح آج بھی یونیورسٹی جانے کے لیے لیٹ ہو چکی تھی اس نے اپنی کار پارکنگ
آئیریا میں پارک کیا اور اندر چلی آئی تبھی اسے اپنی بیسٹ فرینڈ ثانیہ روتی ہوئی نظر آئی تو وہ
تشویش میں پڑ گئی کے ثانیہ کو کیا ہوا ہے وہ کیوں رورہی ہے وہ ڈورتی ہوئی ثانیہ کے پاس آئی اور
بولی۔

"ثانیہ کیا ہوا ہے تمہیں تم کیوں رورہی ہو۔"

"ک۔۔ کچھ نہیں بس ایسے ہی آنکھوں میں کچھ چلا گیا تھا۔" ثانیہ جانتی تھی کہ وہ غصے کی کتنی
تیز ہے اگر اسے اپنے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بتا دیا تو وہ برداشت نہیں کر پائے گی اور اپنے آپ سے
باہر ہو جائے گی۔

"پلیز ثانیہ مجھے بتاؤ کیوں رورہی ہو تم کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ کیا کسی نے تمہیں کچھ کہا ہے یا کچھ
کیا ہے۔"

"نہیں کچھ نہیں ہوا ہے۔"

"تمہیں میری قسم تم بتاؤ کیا ہوا ہے"۔ اس کے کافی زور دینے پر ثانیہ بتانے لگی۔

"تم سچ کہتی تھی وہ ارشمیل یزدانی مجھ سے محبت نہیں کرتا وہ تو صرف مجھ سے فلرٹ کر رہا تھا اس نے مجھے دھوکا دیا ہے وہ کسی اور کے ساتھ انوال ہے"۔ اس کی بات سن کر عمامہ کافی دکھی ہوئی اس کے سمجھ نہیں آتا تھا یہ لڑکیاں امیر لڑکوں کی امارت دیکھ کر ان کے لیے آہیں کیوں بھرنے

لگتی ہے وہ ان لڑکوں کا صرف ظاہر دیکھتی ہے باطن نہیں اس نے تو نے تو ثانیہ کو کئی دفعہ سمجھایا تھا مگر اس کے سمجھانے کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا وہ ہر بار یہ کہے کر اسے چپ کروا دیتی تھی کہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے اب اسے روتا دیکھ کر عمامہ خود بھی رونے کی لگا پر آگئی تھی اس نے خود کو سنبھالا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھاتے ہوئے بولی۔

"چلو تم میرے ساتھ میں اس ذلیل شخص کو ایسا سبق سکھا ہوں گی کہ وہ دوبارہ کسی بھی لڑکی سے فلرٹ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا"۔

"نہیں عمامہ جانے دو چھوڑو"۔ ثانیہ گھبرا کر بولی۔

"نہیں ثانیہ تمہیں چلنا ہی ہو گا"۔ پھر اس نے ثانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے لے گئی ارشمیل یزدانی اور اس کے دوست لائبریری کے سامنے بڑی شان سے کھڑے تھے وہ

ارشمیل کے پاس گئی اور اسے قہر برساتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی ارشمیل اسے خود کو یوں گھورتا ہوا دیکھتے کر بولا۔

"زہ نصیب آج تو بڑے بڑے لوگوں کے دیدار نصیب ہوئے ہے۔" عمامہ نے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا اور بولی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہے میری فرینڈ سے فلرٹ کرنے کی۔" اس کی بات سن کر وہاں موجود اس کے سبھی دوست کمینے پن سے ہنسنے لگے ان میں وہ بھی شامل تھا۔

"میں تمہاری دوست سے فلرٹ نہیں کرتا تو کیا تم سے کرتا، تم نے تو کبھی مجھے اپنے قریب بھی بھٹکنے نہیں دیا۔" اس کی بات عمامہ کو اتنی بری لگی کہ اس کا ہاتھ اٹھ گیا ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے وہاں موجود سبھی لوگ ساخت کر گئی ارشمیل کی لہوں ہوتی آنکھیں بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت کتنے غصے میں ہے وہ سیدھے عمامہ کی طرف مارنے آیا تھا مگر بروقت اس کے دوستوں نے اسے پکڑ لیا اور اس طرح سے عمامہ کی بچت ہو گئی۔

"تمہارا یہ تھپڑ میں ہمیشہ یاد رکھو گا اور اس کا بدلہ بھی لے کر رہوں گا۔"

"Ok what you want to do." وہ اتنا کہہ کر وہاں سے جیسی آئی تھی ویسے ہی چلی گئی اور

ادھر ارشمیل یزدانی اپنی جگہ تڑپتے ہوئے رہ گیا غصے ضبط کرنے سے ارشمیل کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں وہ چاہ کر بھی اس وقت کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا کیونکہ یونیورسٹی میں اس کے ڈیڈ

وقار یزدانی کی ایک الگ ہی ریپوٹیشن تھی ان کا شمار ملک کے جانے مانے بزنس مین میں

ہوتا تھا اور ارشمیل شہر کی جس یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا وہ ملک کی ٹاپ یونیورسٹی میں سے تھی

جہاں پر صرف ہائے سوسائٹی سے بی لونگ کرنے والے اسٹوڈنٹ ہی پڑھتے تھے اس یونیورسٹی

کے ٹرسٹی اس کے ڈیڈ تھے اس لیے وہ جو بھی اقدام اٹھاتا تھا اس سے اس کے ڈیڈ کی عزت

خراب ہوتی تھی اور وہ اپنے ڈیڈ کی عزت کو خراب ہوتے ہوئے قطعی نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے

اس نے اس وقت اپنے اندر بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالا اور وہاں سے چلا گیا۔

پھر تبھی سے ان دونوں کے بیچ سرد جنگ کا آغاز ہوا تھا وہ جہاں بھی جاتی ارشمیل اپنی گینگ کے

ساتھ وہاں پہنچ جاتا تھا اور اسے پریشان کرتا تھا وہ بھی کم نا تھی اس کی ہر ایک حرکت کا جواب

اس ہی کے انداز میں دیتی تھی اس ہی طرح ایک دن اس نے سب پر اور اس پر اپنی نفرت ظاہر

کرنے کے لیے ٹیڈ بنوایا تھا پھر عمامہ نے بھی اس کے کئی ساری لڑکیوں کے ساتھ نکالی ہوئی فوٹوز

کے پوسٹر بنوا کر پوری یونیورسٹی میں لگایا تھا اور سب کو اس کے کئی سارے افیئر ز گنوائے تھے یہ

دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹ جب بھی ارشمیل کے طرف دیکھتے تھے اس کا مذاق بناتے تھے ارشمیل ابھی تک عمامہ کو ہلکے میں لیتے آیا تھا اسے وہ اپنے سامنے کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا مگر آج اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ غلط تھا عمامہ حیدر کوئی چھوٹی موٹی چیز نہیں تھی وہ کافی خطرناک ثابت ہو رہی تھی اس کے لیے پھر اس نے سوچا کہ کیوں نا اس چڑیا کو اونچی آوڑان بھرنے سے روکا جائے اس کے پر کاٹ دیا جائے پھر اس کے شیطانی دماغ میں ایک آئیڈیا آیا اور وہ اس پر عمل کرنے کے بارے میں سوچنے لگا۔

☆☆☆

ایک دن وہ یونیورسٹی سے گھر لوٹ رہی تھی اپنی کار سے تبھی اسے اپنے راستے میں کئی ساری گاڑیاں نظر آئی تو وہ تشویش میں مبتلہ ہو گئی کیونکہ وہ جس راستے سے گھر جاتی تھی وہاں پر سے چند ایک ہی گاڑیاں گزرتی تھی مگر آج اتنی ساری گاڑیاں اسے بہت بڑی گڑبڑ کا احساس دلارہی تھی اس نے ان سب باتوں کو اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا اور ڈرائیونگ پر فوکس کیا تبھی ایک بڑی سی BMW نے اس کا راستہ روکا اور اس میں سے نکلنے والے شخص کو دیکھ کر کچھ دیر کے لیے اس کا سانس رکھ گیا وہ جس شان سے اپنی کار سے نکلا تھا اس ہی شان سے وہ اپنی کار سے نکل لگا کر کھڑا ہو گیا پھر اس نے کسی کو اشارہ کیا تھا عمامہ کے پاس دو بندے آئے جن کے ہاتھوں میں ہتھار

تھے یہ دیکھ کر وہ بے ہوش ہونے کی لگار پر آگئی تھی اسے کچھ سمجھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ کیا کرے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تھا اسے اندازہ تو تھا کہ ارشمیل یزدانی کافی اثر و رسوخ رکھا ہے مگر اتنا یہ نہیں پتا تھا اس نے اپنے ہو اس کو بیدار کیا اور کار کے شیشے چڑھانے لگی تھی ارشمیل آیا اور کار کی ونڈو پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اس نے خود میں تھوڑا اعتماد پیدا کیا اور بولی۔

"دیکھو یہ تم جو کچھ بھی کر رہو وہ بہت غلط کر رہے ہو میں تمہاری شکایت ڈین سے کر دو گی کے تم یونیورسٹی کے باہر بھی مجھے تنگ کر رہے ہو۔"

"اوہ واویہ تو بہت اچھی بات ہے تم چاہوں تو ابھی ڈین سے میری شکایت کر سکتی ہو یہ لو میں نے انھیں کال ملا دیا ہے۔" وہ اپنا موبائیل اس کے طرف بڑھاتے ہوئے بولا تھی اس نے اس کا موبائیل دور پھیک دیا یہ دیکھ کر ارشمیل کو غصہ آگیا پھر اس نے دوبارہ اپنے گارڈز کو اشارہ کیا اس کا اشارہ ملتے ہی گارڈز نے اسے کار سے باہر نکالا اور پیچھے ہٹ گئے وہ کار سے چپکی کھڑی تھی تھی ارشمیل اس کے قریب آیا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبو چھتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"بہت مہمان بننے کا شوق ہے نا تمہیں اب میں تمہیں بتاتا ہوں مہمان بننے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔"

"تم کچھ بھی کر لو میں تمہاری دھمکیوں سے نہیں ڈرنے والی ہو۔"

"Well lets see who scared and who is not" (ٹھیک ہے دیکھتے ہے کون ڈرتا ہے اور کون نہیں)۔ اتنا کہہ کر اس نے اسے دھکا دے کر زمین پر گرا دیا پھر اس کے گارڈز نے اس کی آنکھوں پر اور منہ پر پٹی باندھ دیے اور اس کے ہاتھوں کو بھی رسی سے باندھ دیے پھر اسے ایک کار میں بیٹھا کر انجانے راستوں پر لے گئے وہ ناہی کچھ دیکھ سکتی تھی ناہی چلا سکتی تھی لیکن پھر بھی وہ گھونٹی گھونٹی آواز میں احتجاج کر رہی تھی چلا رہی تھی رسی سے بندھے اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی پھر اسے اندر ہوا کے کوئی اسے بری طرح گھسٹتے ہوئے لے کر جا رہا ہے اسے جانوروں کی طرح گھسٹتے ہوئے ارض شمل کو یہ بھی خیال نہیں آیا کہ اس کے پیر سے خون بہہ رہا ہے وہ تو اس وقت اپنا بدلہ نکالنے کے جنون میں تھا وہ عمامہ کو کئی دنوں سے بند پڑے اپنے فارم ہاؤس پر لایا تھا پھر وہ اسے ایک اندھیرے کمرے لے گیا اور اس کے ہاتھ سے رسی کھول دیا اس کے منہ اور آنکھوں پر بندھی پٹی بھی کھول دیا کافی دیر سے آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اس لیے اسے کچھ دیر تک کچھ بھی دیکھائی نہیں دیا پھر بعد میں اسے اندھیرے میں اس کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھا تو وہ لپک کر اس کے پاس گئی اور اس کے کالر پکڑتے ہوئے بولی۔

"تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اچھا نہیں کیا اس کا انجام بہت برا ہو گا ارشمیل یزدانی"۔ ارشمیل نے ایک نظر اپنے شرٹ کے کالر پر جمے اس کے ہاتھ پر ڈالا پھر ایک ذور دار تماچہ اس کے نازک گال پر جڑ دیا اسکے تھپڑ سے وہ زمین پر گر پڑی اس کا تھپڑ اتنا زوردار پڑا تھا کہ وہ اپنی جگہ کراہ کر رہ گئی تھی پھر وہ اس کے قریب آیا اور اس کے خوبصورت لمبے آبشار جیسے بالوں سے پکڑ کر اسے اٹھایا اور بولا۔

"آج کا دن تم زندگی میں کبھی بھی نہیں بھولو گی"۔ درد کی وجہ سے اس سے کچھ بھی بولا نہیں جا رہا تھا کئی سارے آنسو اس کے گالوں سے پھسل کر زمین پر گر رہے تھے ارشمیل اس کی یہ کیفیت دیکھ کر کافی لطف اندوز ہو رہا تھا وہ اسے اور بھی زیادہ روتا ہوا تڑپتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا آج اتنا سب کچھ کر کے بھی اس کے دل کو تھوڑا سا بھی سکون میسر نہیں ہوا تھا وہ اسے ابھی اور تڑپانا چاہتا تھا اور رلانا چاہتا تھا تبھی اس نے گرم پانی لایا اور اس کے پیروں پر ڈال دیا وہ چلانے لگی۔

"آہ۔۔۔" گرم بھاپ نکلتے ہوئے پانی سے اس کے پیروں میں جلن ہو رہی تھی اس کے پیر سرخ ہو چکے تھے وہ اس وقت مچھلی کے طرح تڑپ رہی تھی اسے تڑپتا دیکھ کر ارشمیل ہنسنے لگا تھا پھر وہ جیسے ہی اس کے چہرے پر گرم پانی ڈالنے والا لگا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گئی اس کے بے ہوش

ہونے سے اس کا چہرہ جلنے سے بچ گیا ارشمیل نے ایک نظر اس کے بے ہوش وجود پر ڈالا پھر وہاں سے چلا گیا۔

کئی گھنٹوں بعد اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا اس اندھیرے کمرے میں اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے باہر رات ہو چکی تھی اس لیے اس روم میں بھی کافی تاریکی پھیل چکی تھی اندھیرے سے اسے بہت ڈر لگتا تھا اس کا دم گھٹتا تھا اس لیے وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی اسے اپنے زخمی پیروں سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا مگر پھر بھی وہ کوشش کر رہی تھی چلنے کی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور چیخ چیخ کر رونے لگی اور کہنے لگی۔

"ک۔۔ کوئی ہے پلیز مجھے یہاں سے نکالوں مجھے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا ہے۔" وہاں اس کی آواز سننے والا کوئی بھی موجود نہیں تھا پھر اچانک اسے ایک چھوٹی کھڑکی نظر آئی اس میں سے تھوڑی سی روشنی اندر آرہی تھی وہ دیکھ کر وہ فوراً اس طرف لپکی پھر اس نے وہ کھڑکی کھول دیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی کچھ دیر بعد اسے اس جگہ سے بھاگنے کا ہوش آیا تو وہ کھڑکی پھلانگ کر باہر نکل گئی اور بے تہاشہ بھاگنے لگی اندھیرے کی وجہ سے اسے پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس راستے جا رہی ہے وہ بھاگتے بھاگتے کافی دور نکل گئی تھی تبھی ایک کار کی ہیڈ لائٹ اس کے چہرے پر پڑی جس سے وہ ڈر گئی پھر وہ بھاگنے کے لیے دوسرے راستے کے طرف مڑی مگر وہاں سے بھی

اچانک کار آگئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سے اس کا راستہ مسدود کر دیا گیا وہ اپنی جگہ
چکر اکر رہ گئی اور وہی پھر سے بے ہوش ہو گئی، وہ مسلسل چار دن تک اس ظالم شخص کے قید میں
رہی تھی چار دن بعد ارشمیل یزدانی کے آدمی نے اسے اس کے گھر کے سامنے لا پھینکا تھا اقبال
حیدر صاحب کو جب اس کی واپسی کی خبر ملی تو انھوں نے فوراً پولیس کو باخبر کر دیا پھر پولیس اس
کا بیان بھی لینے آئی تھی مگر اس نے کوئی بیان نہیں دیا کیونکہ ابھی وہ اس حالت میں نہیں تھی
کے کچھ کہے پاتی اور ابھی وہ پولیس کو بتا بھی دیتی کے اسے اغوا کرنے والا ارشمیل یزدانی ہے
تو کوئی بھی اس کا یقین نہیں کرتا کیونکہ ارشمیل یزدانی نے کوئی بھی ثبوت نہیں چھوڑا تھا پولیس
پچھلے چار دن سے اس کی تلاش میں لگی تھی مگر ارشمیل نے اسے پتا نہیں کون سے سات پردوں
میں چھپا کر رکھا تھا کے پولیس کو اس کا نام و نشان تک نہیں ملا تھا اس کے اغوا ہونے کی خبر شہر میں
آگ کی طرح پھیل چکی تھی نیوز پیپر نیوز چینل پر صرف اس کے مطابق خبریں نشر ہو رہی تھی یہ
سب دیکھ کر وہ کافی دل آزار رہو چکی تھی وہ تو شاید اس صدمے سے مر ہی جاتی مگر اقبال صاحب
اور عدینہ نے اس کا بہت خیال رکھا اس سے یہ سوال تک نہیں پوچھا کے اسے کس نے اور کیوں
اغوا کیا تھا ان دونوں کے وجہ سے وہ جلدی اس صدمے سے نکل گئی تھی اور یونیورسٹی بھی جانے
لگی تھی اسے یونیورسٹی میں دیکھ کر پہلے تو ارشمیل حیران ہوا تھا پھر ہنستے ہوئے اس کے کان میں

بولا۔

"کیا اتنی بڑی سزا کافی نہیں تھی جو تم پھر سے یہاں چلی آئی۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے اسے کچھ نہیں کہا وہاں سے چپ چاپ چلی گئی اسے یوں خاموش دیکھ کر ارشمیل سمجھ گیا تھا کہ یہ طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی ہے وہ اب اس طوفان کے آنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

آج عمامہ کے کلاس میٹ نے مل کر کو من آف لیا تھا وہ کافی دن بعد یونیورسٹی آئی تھی اس لیے اسے پتا نہیں تھا وہ اس وقت کلاس روم میں اکیلی بیٹھی تھی تبھی وہ اس کے پیچھے چلا آیا اس نے کلاس روم کا دروازہ بند کر لیا اور اس کے قریب آکر ہنسنے ہوئے بولا۔

"واہ تم بھی کیا چیز ہو عمامہ حید کڈنیپ ہونے کے بعد بھی یونیورسٹی آنا نہیں چھوڑا۔"

"کسی کو اس کے کیے کی سزا دلانا ضروری ہے اس لیے مجھے آنا پڑا۔" اتنا کہہ کر وہ اس نے اپنا رخ دوسرے طرف موڑ لیا ارشمیل بھی اسی طرف آگیا اور بولا۔

"تمہیں کڈنیپ کرنے والا بندہ تو تمہارے سامنے کھڑا ہے تم چاہوں تو ابھی اور اس ہی وقت اسے سزا دے سکتی ہو مگر شاید تم میں اتنی ہمت ہی نہیں ہے کہ تم مجھے سزا دے سکوں میری برابری کر سکوں۔" وہ اپنی ہی بات پر ہنسنے لگا عمامہ نے ایک نظر اس کے خوبصورت چہرے پر ڈالا اور کہا۔

"تم خود کو حد سے زیادہ اسارٹ سمجھتے ہو مگر تم نہایت ہی بے وقوف ہو۔" اتنا کہہ کر وہ وہاں سے

چلی گئی اور ارشمیل یزدانی اس کے بات کی گہرائی کو سمجھنے لگا۔

دوسرے دن بھی وہ یونیورسٹی آئی تھی مگر وہ اکیلی نہیں تھی اس کے ساتھ کافی ساری پولیس تھی جو ارشمیل یزدانی کا آریسٹ وارنٹ لے کر آئی تھی یونیورسٹی میں پولیس کو دیکھ کر کافی سارے اسٹوڈنٹ حیران ہو چکے تھے پھر جب پولیس ارشمیل کو آریسٹ کرنے لگی تھی تبھی ڈین بولنے لگے۔

"آپ کس چیز کی بنا پر ارشمیل یزدانی کو آریسٹ کر رہے ہیں۔"

"مسٹر چودھری ارشمیل یزدانی نے کچھ دن پہلے عمامہ حیدر کو اغوا کیا تھا۔" پولیس انسپکٹر کی بات سن کر سبھی اسٹوڈنٹ ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کرنے لگے تھے تبھی وہ اپنے بچاؤ میں بولا۔

"آپ کے پاس ثبوت کیا ہے کے مس عمامہ حیدر کو میں نے اغوا کیا تھا۔"

"مسٹر ارشمیل یزدانی اس ویڈیو کلیپ میں آپ نے خود یہ بات قبول کیا ہے کے آپ ہی نے انھیں اغوا کیا تھا۔" پولیس انسپکٹر نے کہنے کے ساتھ ساتھ اسے وہ ویڈیو بھی چلا کر دیکھا دیا جسے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ کل اسے بے وقوف کیوں کہہ رہی تھی پھر پولیس کی اس کے ہاتھ پر ہتھ کڑیاں پہنانے سے پہلے ارشمیل اس کے پاس آیا اور دھیرے سے بولا۔

"تم سمجھ رہی ہو گی کے ہماری یہ کہانی بھی ختم ہو گئی مگر دھیان رکھنا میں بہت جلد تمہاری زندگی میں تہلکہ مچانے واپس آؤ گا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے اس ہی کے انداز میں اس سے کہا۔

"ابھی تو تم فلحال اپنے بارے میں سوچو تمہارے زندگی میں جو تہلکہ مچنے والا ہے اس کے بارے میں میرے بارے میں بعد میں سوچنا"۔ اتنا کہے کر وہ وہاں سے چلی گئی اور شمیم کو بھی پولیس گرفتار کر کے لے گئی اور شمیم کے اس اقدام کی وجہ سے وقار یزدانی کی رپوٹیشن کو ان کے بزنس کو کافی نقصان پہنچا تھا انھوں نے اپنے پیسے و طاقت کے بل پر اسے سخت سزا ہونے سے بچا لیا تھا پھر اور شمیم سمیت ان کی فیملی پوری فیملی انگلینڈ شفٹ ہو گئی تھی اور شمیم نے انگلینڈ سے ہی اپنی MBA کی ڈگری لیا تھا انگلینڈ جانے کے بعد اور شمیم کو اپنی زندگی بے مقصد لگ رہی تھی کوئی بات تھی یا اپنا آدھورا بدلا تھا جس نے اسے واپس اس ملک میں لے آیا تھا پھر اس نے اپنے ملک میں اپنے ڈیڈ کے بزنس کو اور وسیع کیا جس کے وجہ سے آج وہ بزنس کی دنیا کا جانا مانا چہرہ بن چکا تھا پھر ایک دن اچانک اسے اپنی دشمن نظر آ گئی اور اپنا آدھورا بدلا لینا بھی یاد آ گیا تھا۔

جاری ہے

توہی عشق توہی جنون

صاحبہ فردوس

قسط 2

وہ آج پھر اس کے پاس آئی تھی اس سے اپنی زندگی کا سودا کرنے اس کے چہرے سے شکست اور
تھکن دونوں نمایاں ہو رہی تھی اسے یوں تھکا ہارا دیکھ کر ارشمیل یزدانی کو دلی خوشی ہو رہی تھی
وہ میز کے سامنے رکھی چیئر پر ٹک گئی تو ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا
پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا عمامہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی مگر اس
نے اور بھی سختی سے پکڑ لیا پھر اس کی مخروقی انگلیوں سے کھلتے ہوئے بولا۔

"مجھے امید ہے کہ تم نے سہی فیصلہ لیا ہو گا اپنی بہن کے لیے"۔ اس نے ہار ماننے والے لہجے میں
کہا۔

"تم جو چاہتے تھے میں وہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔" اس کی بات سن کر وہ اس کے گال
تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

"یہ ہوئی نا اچھی لڑکیوں والی بات۔" عمامہ نے اسکا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور دھاڑتے
ہوئے بولی۔

"دور رہوں مجھ سے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل ہنستے ہوئے بولا۔

"او کے میڈم جیسے آپ کی مرضی ہو۔" وہ وہاں سے اٹھ گیا اور اپنی جگہ پر واپس آ گیا پھر دراز
میں سے پیپر نکال کر اس کے طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"یہ لو ان پیپر ز پر سائن کرو۔" وہ اس کے دیے ہوئے پیپر ز کو دیکھنے لگی اور بولی۔
"اس میں کیا ہے۔"

"کیا تمہیں پڑھنا نہیں آتا ہے یہ ایگریمنٹ پیپر ز ہے اس میں لکھا ہے کہ تم یہ سب جو کچھ بھی
کر رہی ہو اپنی مرضی سے کر رہی ہو کسی کے دباؤ میں آ کر نہیں کر رہی ہو۔"
"میں یہ کیسے سائن کر سکتی ہو جبکہ میں یہ سب کچھ تمہارے دباؤ میں آ کر کر رہی ہو۔"

"عمائمہ حیدر تم بھول رہی ہو کے تم یہ سب کچھ نامیرے لیے کر رہی ہونا اپنے لیے یہ تو تم اپنی ڈیئر سسٹر کے لیے کر رہی ہو۔" اس کی بات سن کر عمائمہ کی نظروں میں اپنی چھوٹی بہن کا مرجھایا ہوا چہرہ گھوم گیا تو اس نے سائن کرنے میں ایک پل کی دیری نہیں لگایا وہ جہاں جہاں اسے سائن کرنے کے لیے کہتا گیا اس نے وہاں وہاں سائن کر دیے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے داؤ پر لگانے بعد اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اب کسی پنجرے میں قید ہو چکی ہے جس کا مالک وہ ظالم شخص ہے وہ سائن کر کے وہاں سے اٹھا کر چلی گئی ار شمیل اس کے سائن کیے ہوئے پیپرز کو دیکھ کر ہنسنے لگا تھا۔

کچھ دن بعد ار شمیل نے اپنے والدین کو احد کی پسند سے آگاہ کیا انھیں ار شمیل پر اور احد کی پسند پر پورا یقین تھا اس لیے انھوں نے ہامی بھر لیے مگر ہامی بھرنے سے پہلے انھوں نے ار شمیل کو دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"تم کب شادی کرو گے؟" ان کی بات سن کر اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا مگر وہ اپنے غصے کو کنٹرول کر گیا تھا۔

"مام ڈیڈ میں نے آپ کو کتنی بار کہا ہے میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔" وہ اور احد اس کا پ

پر اپنے پیرنٹس سے بات کر رہے تھے اس سے کئی میل دور بیٹھے شہلا بیگم اس کے لہجے سے سمجھ گئے کہ اسے اس وقت غصہ آرہا ہے۔

"ارشمیل بہت ہو گیا اب آپ کو بھی کوئی نا کوئی فیصلہ کرنا ہی ہو گا۔" شہلا بیگم کی باتیں اسے بالکل پسند نہیں آرہی تھی مگر پھر بھی وہ اس جگہ ٹکے رہنے پر مجبور تھا پھر اس نے اپنے والدین کے مشورے کے سے احد اور عدینہ کی نکاح کی ڈیٹ بھی طے کر لیا تھا ڈیٹ طے کر کے اس نے عمامہ کو بتا دیا تھا اس کی طے کی ہوئی ڈیٹ پر عمامہ کو اعتراض تھا اس نے ارشمیل سے کہا بھی تھا کہ وہ اسے تیاری کرنے کے لیے کچھ اور دن کا وقت دے مگر اس نے انکار کر دیا تھا اس نے دو ٹوک لہجے میں کہے دیا کہ احد اور عمامہ کی شادی اس ہی دن ہو گی جو دن اس نے طے کیا ہے ورنہ نہیں ہو گی اس کی دھمکی سن کر وہ چپ چاپ شادی کی تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

☆☆☆

پھر وہ دن بھی آ گیا تھا جس کے لیے اس نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا اسے اپنی قربانی کے صدقے میں اپنی چھوٹی کے لیے بہت ساری خوشیاں ملی تھی وہ آج احد کے لیے اسے سجاد عبادیکہ کر بہت خوش تھی عدینہ پنک کمر کے لہنگے میں کانچ کی گرڈیا لگ رہی تھی تو وہ بھی بیلو اور گولڈن

کلر کے لہنگے میں کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی اس نے اپنے ڈریس کی مناسب سے ویسے ہی میچنگ ایئر بینگ پہنے تھے گلے میں ہمیشہ گولڈ کی باریک چین رہتی تھی جو پچپن سے اس کے پاس تھی اقبال صاحب نے اسے اسکی سال گراہ پر گفٹ کیے تھے ہاتھ میں تھوڑی تھوڑی ڈریس کی ہی ہم رنگ چوڑیاں پہنی تھی اور میک آپ کے نام پر ریڈ کلر کی لیپ اسٹک لگایا تھا جو کے اس کی سفید رنگت پر کافی کھلتی تھی اور باریک کا جل لگایا تھا اس روپ میں وہ ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی اس کا یہ روپ دیکھ کر مر ترضی تو گھائل ہو چکا تھا اس لیے تو وہ اس کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔

"عدی تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔" عمامہ اس کی نظر اتارتے ہوئے بولی۔

"آپنی مجھے چھوڑیے میں تو دلہن ہو آپ تو مجھ سے بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہے کئی ایسا ناہو کے مر ترضی بھائی بھی ابھی آپ کی رخصتی کروا کر لے جائے۔" اس کی بات سن کر عمامہ ہنستے ہوئے وہاں سے چلی گئی کیونکہ بارات آپچی تھی نکاح کا وقت ہو چکا تھا احد کے پیرنٹس بھی انگلینڈ سے اپنے چھوٹے بیٹے کی شادی میں شریک ہونے کے لیے آئے تھے اس نے دیکھا ایک مارڈن سی خاتون جنھوں نے بوٹل گرین کلر کی ساڑی پہنی تھی اور اپنے بالوں کو بڑے ہی اسٹائل سے سیٹ کیا تھا انھیں دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ احد کی والدہ ہے ان کے پاس سنجیدہ سے بارعب

شخصیت کے مالک وقاریزدانی کھڑے تھے وہ ان دونوں کے پاس آئی تو اسے دیکھ کر وہ دونوں ہی ٹھٹھک گئے تھے اس نے انھیں سلام کیا۔

"اسلام علیکم میں عدینہ کی بڑی بہن ہو۔" عمامہ کا آج ان دونوں سے پہلی بار سامنا ہو رہا تھا اس لیے اس نے اپنا تعارف کروانا ضروری سمجھا تھا۔

"وعلیکم سلام"۔ ان دونوں نے خوش اسلوبی سے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ ان دونوں سے کافی دیر تک باتیں کرتی کھڑی رہی تھی اس کا ارادہ ان لوگوں کو کچھ دیر اور کمپنی دینے کا تھا مگر اچانک کسی نے اسے بلا لیا تو وہ معذرت کر کے وہاں سے چلی گئی اس کے جاتے ہی شہلا بیگم وقار صاحب سے بولیں۔ "آپ کے بڑے ہو نہار سپوت کو تو شادی کا کوئی ہوش ہی نہیں ہے ماشا اللہ ستائیس سال کا ہو چکا ہے مگر جب بھی اس سے شادی کا ذکر کرو تو وہ ایسے بھاگتا ہے جیسے کوئی انوکھی بات کہے دیا ہو۔" ان کی بات سن کر وقار صاحب نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا جوس کا گلاس منہ سے لگایا اور بولے۔

"ہاں شہلا بیگم میں نے تو کئی بار اسے سمجھایا ہے مگر وہ پتا نہیں کیا کرنا چاہتا ہے ابھی عدینہ کی بڑی بہن کو دیکھ کر میں سوچنے لگا کہ کیوں ناہم ارشمیل کے لیے بات چلائے۔" شہلا بیگم نے ان کی بات سے سو فی صد اتفاق کیا۔

"ہاں مجھے بھی تو عدینہ کی بہن عمامہ کو دیکھ کر ارشمیل کو جلد از جلد دلہا بنانے کا خیال آیا۔"

"ہاں مجھے بھی آپ نے دیکھا نہیں کیسی معصومیت جھلکتی ہے عمامہ کے چہرے سے پہلی بار دیکھنے والا شخص دوبارہ اس معصوم سے چہرے کو دیکھنے پر مجبور ہو جائے۔"

"ہاں آپ نے سہی کہا ہے ہم آپ کے لاڈلے کی باتیں کر رہے ہیں مگر دیکھئے وہ ابھی تک اپنے چھوٹے بھائی کی شادی میں شریک نہیں ہوا ہے نکاح بھی شروع ہونے والا ہے۔" شہلا بیگم کی بات سن کر وقار یزدانی نے اپنے ہاتھ پر بندھی قیمتی گھڑی میں وقت دیکھے گھڑی رات کے دس بج رہی تھی چونکہ ارشمیل کی مصروفیت کی وجہ سے رات کا فنکشن رکھا گیا تھا مگر وہ آج بھی اپنے آفس کی میٹنگ میں مصروف تھا اس لیے آنے میں لیٹ ہو چکا تھا۔

"آپ فکرنا کریں میں اسے ابھی کال کرتا ہوں۔" پھر وقار یزدانی ارشمیل کو کال کرنے کے لیے ایک طرف چلے گئے اس سے بات کر کے وہ واپس آئے اور بولے۔

"شہلا بیگم آپ فکرنا کرے وہ ابھی کچھ دیر میں ہمارے بیچ ہو گا۔" ان کی بات سن کر شہلا بیگم کے دل کو تھوڑی تسلی ملی تھی۔

نکاح ہو چکا تھا مگر ارشمیل کے آنے کا کوئی آتا پتا نہیں تھا سب نے احد کو اور عدینہ کو مبارک بعد دیے تھے ان دونوں کی جوڑی کی تعریف کر رہے تھے اسٹیج پر وہ دونوں ایک دوسرے کے

پہلوں میں بیٹھے تھے مووی میکر ان کی مووی بنارہا تھا احد نے پتا نہیں عدینہ کے کان میں کیا سر
گوشی کیا تھا جس سے وہ مسکرا رہی تھی یہ دیکھ کر عمامہ کو دل سے خوشی ہوئی تھی اسے خوش دیکھ
کر اس کے پاس کھڑا مرتضیٰ بولا۔

"دونوں ساتھ میں کتنے اچھے لگ رہے ہیں نا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے کہا۔

"ہاں ماشا اللہ بہت پیارے لگ رہے ہیں وہ دونوں"۔

"میں سوچ رہا تھا کیوں ناڈیڈ سے کہے کر ہمارا نکاح بھی پڑھوا لو"۔ اس کی بات سن کر عدینہ کے
چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی اس کی یہ مسکراہٹ دیک کر مرتضیٰ کافی لطف
اندوز ہونے لگا تھا اسے اور بھی چھڑنے لگا تھا یہ منظر ارشمیل نے کافی غور سے دیکھا تھا اسے

خوش دیکھ کر کے پتا نہیں اس کے دل میں شعلے بھڑک اٹھے تھے اس نے دونوں کو اپنی نگاہوں
کے عتاب میں لیا اور وہاں سے سیدھے اسٹیج پر چلا آیا اس کے اتنے لیٹ آنے پر وقار یزدانی نے
اور شہلا یزدانی نے غصے کا اظہار کیا تھا احد نے بھی اپنی جھگی کا اظہار کیا تھا مگر اس کے تھوڑا
سامنا نے پروہ مان گیا تھا ایک بار پھر سے مووی بننے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا وہ اور مرتضیٰ سارا
انتظام سنبھال رہے تھے یہ چیک کر رہے تھے کہ کئی کسی چیز کی کمی تو نہیں رہ گئی ہے وہ نہیں
چاہتی تھی کئی پر بھی کسی چیز کی کمی ہو اور بعد میں وہ اسے طعنہ دے کام کے چکر میں عمامہ کے

ہاتھ میں پتا نہیں کوئی سخت چیز لگی جس سے اس کے ہاتھ سے خون بہنے لگا جب مرتضیٰ کا دھیان اس کے ہاتھ پر گیا تو اس نے گھبرا کر عمامہ کا ہاتھ تھام لیا اور بولا۔

"یہ کیا ہوا ہے تمہارے ہاتھ کو"۔ اس کی بات سن کر عمامہ کی نظر اپنے ہاتھ پر پڑ جہاں سے کافی زیادہ خون بہہ رہا تھا اور کچھ خون کے دھبے اس کے نئے ڈریس پر بھی لگ گئے تھے۔

"پتا نہیں کیا لگا بھی کچھ احساس ہی نہیں ہوا"۔

"عدینہ تم بھی ناپتا نہیں کن خیالوں میں گم رہتی ہو چلو یہاں سے میں بینڈج کر دیتا ہوں"۔ مرتضیٰ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے اسے اپنے ساتھ گھسٹتے ہو لے گیا اور شمل کی دو آنکھیں ان دونوں پر ہی مرکوز تھیں وہ ان دونوں کی ہر ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا اسے پتا تھا عمامہ جیسی لڑکی جلدی کسی سے فری نہیں ہوتی تھی مگر آج وہ اس شخص کے ساتھ ہنس کر باتیں کر رہی تھی اس کی سرگوشی کرنے پر مسکرا رہی تھی اور اب وہاں نجان شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جا رہا تھا اور وہ چپ چاپ اس کے ساتھ جا رہی تھی ان دونوں کو ایسے دیکھ کر اس کے شاطر دماغ نے بالکل درست اندازہ لگایا کہ ان دونوں کے بیچ کوئی نا کوئی غیر متعلق ضرور ہے مگر کیا ہے وہ ابھی یہ نہیں جان پایا تھا پھر اس کے شیطانی دماغ میں ایک خیال در آیا جس پر وہ عمل کرنے لگا۔

مر قضي عمامہ کے ہاتھ کی ڈریسنگ کر رہا تھا عمامہ بڑے انہماک سے مر قضي کو اپنے زخموں پر
مرحم لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اس لیے اسے اندزہ نہیں تھا کہ اس کا موبائیل کب سے بج رہا
ہے ارشمیل کے بیس سے زیادہ مس کال آچکے ہے مر قضي کا بھی خیال اس کے موبائیل کی بجتی
ہوئی بیل کے طرف نہیں گیا تھا وہ تو خود کو انہماک سے گھورتی ہوئی عمامہ کے طرف متوجہ تھا وہ
خود کو انجان ظاہر کر رہا تھا مگر اس کا پورا دھیان عمامہ کے طرف تھا۔

"عمامہ"۔ مر قضي نے بے تابی سے اسے پکارا تھا۔

"کیا؟"

"تم مجھ سے کتنا پیار کرتی ہو۔"

"بتانا مشکل ہے۔" اس کا جواب سن کر مر قضي نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا یہ دیکھ کر وہ

مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر اس کی کوشش
مر قضي نے کامیاب نہیں ہونے دیا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے تبھی
ارشمیل وہاں آ پہنچا اور کھنکارتے ہوئے بولا۔

"تمہیں اس سے کیا تم کون ہوتے ہو میری زندگی میں دخل دینے والے اور تمہاری جانکاری میں اضافے کے لیے بتا دو وہ میرا منگتر ہے ہم دونوں کچھ بھی کریں ہمارے بچ بولنے والے تم کون ہوتے ہو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل ہنسنے لگا۔

"تم بھول گئی ہو خیر کوئی بات نہیں میں تمہیں یاد دلادیتا ہوں کہ تمہاری زندگی کا اختیار اب میرے ہاتھ میں ہے میں جو چاہوں گا تم وہی کرو گی اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم آج سے اپنے منگتر سے میری اجازت کے بغیر نہیں ملو گی۔" وہ اپنا زخمی ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگی اور بولی۔

"مانا کہ میری زندگی کا اختیار میں نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے مگر تم میرے اور مرتضیٰ کی لائف میں ٹانگ نہیں آڑا سکتے ہو سمجھے تم اب میرے راستے سے ہٹو۔" وہ اسے دھکادے کر نکلنے لگی تھی کہ ارشمیل نے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے دیوار سے لگا دیا اب کی بار اس نے اتنی زور سے ہاتھ دبایا کہ وہ درد سے کراہ اٹھی اس کے ہاتھ کے زخم سے خون بہنے لگا تھا اس کے زخم میں اس کی ٹوٹی ہوئی چوڑی نے اور اضافہ کر دیا تھا اب اس کے آنکھوں سے ضبط کے باوجود آنسو نکل چکے تھے۔

"تمہیں بار بار کہا ہے میرے سامنے زیادہ آرگيومنٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے چپ چاپ میری باتیں سن لیا کرو ورنہ ہر بار تمہیں میرے ہاتھوں اس ہی طرح زخم ملے گے۔" وہ اتنا کہے کر چلا گیا اسے تو صرف ہنستی مسکراتی ہوئی عمامہ حیدر کے چہرے کی مسکراہٹ غائب کرنی تھی جس میں وہ کامیاب بھی ہوا تھا عمامہ بہت دیر تک اپنے آنسو بہاتی رہی پھر اسے دھیان آیا کہ وہ کافی دیر سے اس روم میں ہے تو وہ اپنے آنسو پوچھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی پھر عدینہ کی رخصتی کا شور اٹھا تو وہ اس سے گلے لگ کر بہت روئی تھی اس نے اپنی بہت کی اچھی قسمت کے لیے کافی دعائیں مانگی اور اسے قرآن کے سائیں میں رخصت کر دیا عدینہ کے جانے کے بعد گھر میں کافی خاموشی چھائی ہوئی تھی وہ تو ہر وقت اپنے کام میں بڑی رہتی تھی ایک عدینہ ہی تھی جو پورا دن گھر میں اسے آواز دیتی ہوئی پھرتی تھی اور کسی بھی بات پر شور کرتی تھی کچھ دن بعد اس نے ارشمیل یزدانی کو اپنے گھر کے پیپر ز اور آفس کے پیپر ز سونپ دیے تھے وہ جب اس کے پاس گئی تھی تب اس کا لہجہ بہت شکستہ تھا ارشمیل نے اس کے گھر کے پیپر ز لیتے وقت یہ پوچھا تھا کہ وہ اب کہاں ہے گی تب اس نے بڑی ہی سختی سے کہا تھا۔

"میں کئی بھی رہوں اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔"



شاہی کے بعد ولیمہ ہوا تھا جس میں وہ کچھ دیر کے لیے ہی شامل ہوئی تھی ولیمہ کے فوراً بعد ارشمیل کے والدین انگلینڈ چلے گئے تھے کیونکہ اب انھیں انگلینڈ اس آچکا تھا اس لیے وہ اب اپنے ملک میں کم کم ہی رہنا پسند کرتے تھے عدینہ اور احد بھی ہنی مون پر چلے گئے تھے ان کے جانے سے وہ اور بھی زیادہ تنہا ہو چکی تھی اس نے اپنا گھر خالی کر دیا تھا اور ایک چھوٹے سے فلائٹ میں رہ رہی تھی اس ہی کے ساتھ وہ اپنی جاب کی بھی تلاش کر رہی تھی ابھی بھی وہ کئی سارے اخباروں میں جاب کی تلاش کر رہی تھی جو بھی جاب اسے اپنے لیے مناسب لگ رہی تھی وہ اس پر ٹک مار کر کرتے جارہی تھی یہ سب کرتے کرتے اسے کب نیند لگی پتا ہی نہیں چلا تھا وہ صوفے پر بیٹھی تھی اب وہی پر اپنے پیر پھلا کر سو گئی تھی کافی دیر سے ایک ہی پوزیشن میں سوتے ہوئے اس کی گردن اکڑ گئی تھی اس لیے وہ اپنی گردن سیدھی کرنے کے لیے جاگی تھی اس نے اپنی نیند سے بھری آنکھوں سے ایک نظر ایسی سرسری سی اپنے سامنے صوفے پر ڈالا تو اسے ملگجے اندھیر میں ارشمیل کا چہرہ نظر آیا وہ اتنی گہری نیند میں بھی ڈر گئی اور اپنی جگہ اچھل پڑی ارشمیل نے اس کے ڈرنے کے اس انداز کو کافی انجوائے کیا تھا تبھی اس نے سائیڈ لائٹ اولن کیا اور اس کے طرف ہنستے ہوئے دیکھنے لگا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو اب تو یہ تمہارا گھر نہیں ہے۔"

"ہاں کہا تو تم نے سہی ہے مگر پھر بھی میں تمہیں بتا دو کہ یہ فلیٹ بھی میرا ہے کیا تم نے اس فلیٹ کو رینٹ پر لینے سے پہلے باہر لگے ہوئے بورڈ پر نام نہیں پڑھا تھا۔" اس کی بات سن کر وہ اپنا سر تھام کر رہ گئی کیوں قسمت بھی اسے ہی بار بار اس کے سامنے لاکھڑا کر رہی تھی وہ جتنا اس سے دور بھاگنا چاہ رہی تھی قسمت اسے اس ہی سے ملا رہی تھی اس نے اپنا جھکا ہوا چہرہ اوپر کیا اور بولی۔

"ٹھیک ہے مان لیا کہ یہ بھی تمہارا ہے مگر تم یہاں کیوں آئے ہو اور کیسے آئے ہو یہ ڈور تو انداز سے لاک تھا۔"

"یہاں کا مالک میں ہو تو ایک ایکسٹر کی بھی میرے پاس ہونا چاہئے اس ہی ایکسٹر کی سے لاک کھول کر میں اندر آیا ہو وہ بھی تمہیں اپنے ساتھ پارٹی میں لے جانے کے لیے۔" اس کی بات ہمیشہ کی طرح آج بھی اسے غصہ دلا گئی تھی وہ غصے سے وہاں سے اٹھی اور اس کے سامنے جاکھڑی ہوئی پھر اس کے طرف انگلی بتاتے ہوئے بولی۔

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو جب تم جو چاہو گے میں وہ کرو گی میں رات کے تین بجے تمہارے ساتھ پارٹی میں آؤ گی۔" ارشمیل اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پاس آیا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولا۔

"تم ہر بار کیوں بھول جاتی ہو کے میں کون ہو"۔ اس کی بات سن وہ سوچنے لگی کہ وہ ہر بار کی طرح اسے یہ سمجھانے بیٹھ جائے گا کہ وہ کون ہے اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا عائد ہو بول پڑی۔

"بھلے ہی یہ تمہارا اپارٹمنٹ ہے مگر میں اس کا کرایہ ادا کر رہی ہو اس لیے یہ ابھی میرا ہوا تم اس طرح سے یہاں بنا ایجازت نہیں آسکتے ہو تمہاری بہتری اس ہی میں ہوگی کہ تم یہاں سے چلے جاؤ"۔

"میں یہاں سے ضرور جاؤ گا مگر تمہیں اپنے ساتھ کے کر جاؤ گا چلو اب نخرے کرنا بند کرو تیاری کرو یہ دیکھوں میں نے تمہارے لیے کتنے اچھے ڈیزائنڈریس پسند کیے ہیں"۔ پھر اس نے کسی کو آواز لگایا دروازے کے اس پار سے ایک خوبصورت لڑکی اندر آئی اس کے پاس ڈیر سارے ڈیزائنڈریس سے بھری ہوئی شاپر زتھے اور ان ہی کے ہم رنگ جیولری اور سنڈیل کے کئی سارے جوڑتھے یہ سب دیکھ کر وہ مزید بھڑک گئی اس نے ارشمیل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اس کے شرٹ کے کالر پکڑتے ہوئے بولی۔

"تم سمجھتے ہو میں تمہاری غلام ہو تم جو کہوں گے میں وہی کرو گی میں تم پر اور تمہاری ان سب چیزوں پر لانت بھیجتی ہو نکل جاؤ تم یہاں سے"۔ وہ اس وقت بھری ہوئی شیرنی بن چکی تھی ارشمیل کو اس کا یہ انداز بہت پسند آیا اس نے اس لڑکی کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ لڑکی جیسی آئی

تھی ویسی ہی چلے گئی اب وہ پوری طرح سے اس کے طرف متوجہ ہو گیا۔

"سہی کہا تم نے میں نے تمہیں اپنا غلام ہی بنا کر رکھ دیا تھا اس لیے تو آج تمہیں شہزادیوں کی طرح تیار کر کے اپنے ساتھ پارٹی میں لے جا رہا ہوں۔"

"دیکھو ارشمیل یزدانی تم میرا پیچھا چھوڑ دو میرا پیچھا چھوڑنے کا کیا لوگے تم۔"

"میں تمہیں بتا بھی دو گا تو تم کبھی نہیں مانو گی اس لیے اس بات کو چھوڑو یہ بات ہم پھر کبھی ڈیکس کریں گے ابھی تمہیں جو کہا ہے وہ کرو اگر تم نے نہیں کیا تو تمہیں تو پتا ہے میں اپنے طریقے سے کرو گا پھر بعد میں مجھے کچھ مت کہنا۔" اس کی بات سن کر وہ بالکل بھی نہیں ڈری تھی بلکہ پھر سے ڈھٹائی سے بولی۔

"میں تمہاری بات کبھی نہیں مانو گی۔" اتنا کہے کر وہ اس سے جیسے تیسے اپنا ہاتھ چھڑا کر وہاں سے آگے بڑ گئی تبھی ارشمیل اس تک پہنچا اور زبردستی اس کے بازوؤں سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا اور بولا۔

"اتنی رات کو اس فلیٹ میں صرف ہم دونوں اکیلے ہے سوچو تم نے میری بات نہیں مانا تو میں تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہوں اور یہاں تمہیں کوئی اتنی رات کو بچانے بھی نہیں آئے گا۔" پھر وہ اور اس کے قریب آ گیا اسے رات کے اس پہر اپنی عزت خطرے میں محسوس ہوئی اس لیے

اس نے ارشمیل کو خود سے دور کیا اور اپنی عزت بچانے کی خاطر اس کی بات مان گئی۔

"میں تمہاری بات ماننے کے لیے تیار ہوں۔"

"یہ ہوئی نابات چلوں اب ان شاہرز میں سے کوئی اچھا سا ڈریس اپنے لیے پسند کرو اور جدی سے تیار ہو کر آؤ۔" عمامہ نے آنسوؤں سے بھر اپنی آنکھوں سے اسے نفرت سے گھورا اور وہ شاہرز لے کر چلی گئی پھر وہ آدھے گھنٹے میں تیار ہو کر آگئی اس نے ارشمیل کے لائے ہوئے ڈریس میں سے بلیک کلر کے گاؤن کا انتخاب کیا تھا وہ گاؤن اس کی گوری رنگت پر کافی کھل رہا تھا اس پر اس نے اپنے بالوں کا جوڑا بنالیا تھا اور کان میں چھوٹے سے آویزے پہن لیے تھے اور اس کی لائی ہوئی میچنگ بلیک کلر کی ہیل پہنا تھا اس پر اس کی سرخ روئی ہوئی آنکھیں اور بھی زیادہ غذب ڈھا رہی تھی اسے اس روپ میں دیکھ کر کچھ پل کے لیے ارشمیل بھی دنگ رہ گیا تھا پھر اس نے خود کو اس سے اور اس فسون طاری کرتی رات سے خود کو باہر نکالا اور بولا۔

"چلے۔" اس نے عمامہ کے سامنے اپنا ہاتھ پیش کیا جس کو اس نے نظر انداز کر دیا اور آگے بڑھ گئی

اپنی اس حرکت پر ارشمیل بھی دنگ رہ گیا اس نے ایسے کیسے اس کے طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا تھا پھر ارشمیل نے اپنی بڑی سی کار کو پارکینگ ایریا میں پارک کیا اور اسے اپنی شاندار گرینڈ پارٹی میں لے آیا وہ دونوں ہوٹل کا داخلی دروازہ عبور کر کے اندر چلے آئے وہ ناہی اس کے ساتھ

ساتھ نہیں چل رہی تھی کبھی اس کی رفتار تیز ہو جاتی تو کبھی دھمی ہو جاوہ کبھی پیچھے رہ جا رہی تھی تو کبھی آگے ہو جا رہی تھی اسے خود سے آگے نکلتا دیکھ کر ارشمیل نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دھیمے لہجے میں بولا۔

"تمہاری اوقات نامجھ سے آگے چلنے کی ہے ناہی میرے ساتھ چلنے کی تم بھلے ہی میرے پیچھے ضرور چل سکتی ہو"۔ اسکا لہجہ اس وقت بہت ہتک آمیز تھا عمامہ کو لگا وہ اس کی غلام یا باندی ہے جو اس کے ہر حکم پر سر ہلا کر رہ رہی ہے اور اپنے مالک کے سارے ستم بن کچھ کہے ہی سہے رہی ہے اس کے یوں ذلیل کرنے پر اس نے اپنے منہ سے ایک بھی لفظ نہیں نکالا اور پھر اس کا کہامانتے ہوئے وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

پارٹی اپنے عروج پر تھی ہر طرف لوگوں کے قہقہے بلند ہو رہے تھے وہاں موجود لڑکیوں نے کافی کم کپڑے پہنے تھے جنہیں دیکھ کر وہ ارشمیل کے طرف دیکھنے لگی اور سوچنے لگی کہ ایسی لڑکیاں ارشمیل کو پسند آتی ہے کافی بے باک اور بولڈ کوئی لڑکی سافٹ ڈرنک سے لطف اندوز ہو رہا تھی تو کوئی بیر سے وہاں پر بہت سارے بڑے بڑے بزنس مین موجود تھے جن میں سے کچھ کو وہ بھی جانتی تھی وہ اپنے جان پہچان والے لوگوں سے ملنے لگی ان سے باتیں کرنے لگی ارشمیل کی نظر اس پر پڑ گئی وہ اس کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اپنے طرف

متوجہ کرو یا۔

"میں تمہیں یہاں غیروں مردوں سے راہ و مر اس بڑھانے نہیں لایا ہوں بلکہ میں تو تمہیں یہاں پر کام کروانے لایا تھا مگر تم بھی نا اتنی باتونی ہو ہر ایک سے کئی پر بھی باتیں کرنے بیٹھ جاتی ہو چلو
اب کام پر لگ جاؤ وہ دراصل یہاں پرویز کی کمی ہے تو تم آج کے دن میرے لیے ویٹر کا فریضہ انجام دے دو۔" اس کی بات سن کر اس کا منہ کھل گیا وہ اس وقت کچھ بول بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کی جان پہچان والے سب لوگ ان دونوں کے طرف ہی دیکھ رہے تھے ارشمیل نے بت بنی آنسو بہاتے ہوئے عمامہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے ڈریک کارنر کے طرف لے آیا ایک ویٹر کو ڈریک سے بھر ٹرے اٹھا کر لانے کا کہا تو ویٹر نے فوراً اس کا حکم مانتے ہوئے ڈریک کے گلاسوں سے بھری ٹرے اس کے ہاتھ میں تھا کر چلا گیا ارشمیل نے اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو اپنے رومال سے صاف کیا اور بولا۔

"چلو اب اچھی لڑکیوں کی طرح کام پر لگ جاؤ۔" اس وقت اس کا دل چاہ رہا تھا زمین پھٹ جا یا اس میں وہ گڑ جائے یا پھر وہ ظالم شخص وہ اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے آگے بڑگئی پھر وہاں موجود لوگوں کو ڈریک سرو کرنے لگی اس کی جان پہچان والے لوگ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے تو کوئی اس کا مزاق بنا رہا تھا اس یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تھا اس کے ہاتھ سے ڈریک سے

بھراڑے گر پڑا کالج کے گلاس ٹوٹ گئے ار شمیل جو اس کے کام کو انجوائے کر رہا تھا وہ اس کی یہ بد تمیزی دیکھ کر غصے میں اس کے پاس آیا اور بولا۔

"یہ کیا کر دیا تم نے صاف کرؤ یہ سب"۔ اس کا تماشہ دیکھنے وہاں موجود سبھی ویٹرز بھی آگے تھے کچھ لوگ اس تماشے کو بہت انجوائے کر رہے تھے اور اپنے موبائیل میں ویڈیو بھی بنا رہے تھے عمامہ سے اب اور اپنی عزت افضائی برداشت نہیں ہوئی وہ ار شمیل کو دھکادے کر وہاں سے باہر نکل گئی وہ اب سوئمنگ پول کے پاس کھڑی آنسوں بہا رہی تھی اور اس وقت کو کوس رہی تھی جب اس نے ار شمیل یزدانی کے ہاتھ میں اپنی زندگی کے سارے اختیار سوئپ دیے تھے اسے پہلے ہی ار شمیل یزدانی سے بہت نفرت تھی مگر آج کی اس بے عزتی کی وجہ سے وہ اس سے اور بھی زیادہ نفرت کرنے لگی تھی اور اسے کوسنے لگی تھی ار شمیل غصے سے اس کے پاس آیا اور اس کا رخ اپنے طرف موڑا اور بولا۔

"کیوں تماشہ بنا دیا میری عزت کا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے اپنے آنسوں صاف کیے اور ہنستے ہوئے بولی۔

"واہ ار شمیل یزدانی میری عزت کا تماشہ بنا کر تم الٹا مجھ سے بول رہے ہو کے میں نے تمہاری عزت کا تماشہ بنا دیا"۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے عمامہ حیدر آ بھی تم آگے آگے دیکھو تمہارے ساتھ اور کیا کیا ہوتا ہے تم نے تو ابھی سے ہار مان لیا۔" اس کی بات سن کر اس کا ہاتھ ارشمیل پر اٹھ گیا اس نے ارشمیل کو تھپڑ مار کر کہا۔

"اور کیا برا کرو گے تم میرے ساتھ۔" ارشمیل اس کا تھپڑ کھا کر اپنی جگہ برہم ہو گیا وہ اس کے طرف غصے سے بڑھا تھا تبھی عمامہ بھی اس سے ڈر کر اپنی جگہ سے پیچھے ہوئی پیچھے ہوتے ہوتے وہ سوئمنگ پول کے کنارے پر آگئی تبھی ارشمیل نے بڑ کر اس کا ہاتھ تھام لیا اب وہ صرف اس ہی کے سہارے پر تھی جس کو اس نے ابھی تھپڑ لگایا تھا ارشمیل نے ایک نظر اس کے خوف زدہ چہرے پر ڈالا اور اس کا تھاما ہوا ہاتھ چھوڑ دیا جس سے وہ سیدھے سوئمنگ پول میں گر گئی۔

جاری ہے

صالحه فرحان



نوی بہ عشق تو بہ جنون

ezreaderschoice.blogspot.com

توہی عشق توہی جنون

از صاحبہ فردوس

قسط 3

ار شمیم اسے پول میں ڈوبنے کے لیے وہاں چھوڑ کر چلا گیا اس نے سوچا کہ کچھ دیر وہ سوئمنگ پول میں رہی تو اس کی عقل ٹھکانے آجائے گی مگر اس کی سوچ کے برعکس وہ تیرتے ہوئے پول سے نکل آئی اس نے کافی عرصے پہلے سوئمنگ سکھا تھا جو آج اس کے کام آگئی تھی اب وہ اپنے بھیکے ہوئے کپڑوں کے ساتھ سوئمنگ پول کے قریب کھڑی تھی اسے اس وقت اپنے حلیے سے بے حد شرم محسوس ہو رہی یہ اس کے لیے ڈوب مرنے کا مقام تھا وہ تو اچھا تھا اس وقت سوئمنگ کے ایئر یا میں کوئی نہیں تھا وہ بس اکیلی کھڑی تھی اگر اس وقت یہاں کوئی موجود رہتا تو وہ سچ میں شرم سے مرجاتی اس نے اپنے پانی اور آنسوؤں سے بھیکے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اپنے لیے کسی کوئی تلاش کرنے لگی وہ اس طرح سے بھگی ہوئی سب کے سامنے تو نہیں جاسکتی تھی اس

لیے وہ ایک کونے میں آگئی، ارشمیل کو کچھ دیر بعد اپنی لاپرواہی کا احساس ہوا تو وہ دوڑتے ہوئے وہی آگیا جہاں اس نے اسے مرنے کے لیے چھوڑا تھا اسے پول میں دیکھا تو وہ اسے نظر نہیں آئی جس سے وہ مزید پریشان ہو گیا پھر اسے ڈھونڈنے کے لیے اس نے اپنی نظریں ادھر ادھر دوڑائی تو وہ اسے ایک کونے میں اپنا بھیگا ہوا وجود چھپاتے ہوئے نظر آئی ارشمیل جلدی سے اس کے پاس آیا وہ ارشمیل کو دیکھ کر اپنی جگہ برہم ہو گئی اس نے ارشمیل کے طرف نفرت سے دیکھا اور اپنی نظریں پھیر لی لاکھ اس کے وجود سے نفرت ہونے کے باوجود ارشمیل کو اس وقت اپنے اس فعل پر غصہ آیا اس نے عمامہ کے بھیگے ہوئے وجود کے طرف دیکھنے سے گریز کیا اور بولا۔

"تم ٹھیک ہو"۔ وہ اس وقت اس سے یہ سوال کرنے کا حق دار نہیں تھا مگر پھر بھی وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"واو کتنی اچھی پالیسی ہے تمہاری پہلے خود ہی مرنے کے لیے مجھے سوئمنگ پول میں گراتے ہو اور اب خود ہی دکھاؤ کے لیے میری خیریت دریافت کر رہے ہو"۔ ارشمیل نے اسے کچھ نہیں

کہا وہ بس اپنی نگاہیں جھکا کر زمین کو گھورنے لگا عمامہ نے اس کے طرف نہیں دیکھا وہ وہاں سے اپنے گھر جانے کے لیے نکل گئی وہ کچھ ہی آگے آئی تھی کہ ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے بولا۔

"کہا جا رہی ہو تم"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے نفرت سے اسے وجود کو گھورا اور اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ چھڑا کر اسے پیچھے دھکا دیا اور بولی۔

"میں کہیں بھی جاؤں اس سے تمہیں کیا"۔ ارشمیل نے اس کی بات سن کر غصے میں کہا۔

"تم اس حالت میں یہاں سے نہیں جاسکتی ہو"۔

"تم مجھے روکنے والے کوئی نہیں ہوتے ہو"۔ اتنا کہے کر وہ اور آگے بڑ گئی تبھی دوبارہ ارشمیل اس کے پاس آیا اور اب سختی سے اس کا ہاتھ موڑ کر اسے اپنے سامنے کیا اور بولا۔

"جتنا کہا ہے اتنا ہی سنو ورنہ انجام بہت برا ہو گا"۔ اس کی یہ دھمکی سن کر بھی عمامہ پر کوئی اثر نہیں ہوا اس نے ارشمیل کو اپنے سے دور کرنے کی کوشش کیا جس سے وہ اور بھی زیادہ اس کے قریب ہو گئی تھی۔

"تم ہر وقت فضول کی کوششیں مت کیا کرو جب کے تمہیں پتا ہے کہ تم ہر وقت مجھ سے ہار جاتی

ہو اب سیدھے سے جو کہا ہے وہ کرو چپ چاپ یہاں کھڑے رہوں۔" اس نے عمامہ کو ایسے ہی پکڑے رکھا پھر اپنے جیب میں سے موبائیل نکالا اور اس پر نمبر ڈائیل کر کے کسی کو فوراً آنے کا حکم دیا اس کا حکم ملتے ہی اس کی سیکرٹری بھاگتے ہوئے ان دونوں تک آئی اس نے غصے سے اپنی پرسنل سیکرٹری کو کہا۔

"فوراً میم کے لیے کوئی مناسب ڈریس کا انتظام کرو اور ڈریسوار کو جلدی آنے کا کہوں۔" اس کی بات سن کر وہ لڑکی جیسے تیزی سے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی اور کچھ دیر میں اس نے ایک عمامہ کے لیے ایک اچھا سا ڈریس لے آئی عمامہ نے اس لڑکی کو غصے سے گھورا جو اس کے سامنے ڈریس لے کر کھڑی تھی وہ لڑکی اس کے غصے کی تاب نہ لاسکی اس نے اپنی نظریں جھکا لیا اسے اس طرح سے اس بے چاری لڑکی کو گھورتا دیکھ کر ارشمیل بولا۔

"نامیری جان میرا غصہ اس بے چاری لڑکی پر مت نکالو وہ بھی تمہاری طرح صرف میرے حکم کی پابند ہے تم جلدی سے روم جا کر چیچنگ کر لو پھر میرا ڈرائیور تمہیں گھر ڈراپ کر دیے گا۔" پھر وہ اسے زیادہ دیر تک ضد کرنا مناسب نہیں لگا اس لیے وہ اس لڑکی کے پیچھے چلی گئی پھر بعد میں اسے ارشمیل نظر نہیں آیا اس کی وہی سیکرٹری نے اسے ڈرائیور کے ساتھ مل کر اس کے گھر چھوڑ دیا گھر آکر اس نے ارشمیل کے لائے ہوئے سارے کپڑے شاپرزمیں سے

نکالے اور انھیں جلا دیا جیولری کو اور سینڈیلز کو ڈسین میں ڈال دیا تب جا کر بھی اسے سکون نہیں ملا تو وہ اپنے گھر کے سامان کو تھس تھس نہس کرنے لگی۔

☆☆☆

کئی دنوں کی محنت کے بعد آج آخر کار اسے اپنے مرضی کے مطابق جاب مل ہی گئی تھی وہ خوشی خوشی گھر لوٹ تھی تبھی اسے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھلا دیکھا جس سے وہ سمجھ گئی تھی کہ اس وقت کون اس کے گھر میں بلا اجازت گھس آیا ہے وہ غصے سے اندر آئی تبھی وہ ایک ہاتھ میں کوک اور ایک ہاتھ میں پیزالے کرکھاتا ہوا دیکھا اور ساتھ ہی ساتھ ٹی وی بھی دیکھ رہا تھا وہ اس کے پاس گئی اور غصے سے بولی۔

"یہ کیا طریقہ ہے کسی کے بھی گھر میں گھسنے آنے کا"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل نے سر تپاؤں تک اسے دیکھا تھا اس کا یوں دیکھنا عمامہ کو ناگوارہ گزرا تھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے اس پوری بلڈینگ کے اوپر سے بات کرنے کا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ کا جی چاہا کہ اس کا منہ توڑ دے مگر اس نے اپنے اس ارادے کو بعد کے لیے ٹال دیا اور بولی۔

"کیوں بار بار مجھ سے ٹکرانے کے بہانے ڈھونڈتے ہو کیوں بار بار میرے پیچھے آتے ہو کیا ارادے ہے تمہارے تم واضح طور پر بتا دو تاکہ میں کچھ حل نکال سکوں"۔ اس کی بات سن کر

ارشمیل نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوک اور پیزا وہی میز پر رکھ دیا اور اس کے پاس آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"آج شام آٹھ بجے میرے آفس پہنچ جانا پھر میں تمہیں بتاؤ گا کہ میرے ارادے کیا ہے اگر تم وقت پر نہیں پہنچی تو میں دوبارہ تمہارے گھر آؤ گا اور تمہیں رات کی طرح لے جاؤ گا۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے نفرت سے اس سے کہا۔

"میں تمہاری بات ماننے سے انکار کرتی ہو۔"

"آنا تو تمہیں پڑے گا چاہے اس میں تمہاری مرضی شامل ہو یا نا ہو۔" اتنا کہے کر وہ آگے بڑھ گیا پھر کچھ یاد آنے پر واپس مڑا اور بولا۔

"کل رات جو میں نے تمہارے لیے ڈریس لایا تھا اس میں کا کوئی بھی ڈریس پہن کر آنا اور ہاں یہ صاف کر لینا۔" اس نے میز کی طرف اشارہ کر کے وہاں سے چلا گیا اس نے جان بوجھ کر اس کے سامنے اپنے لائے ہوئے کپڑوں کا ذکر کیا جب کہ اسے پتا تھا کہ عمامہ نے وہ سارے کپڑے جلا دیے ہیں عمامہ اپنی جگہ پر ہی بیٹھتے چلی گئی اور رونے لگی اسے معلوم تھا وہ اگر اس کے بتائے ہوئے وقت پر نہیں گئی تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ آج بھی کل رات کی

طرح اسے بے عزت کرنے کے لیے بلارہا ہے کل رات کی بے عزتی کے بارے میں سوچ کر اس کی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو اتر آئے وہ جب بھی سوچتی ہے کہ وہ آج بہت خوش رہے گی آج اپنے سب سے بڑے جانی دشمن کے بارے میں نہیں سوچے گی مگر ہر بار اس کی سوچ غلط ثابت ہو جاتی وہ ہر بار کالی بلی کی طرح اس کا راستہ کاٹ جاتا تھا۔

وہ رات کے آٹھ بجے اس کے آفس میں حاضر تھی رات کے وقت اس کا آفس پورا خالی ہو چکا تھا اس وقت اتنے بڑے آفس میں وہ دونوں موجود تھے وہ اپنے کانپتے ہوئے وجود میں تھوڑا سا اعتماد پیدا کرتے ہوئے اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی ارشمیل نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئی ارشمیل مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا جس سے وہ کنفیوز ہو گئی اور سوچنے لگی کہ وہ اسے دیکھ کر ہمیشہ کیوں مسکراتا رہتا ہے ارشمیل نے بنا تمہد باندھے بولنا شروع کیا۔

"تم مجھ سے پوچھ رہی تھی نا کہ میرے کیا ارادے ہیں کیا چاہتا ہو تو پھر آج تم سن ہی لو۔"

اتنا کہے کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آگیا اور بولا۔

"میں نے تم سے جو کچھ لیا ہے میں وہ سب کچھ واپس کر دو گا مگر میری ایک شرط ہے۔" شرط لفظ

سن کر ہی وہ اپنی جگہ سن ہو گئی کیونکہ اسے پتا تھا اس کی شرطیں معمولی سی نہیں رہتی ہے وہ جو

بھی شرط رکھتا ہے اس میں اس کا نفع اور سامنے والے کا نقصان ہی ہوتا ہے پھر بھی اسے مہم سی

امید تھی کہ اس کی یہ شرط زیادہ بڑی نہیں ہوگی اسے اپنی آزادی بہت پیاری تھی اگر اس کے لیے اسے کوئی بھی قیمت آدا ہی کرنا پڑھتا تو وہ ضرور کرگی اس لیے اس نے ارشمیل سے کہا۔

"بتاؤ میری آزادی کی کیا قیمت لو گے تم"۔ اسی بات سن کر وہ دوبارہ ہنسنے لگا اور بولا۔

"تمہیں اپنی آزادی کے لیے صرف ایک رات میرے ساتھ گزارنا ہو گا ایک رات میرے نام کرنا ہو گا یہ شاید تمہارے لیے زیادہ بڑی بات نہیں ہے"۔ اس کی باتیں سن کر ہمیشہ عمامہ کا سر چکرانے لگتا آج بھی یہی ہوا تھا اس کا سر چکرانے لگا تھا وہ اس سے اس کی آزادی کی کتنی بڑی قیمت مانگ رہا تھا اس بار تو حد ہی پار ہو گئی تھی اس بار وہ اس سے اس کی عزت کا سودا کرنے لگا تھا وہ اپنے کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ اٹھی اور ایک زوردار تھپڑ اپنے سامنے کھڑے کمینے پن سے مسکراتے ہوئے ارشمیل یزانی کے سرخ و سفید گال پر مار دیا ہر بار کی طرح اس بار بھی ارشمیل کو بہت غصہ آیا اس نے عمامہ کے لمبے بال پکڑ کر اسے اپنے سے قریب کیا اور بولا۔

"میں چاہوں تو ابھی اس تھپڑ کا بدلہ لے سکتا ہو کیونکہ یہاں نا تم مجھے روک سکتی ہو نا ہی کوئی اور سیدھے سے میری بات مان جاؤ اتنے نکھرے کیوں دیکھا رہی ہو مشرقی لڑکیوں کی طرح"۔

عمائمہ نے آنسوؤں سے بھر آنکھوں سے اسے دیکھا اس وقت اسکی آنکھوں میں کچھ بھی نہیں تھانا
ہی فریاد نہ ہی رحم کی بھیک تھی تو صرف نفرت جو اس شخص کے ہر ایک اقدام سے بڑھتی جا رہی
تھی ارشمیل نے اسے ایک بار پھر اکسایہ تھا۔

"کیا میں تمہاری اس خاموشی کو ہاں سمجھ لو۔"

"ارشمیل یزدانی تم کیا سمجھتے ہو مجھے کیا میں کوئی چابی سے چلنے والا کھیلوناں ہو جو تم کہوں گے میں وہ
کروگی تم آج جس کی مجبوری کا فائدہ اٹھا رہے ہو ناکئی ایسا نا ہو کل کو تم خود اس کے سامنے جھکنے پر
مجبور ہو جاؤ مجھ سے نہیں تو خدا سے تو ڈرو اس کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے جب پڑے گی نا تو سب
کچھ بھول جاؤ گے تم۔"

"میرے سامنے زیادہ بکو اس مت کرو جو کہا ہے اس کا ہاں یا نا میں جواب دو۔"

"سن لو ارشمیل یزدانی مجھے اپنی آزادی سے زیادہ عزت پیاری ہے میں تو پہلے سے ہی جانتی تھی
کہ تم ایک ہوس پرست انسان ہو جسے ہر وقت اپنے ارد گرد لڑکیوں کا منڈلانا بہت پسند
ہے پہلے ان سے محبت کرنے کا دعو کرتے ہو پھر ان کے جذبات سے کھیل کر انہیں پہچاننے سے
انکار کرتے ہو۔" وہ آگے بھی بہت کچھ کہنے والی تھی مگر ارشمیل نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ
دیا کیونکہ اسے اتنے غلط الزامات بالکل بھی پسند نہیں آئے تھے مانا کہ وہ کچھ سال قبل بہت

فلرٹی ٹائپ کا بندہ تھا مگر وہ جب سے انگلیڈ گیا تھا تب سے اس نے صرف اپنا کرئیر بنانے پر فوکس کیا تھا اور اس سے بدلہ لینے کے بارے میں سوچتا رہتا تھا وہاں پر بھی وہی اس کے ہوا اس پر سوار رہتی تھی اس لیے تو وہ انگلیڈ میں رہ نہیں پایا تھا عمامہ نے زبردستی اس کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹایا اور اسے دھکا دے کر وہاں سے بھاگ گئی مگر اس کے قدموں کی رفتار سے زیادہ ارشمیل کے قدم تیز تھے ارشمیل لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے اس کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اسے اپنے ساتھ گھسٹے ہوئے لایا وہ زمین پر ریڑھنے لگی تھی مگر ارشمیل نے اس کی ایک بھی ناچلنے دیا پھر اسے چمیر پر زبردستی بیٹھایا اور اس کے ہاتھ پیر باندھ دیا جس سے وہ اپنی جگہ چیخنے چلانے لگی۔

"مجھے جانے دو ارشمیل یزدانی میں اس بار تمہاری زیادتی برداشت نہیں کرو گی۔"

"یہ مجھے تم نے جتنے تھپڑ مارے ہے نا اس کا بدلہ ہے اب جب تک میں چاہوں گا تب تک تم ایسے بندھے رہو گی نا ہی تمہیں کھانا ملے گا نا ہی پانی کی ایک بوندھ ملے گی۔" اس کی بات پر عمامہ نے اسے نفرت سے دیکھا اور بولی۔

"تم سے یہی امید کی جاسکتی ہے۔" اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گئی کیونکہ اسے پتا تھا اس کے سامنے زیادہ بولنا مطلب اپنی شامت لانا ہے اس لیے تو وہ بس آنسوں بہاتے ہوئے رہ گئی اور اپنے آپ کو اس

رستی سے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی اور دل ہی دل میں اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر گالیوں سے نوازنے لگی مگر اس کے سامنے بھی ارشمیل یزدانی کھڑا تھا وہ تو اسے دل ہی دل میں بھی برے برے القابات سے نواز نہیں سکتی تھی۔

"اب مجھے اتنے بھی بری طرح سے گالیاں مت دو کہ میں برداشت ناکر پاؤں"۔ اس کی بات سن کر وہ حیرت میں پڑ گئی کے اسے کیسے پتا چلا کہ وہ اسے گالیاں دے رہی ہے۔

"میں نے تمہیں کوئی گالی وغیرہ نہیں دیا ہے"۔ اتنا کہے کر اس نے من ہی من میں اسے گالیاں دینے کا ارادہ ترک کر دیا اور پھر اسی کام میں جٹ گئی جو وہ کر رہی تھی ارشمیل کو اسکی بے توجہی پسند نہیں آئی اس لیے وہ اس کا دھیان اپنی طرف بھٹکانے کے لیے اس کے پاس آیا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھ میں لے کر بے رحمی سے بولا۔

"دیکھو تمہیں سوچنے کے لیے ابھی بھی کچھ وقت ہے تم چاہو تو ایک بار پھر میرے اس آفر پر غور کر سکتی ہو"۔ عمامہ نے اپنا چہرہ پیچھے ہٹایا اور نفرت سے بولی۔

"تمہارے اس آفر کو قبول کرنے سے پہلے میں خود ہی زہر کھا کر مرنا پسند کرو گی تمہیں ان ڈیسنٹ پر پوزل پیش کرتے ہوئے شرم تو نہیں آئی ہو گی مگر مجھ میں ابھی شرم باقی ہے میں تمہاری طرح بے باک نہیں ہو جو کچھ بھی منہ میں آیا وہ بول دیا اور تم سمجھ رہے ہو گے کہ میرے

سر پر میرے والدین کا سایہ نہیں ہے تو تم کچھ بھی کر سکتے ہو ساتھ میرے والدین نہیں ہے مگر مرتضیٰ اور عدینہ ہے اگر تم نے میرے ساتھ کچھ بھی کرنے کی کوشش کیا تو وہ دونوں تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گے۔" اس کی بچکانہ دھمکی سن کر ارشمیل اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے بلاؤ ان دونوں کو میں بھی دیکھتا ہوں وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ اپنی جگہ خاموش ہو گئی وہ جانتی تھی کہ عدینہ اور مرتضیٰ دونوں ہی مل کر ارشمیل یزدانی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہے بلکہ وہ ان دونوں کا بہت کچھ بگاڑ سکتا ہے پھر اس کی کھوکھلی دھمکی سے ارشمیل پر کوئی اثر نہیں پڑا تو اس نے دوبارہ پھر سے اپنے آنسوؤں کو ہتھیار بنانے کی کوشش کیا۔

"پلیز مجھے جانے دو تم مجھ سے اتنا تو بدلہ لے رہے ہو اب مجھے یوں اس طرح باندھ کر کیا فائدہ ہو گا تمہارا۔"

"فائدہ ہو گا نا تم شاید میرا پر پوزل قبول کر لو گی۔" اتنا کہے کر وہ اس کے سامنے رکھ کاؤنچ پر جا کر بیٹھ گیا اور اپنا موبائل نکال کر اس میں کچھ کرنے لگا تبھی لائٹ چلی گئی اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا جس سے وہ چلانے لگی۔

"پلیز لائٹ آن کرو اندھیرے میں میرا دم گھٹتا ہے۔۔۔ پلیز لائٹ آن کرو۔" اسے تکلیف میں دیکھ کر ارشمیل کو خوشی مل رہی تھی وہ ایسے ہی اپنی جگہ پر بیٹھا رہا تھا اس نے اٹھ کر اس کا

حال دریافت کرنے کی بھی زحمت نہیں کیا تھا وہ تو ایسے بیٹھا تھا جیسے اس کے علاوہ دوسرا کوئی اس روم میں موجود نہیں ہے۔

"پلیز مجھے جا۔۔۔ جانے دو میں سچ کہہ رہی ہو میرا دم گھٹ رہا ہے۔" دو بار بار یہی کہے جا رہی تھی جس سے ارشمیل کو غصہ آیا اس نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ اس کی سانس اکھڑ رہی ہے اس نے ٹیپ لایا اور اس منہ پر باندھ دیا اور بولا۔

"تم حد سے زیادہ بک بک کرتی ہو۔" اتنا کہے کر وہ اپنی جگہ پر واپس جا کر بیٹھ گیا اور پھر سے موبائیل میں کچھ کرنے لگا کافی دیر بعد لائٹ آئی تو اس نے اس بے چاری لڑکی کے طرف دیکھنے کی زحمت کیا اس نے دیکھا کہ کچھ دیر پہلے اس سے لڑنے جھگڑنے والی عمامہ حیدر اس وقت بے ہوش پڑی ہے اس نے اپنا موبائیل وہی پھیک دیا اور اس کے پاس آیا اسے آوازیں دینے لگا مگر وہ نہیں جاگی اس پر پانی کے ڈالا مگر وہ پھر بھی نہیں آٹھی پھر اس نے جھک کر اس کی ڈھڑکن دیکھا جو کافی مدہم چل رہی تھی اس نے عمامہ کے ہاتھ پیر آزاد کر دیا اس کے منہ پر بندھا ٹیپ نکال دیا اور اسے اپنے باہوں میں بھر کر اپنا رخ ہاسپٹل کے طرف کیا اسے اپنے آفس سے جو بھی ہاسپٹل قریب لگا وہ عمامہ کو وہی لے آیا ڈاکٹر نے فوراً اس کا ٹریٹمنٹ شروع کیا وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں ٹہل رہا تھا جب ہی ڈاکٹر صاحب اس کے پاس آئے اور بولا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے آپ کی بیوی کو کسی چیز کا شدید فوبیا جس سے وہ بے ہوش ہو چکی ہے اور کچھ نہیں ہے۔" ڈاکٹر کی بیوی والی بات سن کر جہاں وہ حیران ہوا وہی اسے یہ سن کر اطمینان ملا کہ اسے کچھ نہیں ہوا ہے وہ ٹھیک ہے پھر وہ اسے دیکھنے کے لیے اس کے روم میں آیا وہ سوئی ہوئی تھی اور شمیم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوٹ سائیڈ پر رکھ دیا اس کے بیڈ پر بیٹھ گیا اور غور سے اسے دیکھنے لگا اسے دیکھ کر اسے اپنی حرکت پر شرمندگی محسوس ہوئی مگر جیسے ہی اپنا ماضی آنکھوں کے سامنے گھوما تو وہ ہی اسے قصور وار نظر آئی اس نے ایک نفرت بھری نظر اس کے وجود پر ڈالا اور اپنا کوٹ اٹھا کر وہاں سے چل گیا آج اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر دل بغاوت بھی کرنے لگا تھا کہ اسے جانے دے اسے بخش دے مگر دماغ کہے رہا تھا اسے اور تڑپا اسے اور رلا اس نے اپنے دل کی نہیں دماغ کی بات مانا اور اسے آگے تنگ کرنے کے منصوبے بنانے لگا۔

☆☆☆

وہ ایک ہی دن ہاسپٹل میں رہی تھی اس کے بعد ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج کر دیا تھا ڈسچارج ہوتے وقت ڈاکٹر نے اسے کہا تھا۔

"آپ کے شوہر آپ کے لیے بہت پریشان ہو رہے تھے۔" وہ ڈاکٹر کی بات سن کر غصے سے ڈاکٹر کو بولی تھی۔

"پلیئر ڈاکٹر کچھ بھی کہنے سے پہلے سامنے والے سے پوچھ لینا چاہیے کہ وہ پیشینہ کا کیا لگتا ہے ایسا ضروری نہیں کہ ہر پیشینہ آپ کے یہاں ہر بینڈوائف ہی آئے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو۔" اس کی بات سن کر ڈاکٹر اپنے جگہ شرمندہ ہو کر رہ گیا تھا۔

"جی آپ نے درست فرمایا آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔" پھر وہ ڈسپارچ ہو کر اپنے گھر آگئی تھی ایک دو دن تک آرام کرنے کے بعد اس نے اپنی نئی جاب پر جانا شروع کر دیا تھا ارشمیل کا اس دن کے بعد سے کوئی اتناپنا نہیں تھا اسے اپنے ارد گرد ناپا کروہ تھوڑی سی مطمئن ہو گئی تھی اس لیے جب اسے مرتضیٰ نے ڈنر کے لیے ریسٹورنٹ میں بلایا تو وہ فوراً مان گئی اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کی کمپنی میں ڈنر کو بہت انجوائے کر رہے تھے تبھی اچانک عمامہ کے موبائیل پر ارشمیل کی کال آئی وہ مرتضیٰ سے ایکسوز کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنا سیل کان سے لگا لیا۔

"ہیلو تم کہاں ہو؟"۔ سیل فون میں سے دھاڑتے ہوئے ارشمیل کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی تو وہ حیرت سے اپنے فون کو گھورنے لگی پھر اس نے دوبارہ موبائیل کان سے لگایا اور بولی۔

"ڈنر کر رہی ہو۔"

"کس کے ساتھ۔"

"میرے منگتر مرتضیٰ کے ساتھ۔" اس کی بات سن کر پتا نہیں ارشمیل کو کیا ہوا وہ اور بھی زیادہ

غصے میں آگیا اور بولا۔

"تم ابھی کے ابھی اپنے فلیٹ پر پہنچو کیونکہ میں آ رہا ہوں۔" اتنا کہہ کر ارشمیل نے فون کاٹ دیا اور وہ اپنے فون کو حیرت سے گھورنے لگی اسے ارشمیل کی یہ حکم دینے والی عادت سے نفرت تھی مگر وہ مجبور تھی اس کا حکم ماننے کی پابند تھی اس لیے وہ مرتضیٰ سے معذرت کر کے گھر آگئی تھی۔ وہ کچھ دیر تک بیٹھی رہی کے ارشمیل یعنی کے اس کی زندگی کا سب سے بڑا عذاب کب آئے گا مگر وہ نہیں آیا اسے ارشمیل پر تاؤ آ رہا تھا وہ کیوں اس پر زندگی کا دائرہ

تنگ کرتے جا رہا تھا کیوں اسے اتنا ہریشان کر رہا تھا اس کا ذہن بہت ساری سوچوں میں الجھ گیا تھا تبھی دروازے پر دستک ہوئی جس سے وہ سمجھ گئی کے شیطان حاضر ہو چکا ہے اس نے دواڑہ کھولا تو دیکھا وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے جو اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے یہ دیکھ کر وہ گھبرا گئی اور دروازہ بند کرنے لگی تھی کے ارشمیل نے بچ میں آکر اسے روک دیا اور بولا۔

"اندر نہیں آنے دو گی ہمیں۔" اس کی بات سن کر عمامہ گھبرا کر بولی۔

"ت-----تم اتنے سارے لوگوں کو ساتھ کیوں لائے ہو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل

مسکراتے ہوئے بولا۔

"یہ لوگ ہمارے نکاح میں شامل ہونے کے لیے آئے ہیں۔" اس کی بات سن کر وہ جہاں کھڑی

تھی وہی بے ہوش ہو گئی وہ تو اچھا ہوا ار شمیل اس کے قریب کھڑا ہوا تھا اس نے اسے عین وقت پر اپنی باہوں میں جھل لیا تھا۔

اس نے عمامہ پر پانی کی بوندیں ڈالی جس سے وہ ہوش میں آ گئی اور اپنی جگہ اٹھ کر بیٹھ گئی اب وہ ار شمیل کو نفرت و غصے سے ملی جھلی کیفیت میں گھورنے لگی اور بولی۔
"تم کیوں کر رہے ہو یہ سب کچھ۔"

"تم سے بدلہ لینے کے لیے۔" ار شمیل نے صاف گوئی کا مظاہر کیا جس سے وہ اپنی جگہ اور بھی تپ گئی۔

"کوئی اور بھی تو طریقہ ہے بدلہ لینا کا۔" وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے بکھرے ہوئے بال اپنے ہاتھ سنوارتے ہوئے بولا۔

"میں پرانے طریقوں سے تنگ آچکا ہوا اس لیے اب نیا طریقہ آزمانہ چاہتا ہوں۔" اس نے ار شمیل کا ہاتھ جھٹک دیا اور بولی۔

"تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو میں مر جاؤ گی مگر کبھی تم سے نکاح نہیں کرو گی۔"

"میں بھی مر جاؤ گا مگر تم سے ہی نکاح کروں گا"۔ وہ بھی اس ہی کی طرح بولا جسے دیکھ کر عمامہ کو

اور

بھی زیادہ غصہ آیا وہ اپنی جگہ پر سے اٹھی اور اس کے کالر پکڑ کر کہنے لگی۔

"تم کچھ بھی کر لو میں تم سے نکاح نہیں کروں گی"۔ اسکی اس حرکت کا جواب ارشمیل نے کچھ اس طرح سے دیا کہ اپنے کالر پر سے اس کے ہاتھ ہٹا دیا اور اس کے بال پکڑ کر اسے اپنے قریب کر لیا اور بولا۔

"تمہیں پہلے ہی کہا تھا مرتضیٰ کے ساتھ نظر مت آنا مگر پھر بھی تم نظر آئی اب بھگتو"۔ اسے جتنا درد اس کے بال پکڑنے پر نہیں ہوا تھا اتنا ہی اس کے یہ کہنے پر ہوا تھا کیوں وہ اسے اپنی جاگیر سمجھ بیٹھا تھا کیوں اس پر اپنی مرضی تھوپنا چاہتا تھا یہ بات سہی تھی کہ عمامہ نے اپنی زندگی کا اختیار اسے دیا تھا مگر پھر بھی وہ اس کی اور مرتضیٰ کی زندگی کا فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا وہ شاید اسے مرتضیٰ کے ساتھ خوش دیکھ کر جیل میں ہوتا تھا یا پھر بات کچھ اور تھی جسے وہ بھی سمجھ نہیں پاتا تھا عمامہ نے اس کے پیر پر اپنا پیر رکھ دیا جس سے وہ تلملا کر پیچھے ہٹا تھا عمامہ موقع کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے نکلنا چاہتی تھی مگر ارشمیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے دیوار سے لگا دیا جس سے اس کا سر بری طرح دیوار سے ٹکرایا اور وہ اپنی جگہ کراہ کر رہ گئی۔

"زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش مت کیا کرو جب کے تمہیں پتا ہے کے کون سب سے زیادہ اسمارٹ ہے اب سیدھے طرح سے تیار ہو جاؤ مولوی صاحب آنے والے ہے۔"

"تمہیں پتا ہے کے میں مرتضیٰ سے محبت کرتی ہوں اور اس سے انگلیچڑ ہو پھر کیوں کر رہے ہو تم یہ سب۔" اس کے ہونٹ بری طرح کانپ رہے تھے اس کے منہ سے الفاظ ہی ادا نہیں ہو رہے تھے گھبراہٹ سے اسے پسینے چھوٹ رہے تھے مگر پھر بھی وہ رو نہیں رہی تھی بلکہ ڈٹ کر اس کا مقابلہ کر رہی تھی۔

"جو سکون تمہاری خوشیاں چھننے میں مجھے ملتا ہے وہ سکون دنیا کے کسی بھی کونے میں میسر نہیں آتا ہے اب تیار ہو جاؤ ورنہ اس مرتبہ بھی مجھے زبردستی کرنا پڑے گا۔"

"ت۔۔۔ تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے م۔۔۔ مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔" اس کی بات سن کر وہ پر سوچ لہجے میں بولا۔

"او کے تمہارے پاس ایک گھنٹے کا ٹائم ہے تم سوچ لو۔"

"ن۔۔۔ نہیں مجھے دو دن کا وقت چاہیے۔" اس کی بات سن کر وہ کچھ سوچتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا پھر بولا۔

"ٹھیک ہے دو دن کا ٹائم ہے تمہارے پاس مگر تمہارا فیصلہ میرے حق میں ہونا چاہئے"۔ اتنا کہے کر وہ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ واپس چلا گیا جس سے عمامہ نے سکون کا سانس لیا پھر وہ من ہی من میں اس سے چھٹکارا پانے کے منصوبے بنانے لگی اس کے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے کے بچھائے ہوئے جال سے باہر نکلے وہ چاروں طرف سے اس کے گھیرے میں پھنستے جا رہی تھی اسے ایسا لگ رہا تھا وہ ارشمیل کی وجہ سے مرتضیٰ سے دور ہوتے جا رہی ہے اس نے بہت سوچ بچار کے بعد حتمی فیصلہ لیا۔



اس نے اپنی اور سب کی بھلائی کے لیے اس شہر کو چھوڑنے کا فیصلہ لیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی اس کے وجہ سے عدینہ اور مرتضیٰ کی لائف میں کسی بھی قسم کی پریشانی آئے انھیں اس کی ذات کی وجہ سے کوئی دکھ پہنچے اس لیے اس نے ان سب سے دور جانے کا فیصلہ لیا تھا وہ کل رات سے چپ چاپ طریقے سے اپنے جانے کی تیاری کر رہی تھی اسے یقین ہو چکا تھا کہ اس کی ہر ایک حرکت پر ارشمیل کی نظر ہے اس لیے وہ اس بار الٹ ہو چکی تھی اس نے کسی بھی قسم کی کوئی غلطی کی گنجائش نہیں رکھا تھا اسے دکھ تو بہت ہو رہا تھا کہ وہ اس طرح سے اس کے اپنوں کو بتائے بغیر جا رہی ہے انھیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا رہی ہے مگر پھر اس کی نظروں میں ارشمیل یزدانی

کاتمنسخر آڑا تا ہوا چہرہ گھوم گیا جس سے اس کا فیصلہ پہلے سے زیادہ پختہ ہو گیا اس نے سوچا اگر قسمت میں مرتضیٰ اور عدینہ سے ملنا رہا تو قسمت انھیں دوبارہ ملا کر رہے گئی پھر اس نے ایک آخری نظر ارشمیل کے فلیٹ پر ڈالا اور سوچنے لگی کہ اب اسے دوبارہ یہاں نہیں رہنا ہو گا اور نا اس ذلیل انسان کے بے وجہ ٹاچر برداشت کرنا ہو گا اس نے اپنا ایک بیگ ضروری سامان سے بھرا اور دوسرا کپڑوں سے بھرا بیگ اٹھایا اور وہاں سے نکل گئی وہ رات کے اندھیرے میں گھر سے نکلی تھی تاکہ ارشمیل کو خبر نہ ہو مگر پتا نہیں کیسے اسے خبر ہو گئی اس نے عمامہ کے جانے کی ہر راہ مسدود کر دیا اس نے شہر کے کونے کونے میں ناکہ بندی کروا دیا تھا ہر راستے کے چپے چپے پر پولیس کی چھاپہ ماری چل رہی تھی پولیس سبھی کاروں کی ٹرکوں کی گاڑیوں باریک بینی سے تلاشی لے رہی تھی اسے ایک پولیس والے کے ہاتھ میں اپنی عدینہ کی شادی میں نکالی ہوئی تصویر نظر آئی تو وہ سمجھ گئی کہ یہ سب کچھ ارشمیل کر رہا ہے وہ جس ٹیکسی میں بیٹھی تھی اس نے اس ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

"بھائی یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"لگتا ہے کسی کو تلاش کیا جا رہا ہے یہ کوئی معمولی شخص کا کام نہیں ہے بہت امیر آدمی کا کام لگتا ہے
"۔ اس ڈرائیور کی بات سن کر اس کا شک یقین میں بدل گیا اس سے پہلے ان کی ٹیکسی آگے
بڑھتی اور پولیس والوں کی نظر اس پر پڑھتی وہ دوبارہ ڈرائیور سے بولی۔

"بھائی پلیز آپ کسی دوسرے راستے سے چلے۔"

"ہم کسی بھی راستے سے ایئر پورٹ جائے گے تو ہمیں ایسی ہی Checking کا سامنا کرنا پڑے
گا۔" اس ٹیکسی ڈرائیور کی بات عمامہ کو سو فی صد درست لگی تھی پھر اس نے دوبارہ اس ڈرائیور
کو مخاطب کیا۔

"آ۔۔۔ آپ مجھے جہاں سے لائے تھے وہی پر مجھے دوبارہ چھوڑ دے اب مجھے کہی نہیں جانا ہے
"۔ اس کا حکم سنتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے اپنی ٹیکسی موڑ لی پھر جہاں سے وہ اس ٹیکسی میں بیٹھی
تھی وہی وہ بارہ آکر کھڑے ہو گئی پھر وہ اپنے خدا سے مدد کی گواہی لگانے لگی تبھی خدا نے اس کی
مدد کرنے کے لیے سامان سے بھرا ہوا ٹرک بھیج دیا اس نے لفٹ لینے کے لیے ہاتھ دکھایا جس
سے وہ ٹرک اس کے پاس آکھڑا ہوا اس میں آدھڑ عمر کا آدمی تھا اس کے چہرے سے ہی وہ بھلا
آدمی معلوم ہو رہا تھا اس نے اس ٹرک ڈرائیور سے کہا۔

"انگل میں بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئی ہو پلیمز میری مدد کیجیے"۔ اس ٹرک ڈرائیور نے ایک نظر اس کے معصوم سے چہرے پر ڈالا اور بڑے ہی شفقت سے کہا۔

"بیٹا میں کیا مدد کر سکتا ہو آپ کی"۔

"کچھ لوگ میرے پیچھے پڑھ گئے ہیں مجھے ایئر پورٹ جانا ہے کیا آپ مجھے لفٹ دے سکتے ہیں"۔
اس کی بات سن کر ٹرک ڈرائیور کچھ سوچنے کے بعد بولا۔

"ٹھیک میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں مگر بیٹا آپ کو پیچھے بیٹھنا ہو گا سامنے بہت قیمتی سامان رکھا ہوا ہے"۔ اس ٹرک ڈرائیور کی بات سن کر وہ خوش گئی کیونکہ وہ خود ہو کر اس ڈرائیور سے کہنا چاہ رہی تھی کہ وہ اسے ٹرک کے پچھلے حصے میں جگہ دیے دے جس سے وہ ٹرک کے سامان کے بیچ پوری طرح چھپ جائے اور پولیس سے بچ جائے پھر وہ ٹرک کے پچھلے حصے میں جا کر بیٹھ گئی وہاں پر بہت اندھیرا تھا جس سے اس کا دم گھٹ رہا تھا مگر اس نے کچھ دیر کے لیے اپنے ڈر کو قابو میں کیا اور اللہ سے دعائیں مانگنے لگی کہ پولیس اسے نادیکھے پھر راستے میں ٹرک ایک بار رکھا تھا جس سے وہ سمجھ گئی کہ وہ لوگ ہائی وے پر پہنچ گئے ہیں پولیس والوں نے ان کے ٹرک کی بھی

Checking کیے مگر اس کا نازک سا وجود کچھ اس طرح سے ٹرک کے سامان کے پیچھے چھپا تھا کے پولیس کو کچھ دیکھا نہیں پولیس نے ان کے ٹرک کو آگے جانے دیا جس سے اس نے خدا کا لاکھ بار شکر ادا کیا پھر وہ ٹرک سے نکلی اور اس ٹرک ڈریور کا شکریہ ادا کیا۔

"تھینک یو انکل آپ کو نہیں پتا آپ نے میری کتنی بڑی مدد کیا ہے"۔ اس کی بات سن کر ٹرک ڈریور مسکراتے ہوئے بولا۔

"بیٹا شکریہ کی کوئی بات نہیں تم میری بیٹی جیسی ہو"۔ پھر وہ آئیر پورٹ پر Checking کرنے کے بعد پلین میں بیٹھ گئی اور دعا کرنے لگی کے پلین جلدی سے Takeoff کر لے تاکہ وہ سکون کا سانس لے سکے وہ جس سیٹ پر بیٹھی تھی اس کے پہلو میں ایک خوش شکل شخص بیٹھا تھا اس نے عمامہ کو دیکھ کر مسکرایا تو عمامہ بھی مروت مسکرانے لگی پھر کچھ دیر بعد وہ شخص اس سے باتیں کرنے لگا تو وہ بھی اس کی باتوں کا ہوں ہاں میں جواب دینے لگی اس کی دل کی ڈھڑکنیں تیز ہونے لگی اس کی چھٹی حس اسے سائن دینے لگی تھی کے ابھی کچھ ناکچھ غلط ہونے والا ہے مگر اس نے دھیان نہیں دیا وہ پھر سے اس شخص سے باتیں کرنے لگ گئی تبھی اس کی ناک کی نھتوں میں کلون کی خوشبو پڑی تو وہ مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو گئی ار شمیم اس کے سامنے ہی کھڑا تھا اسے دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر اچھل پڑی اور ڈر کر اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا یہ دیکھ کر پہلے سے ہی بھرا ہوا

اور شمیم اپنی جگہ اور برہم ہو گیا اس نے عمامہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس شخص سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر پتا نہیں اس میں اتنی قوت کیسے آگئی تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"سرمد پلیز مجھے بچائیے میں اس شخص کے ساتھ نہیں جانا چاہتی ہو۔" باتوں کے دوران اس شخص نے عمامہ کو اپنا نام بتایا تھا۔

"آپ کیوں ان کے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں۔" وہ انجانا شخص بھی اس کی مدد کے لیے بچ میں کود پڑا تھا یہ دیکھ کر ار شمیم اور بھی زیادہ غصے میں آگیا اس نے زور سے کہا۔

"آپ ہم دونوں کے معاملات میں دخل ناہی دے تو بہتر ہو گا یہ میری ہونے والی بیوی ہے۔" پلین میں موجود سبھی لوگ اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے مگر کوئی بھی اس کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھ رہا تھا وہ خود کو بچانے کے لیے بولی۔

"میں اس شخص کو جانتی بھی نہیں ہو مگر پھر بھی یہ میرے پیچھے پڑا ہے۔" اس کے جھوٹ بولنے پر ار شمیم نے اسے شعلہ بار نظروں سے گھورا تھا۔

"پلیز آپ مس عمامہ کو چھوڑ دیجیے ورنہ مجبوراً ہمیں پولیس کو بلانا ہو گا۔" اس کی بات کر ار شمیم ہنسنے لگا اور بولا۔

"پولیس تو خود میرے ساتھ آئی ہے ان محترمہ کو گرفتار کرنے کے لیے کیونکہ انھوں نے ارشمیل یزدانی کو دھوکا دینے کی کوشش کیا ہے۔" اس کی بات سن کر وہ شخص بھی پیچھے ہٹ گیا پھر ارشمیل نے اسے زبردستی گھسٹتے ہوئے لے گیا وہ روتی رہی چلاتی مگر ارشمیل نے اس کی ایک بھی نہیں سنا تھا۔

☆☆☆

ارشمیل اور اس کی پوری ٹیم اسے لے کر فارم ہاؤس آئے تھے ارشمیل کا فارم ہاؤس جدید طرز پر بنایا گیا اب اس میں گھپ اندھیرے کی جگہ روشنی نے لے لیا تھا وہاں کی ہر ایک چیز بیش قیمتی تھی مگر اس کے کچھ بھی کام کی نہیں تھی ارشمیل کی سیکرٹری نے اسے ایک شاندار سے روم میں لا یا اسے زبردستی بیٹھا دیا اور اس کے سامنے بے حد قیمتی بیلو کلر کا جوڑا رکھ دیا جس پر گولڈن کلر کا ورک تھا وہ ڈریس دیکھ کر اسے عدینہ کے شادی والا ڈریس یاد گیا تھا پھر وہ اسے یہ ڈریس پہننے کا حکم دے کر دروازہ باہر سے لاک کر کے چلی گئی پھر جب وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ ایک ماہر بیوٹیشن تھی یہ دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا اس نے آؤ دیکھانا تاؤ وہاں پر جتنا بھی قیمتی سامان تھا وہ سب اٹھا اٹھا کر پھٹکنے لگی جس سے ڈر کر وہ بیوٹیشن اور ارشمیل کی سیکرٹری بھاگ گئے کچھ دیر بعد

ارشمیل آیا تھا اس نے عمامہ کے سرخ چہرے کو دیکھ کر اندر لگا لیا کہ وہ بہت روئی ہے وہ اس کے قریب آیا اور اسے پکڑ کر اپنے سامنے بیٹھایا اور بولا۔

"میں تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہا ہوں تو تم اس کا بہت فائدہ اٹھا رہی ہو سیدھے طرح سے تیار ہو جاؤ ورنہ میں خود تمہیں تیار کروں گا پھر بعد میں مجھے کچھ مت کہنا ٹھیک ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ ایسا برتاؤ کر رہی تھی جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہو وہ جاتے جاتے دوبارہ رک گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"اس ہی ہاتھ سے اس انجان شخص کا ہاتھ پکڑا تھا نا تم نے۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچا چاہا تھا مگر ارشمیل نے ایسا ہونے نہیں دیا اس نے اب مضبوطی سے عمامہ کا ہاتھ تھام لیا اور پتا نہیں اس کے ہاتھ پر کوئی نوکیلی ٹھوس شے مارا تھا جس سے اس کے ہاتھ سے خون بہنے لگا تھا وہ اپنی جگہ کراہ کر رہ گئی اور دبی دبی آواز میں سسک نے لگی تھی۔

"یہ ہاتھ کا زخم تمہیں ہمیشہ یاد دلائے گا کہ تم نے اس ہاتھ سے کسی غیر شخص کا ہاتھ تھاما تھا اب سیدھے طرح سے تیار ہو جاؤ۔" اتنا کہے کر وہ واپس چلا گیا وہ ایسی ہی جگہ پر بیٹھ رہی تھی۔

اس کے ہاتھ سے کتنا خون بہے کر زمین پر گرا تھا اسے یہ تک خبر نہیں ہوئی تھی وہ تو بس اپنے جگہ ساخت بیٹھی تھی اور چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی اسے اپنی قسمت رونا آ رہا تھا جو ہر بار اسے

عین وقت پر دھوکہ دیتی تھی جو ہر بار اس ظالم شخص کو اس کے سامنے لاکھڑا کرتی تھی جو اسے کٹھ پتلی کی طرح اپنے انگلیوں سے ناچ نچاتا تھا اور وہ ویسے ہی کرتی جاتی جیسا وہ چاہتا تھا اس کی سیکرٹری ایک بار پھر اس کی خدمت میں حاضر تھی اب وہ اس سے کہہ رہی تھی۔

"میم آپ بینڈج کروا لیں۔" وہ لڑکی اس کے قریب بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے زخم کا معائنہ کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں مجھے نہیں کروانا۔" اس نے اس لڑکی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا مگر وہ لڑکی بے چارگی سے بولی۔

"پلیز میم سمجھنے کی کوشش کریں آپ کی ضد کی وجہ سے میری جاب بھی جاسکتی ہے اور آپ خود

ہی اپنے ہاتھ کے زخم کو دیکھے کتنا گہرا ہے۔" اس نے ایک نظر اس لڑکی کے چہرے پر ڈالا جس کے چہرے سے صاف جھلک رہا تھا کہ اسے اپنی جاب ہاتھ سے نکلنے کا خوف ستا رہا ہے پھر اس نے خون بہتے ہوئے اپنے ہاتھ کو دیکھا جہاں پر کافی گہرا زخم تھا اس نے اپنا ہاتھ اس لڑکی کے طرف بڑھا دیا صرف اس لیے کہ اس کی جاب ناجائز کیونکہ اسے پتا تھا ارشمیل یزدانی کتنا ظالم شخص ہے وہ اس کا غصہ اس بے چاری لڑکی پر نکالے گا اس کو ہمیشہ کے لیے جاب سے فارغ کر دے گا پھر وہ لڑکی نے ایک رحم بھری نظر عمامہ کے جوہر پر ڈالی اور بولی۔

"مہم پلیز آپ تیار ہو جائیے کیونکہ ارشمیل سر نے کہا ہے پانچ منٹ بعد نکاح کے لیے مولوی صاحب آرہے ہیں۔" اس لڑکی بات سن کر اس کے ر کے ہوئے آنسو پھر سے نکل گئے تھے وہ لڑکی اپنا کام کر کے وہاں سے چلی گئی اب دوبارہ عمامہ اس روم میں اکیلی تھی عمامہ نے روم کے چاروں طرف نظریں دوڑا کر دیکھا یہ شاید پہلے والا ہی روم تھا جب ارشمیل نے اسے اغوا کر کے یہی پر رکھا تھا مگر اب اس روم میں بہت ساری تبدیلیاں کی گئی تھی اسے نئے طریقے سے سیٹ کیا گیا تھا ایسا لگ رہا تھا اس گھر کی نئی تعمیر کی گئی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آگئی اور وہاں سے نکلنے کے لیے وہ کھڑکی پھلا گئے لگی تھی کے تبھی ارشمیل پیچھے سے آیا اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کھینچا وہ اسے نفرت سے دیکھنے لگی تھی تبھی ارشمیل نے اسے زبردستی گھسٹے ہوئے بیڈ تک لایا اور اسے نیلے رنگ کا ڈوپٹہ اڑایا جسے اس نے دور اچھال پھینک دیا تھا ارشمیل نے شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھا پھر وہ دوپٹہ اٹھا کر لایا اور دوبارہ اسے اوڑھا دیا اور کہنے لگا۔

"بنا شور شرابے کے چپ چاپ نکاح نامہ پر سائن کرو۔" وہ زور سے دھاڑی تھی۔

"چاہے تم میرا قتل ہی کیوں نہ کر دو میں اس نکاح نامے پر سائن نہیں کرو گئی تم سے نکاح کرنا مطلب اپنی موت کو دعوت دینا ہے میں خود ہو کر اپنی موت کو دعوت نہیں دے سکتی ہو۔"

"تم اپنی موت کو تبھی دعوت دے چکی تھی جب تم پہلی بار مجھ سے ٹکرائی تھی اب سائن کرو۔"

"نہیں کروں گی۔" وہ بھی ضد پر اڑ چکی تھی تبھی ارشمیل نے اس کا سیدھا ہاتھ پکڑا جس پر اس کی دی ہوئی زخم تھی اور پھر زبردستی اس کے ہاتھ میں قلم پکڑاتے ہوئے اس سے سائن کروانے

لگا

زبردستی ہی سہی مگر عمامہ کے ہاتھوں نکاح نامے پر سائن ہو چکی تھی وہ یہ سب دیکھ کر اپنی جگہ بکھر کر رہ گئی یہ مقام اس کے لیے موت سے بھی زیادہ بدتر تھا جس کی وہ غلام بن کر رہ رہی تھی اس کی تقدیر نے ہمیشہ کے لیے اس شخص کی غلامی لکھ دی تھی ارشمیل کافی خوش تھا کیونکہ اسے ہمیشہ کے لیے اس کی زندگی کو اپنے ہاتھ سے کنٹرول کرنے کا سرٹفکیٹ جو مل گیا تھا ارشمیل نے اپنے نکاح میں موجود ان چند لوگوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا تھا وہ سب لوگ ان دونوں کے نکاح کا کھانا کھا کر وہاں سے رخصت ہو گئے تو وہ اپنے روم میں آیا وہ اسے روم میں موجود نہیں

دیکھی تو ارشمیل سمجھ گیا کہ وہ ہاتھ روم میں ہے کیونکہ وہاں سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی ارشمیل نے ایک نظر آئینہ میں ابھرتے ہوئے اپنے عکس پر ڈالا بلیک بلیزر اور ٹراؤزر میں وہ ہمیشہ کی طرح شاندار دیکھ رہا تھا اپنی جیت کی وجہ سے خوشی سے چمکتی ہوئی اس کی خوبصورت آنکھیں اسے احساس دلارہی تھی کہ اس نے آج جو کام کیا ہے وہ قابل اے تعریف ہے اسے اپنی جیت

پر بہت خوشی ہو رہی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا عمامہ حیدر کسی اور کے ساتھ خوش رہ اس لیے تو اس نے مرتضیٰ کو اور عمامہ کو دور کرنے کے لیے اسے نکاح کے بندھن میں باندھ دیا تھا تاکہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں رہ تو اس کے نام سے منسوب رہ وہ کسی اور کے وجود سے اپنی زندگی کی خوشی تلاشنے کی کوشش کرے تو پہلے اسے ارشمیل کا ہی خیال آئے وہ چاہتا تھا وہ اسے ہی سوچتے رہ اس کے وجود سے خوف زدہ رہ اگر وہ اس سے خوف زدہ رہے گی تبھی تو اسے تڑپانے میں مزا آئے گا نارشمیل نے گھڑی میں وقت دیکھ کر باتھ روم کے طرف دیکھا اسے باتھ روم میں گھسے ہوئے دس منٹ ہو چکے تھے ارشمیل تشویش میں پڑ گیا کہ کئی وہ باتھ روم کی کھڑکی سے بھاگ ناگئی ہو ہر بار کی طرح اس لیے اس نے دو تین دھکے دے کر باتھ روم کا دروازہ کھولا تو دیکھا وہ بے سوسی شارو کے نیچے بھیگ رہی تھی اس کے سارے کپڑے گیلے ہو چکے تھے وہ اس کے پاس آیا اور اسے ایک زوردار تھپڑ لگا کر ہوش میں لایا اس کا تھپڑ کھاتے ہی وہ فرش پر گر گئی تھی وہ جیسی گری تھی ویسے ہی رہی اس نے اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش بھی نہیں کیا تھا ارشمیل اس کے پاس آیا اور اسے زبردستی اٹھا کر روم میں لے آیا اور بولا۔

"تمہیں لگ رہا ہو گا میں تمہاری ان سب حرکتوں سے تم پر ترس کھاؤ گا تمہیں بخش دو گا تو تم بالکل غلط سوچ رہی ہو مجھ تم پر ترس نہیں ہنسی آرہی کے تم اب کیسے آگے کی زندگی گزارو گی اپنے منگتر کے بغیر اپنی پہلی محبت کے بغیر جب کے تم تو اس کے بغیر سانس لینا بھی گناہ سمجھتی

تھی اور تمہیں کیا لگتا ہے میں ساری دنیا کے سامنے تمہیں اپنی بیوی کے طور پر قبول کروں گا تمہاری غلط فہمی دور کرنے کے لیے تمہیں بتا دوں کہ تم صرف اس لیے میرے نکاح میں ہوتا کہ تم اپنی محبت کو حاصل نہ کر سکو اپنے منگتر مرتضیٰ سے شادی کر کے اس کے ساتھ خوشی سے زندگی بسر کر سکو اور کوئی بات نہیں ہے اس نکاح کو لے کر خوش فہمی مت پال لینا کہ تمہارا مجھ پر کوئی حق ہے۔" وہ اتنا کہہ کر چلا تھا کہ عمامہ میں پتا نہیں کیسے اتنی ہمت آگئی کہ اس نے ارشمیل کا ہاتھ پکڑا اور اس کے جیب سے نکاح نامہ اچک لیا پھر وہ آتش دان کے طرف بڑھی وہاں جا کر اس نے وہ نکاح نامہ جلا دیا ارشمیل اس کی اتنی ہمت دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا نکاح نامہ جلا کر وہ اس کے پاس آئی اور بولی۔

"تم بھی یہ مت سمجھ لینا کہ زبردستی نکاح کر کے تم میرے سب کچھ بن گے ہو جب میں اس زبردستی کے نکاح کو نہیں مانتی تو تمہیں اپنے شوہر کے روپ میں کیسے قبول کر سکتی ہو اب تم دیکھنا یہ معمولی سی لڑکی کیا کرتی ہے تم یہ ثابت کرنے کے لیے کتنی بھی ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے رہ جاؤ گے کہ میں تمہاری بیوی ہو مگر تم ثابت نہیں کر پاؤ گے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل ہمیشہ کی طرح ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"Oh wow I like it" اتنا کہے کر وہ آگے بڑھ گیا اور اسے اس روم میں قید کر کے چلا گیا اور

وہ وہاں سے بھاگنے کی تدابیر سوچنے لگی مگر ارشمیل نے اس کے جانے کے سارے راستے

ایسے بند کر دیے تھے کہ وہ اپنی جگہ پیچ و تاب کھاتے رہ گئی اور خود سے بولی۔

"بہت ہو گیا تم سے ڈرنا اب میں تمہیں بتاؤ گی کے عمامہ حیدر حقیقت میں کیا ہے"

=====

جاری ہے

توہی عشق توہی جنون

صاحبہ فردوس

قسط 4

ارشمیل اسے قید کر کے بھول چکا تھا وہ مسلسل دو دن اس روم میں اس گھر میں قید تھی بھوک اور پیاس سے اس کی جان جانے کو تھی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا سارا جسم مردہ ہو چکا ہے اس میں تو انائی نا ہونے کے برابر ہے وہ جو اس سے انتقام کے ڈھیر سارے منصوبے بنائے بیٹھی تھی وہ سارے کے سارے دھرے رہ گئے تھے اب اسے لگ رہا تھا کہ بھوک و پیاس سے وہ مر جائے گی اسے اپنی حالت اے زندگی پر بہت غم ہو رہا تھا وہ کچھ سال قبل کیا تھی اور آج ارشمیل یزدانی نے اسے کیا بنا دیا تھا اسے اپنا اتنا محتاج بنا کر رکھ دیا تھا کہ وہ اس کی مرضی کے بنا پتہ بھی نہیں ہلا سکے وہ اس بڑے سے روم کی فرش پر بے سد پڑھی آنسو بہا رہی تھی اور ادھر ارشمیل اپنے شاندار سے شیشے کے آفس میں اے سی میں بیٹھا تھا آج اس کی اہم میٹنگ تھی وہ اس ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا تبھی اس کی سیکرٹری اندر آئی اسے دیکھ کر ارشمیل کو دو دن پہلے اپنی زندگی میں آئی نئی تبدیلی کے بارے میں یاد آیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر وہاں سے جانے لگا اسے یوں اس طرح سے اجلت میں جاتا دیکھ کر اس کی سیکرٹری ٹوکے بنانا رہ سکی تھی

"سر آپ کہا جا رہے ابھی آپ کی کافی اہم میٹنگ ہے۔" ارشمیل اس کی بات سن کر جاتے جاتے رک گیا اور بولا۔

"جو بھی میٹنگ ہے وہ کینسل کر دو آج میرا موڈ نہیں ہے۔" اس کی بات سن کر اس کی سیکرٹری حیران ہو گئی اور بولی۔

"مگر سریہ بہت اہم میٹنگ ہے اگر یہ کینسل ہو گئی تو ہمیں بہت نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

"جب میرے نفع و نقصان کی مجھے پرواہ نہیں ہے تو تمہیں بھی نہیں ہونا چاہئے۔" وہ اتنا کہے کر چلا گیا تو اس کی سیکرٹری کندھے اچکا کر رہ گئی تھی۔

وہ رش ڈریونگ کرتے ہوئے اپنے فارم ہاؤس پہنچا تھا لاؤنچ عبور کرتے ہوئے اس روم تک آیا تھا اس نے روم کا دروازہ کھولا تو دیکھا وہ فرش پر اوندھے منہ پڑی تھی ارشمیل اس کے پاس گھبراتے ہوئے گیا پھر اس نے عمامہ کو سیدھا کیا اور اس پر جھک کر اس کی دل کی دھڑکنیں چیک کرنے لگا اس کی دھڑکنیں مدہم چل رہی تھی مگر چل رہی تھی اسے تھوڑی سی تشویش ہوئی تو اس نے عمامہ کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا پھر اس پر پانی ڈال کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کیا وہ اپنی جگہ تھوڑی کسمپاسی تھی پھر بھی پوری طرح ہوش میں نہیں آئی تھی وہ بے ہوشی کے عالم میں بس پانی مانگ رہی تھی۔

"پانی۔۔۔ پانی۔" ارشمیل اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی لانے گیا پھر اس کے بعد اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے منہ میں قطرہ قطرہ پانی کا ڈالنے لگا اس وقت ارشمیل پوری طرح فراموش کر چکا تھا کہ ان کے بیچ کتنی عداوت ہے اسے یاد تھا تو بس یہ کہ وہ اس وقت بیمار ہے اور اسے اس

کی ضرورت ہے جیسے تھوڑا تھوڑا پانی اس کے حلق میں جا رہا تھا وہ ویسے ویسے ہوش آ رہی تھی اسے ہوش میں آتا دیکھ کر ارشمیل اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور کچن میں آگیا اور اس کے کھانے کا انتظام کرنے لگا وہ اتنا بڑا بزنس ٹائیگن آج اپنی بیوی کے لیے کھانا تیار کر رہا تھا جس نے آج سے پہلے کبھی کچن میں جھانکنے کی زحمت نہیں اٹھایا تھا وہ آج اپنی رقیب کے لیے کھانا بنا رہا تھا اسے کھانا بنا تو نہیں آتا تھا مگر اس نے یوٹیوب پر ویڈیو دیکھ کر اس کے لیے ہیلڈی فوٹ بنالیا تھا اس نے اپنے بنائے ہوئے اوٹس کو ٹیسٹ کیا تو اسے وہ اتنے برے نہیں لگے تھے پھر وہ ایک گلاس میں دودھ اور اوٹس سے بھر ابال ٹرے میں سجا کر وہ اس کے روم میں لے آیا عائنہ بیڈ کے ایک کونے پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی ارشمیل نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا اس نے زور سے سائیڈ ٹیبل پر وہ ٹرے رکھاتا کہ وہ متوجہ ہو جائے اس کے ایسا کرنے سے وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی ان دونوں میں اس کی خوبصورت آنکھیں مسلسل رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھی اور سوجھ گئی تھی اس کے ارد گرد کالے گیرے آچکے تھے اس کے گلابی ہونٹ نیلے پڑھ چکے تھے چہرہ مر جھا گیا تھا اس کی یہ حالت دیکھ کر ارشمیل نے اس کے طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا اور دھیمے مگر سخت لہجے میں کہا۔

"کھانا کھا لو ورنہ مرنے کا شوق ہے تو ایسے ہی رہوں"۔ وہ اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا پھر اس نے ایک نظر اس کھانے پر ڈالا جو ارشمیل نے اس کے لیے بنایا تھا وہ کھانا دیکھ کر اس کی بھوک چمک اٹھی اس نے دل میں سوچا اس کی دشمنی تو ارشمیل سے ہے وہ کھانے پر اپنی ناراضگی کیوں بتائے تبھی اس نے وہ کھانے کی ٹرے اٹھالیا اور کھانے لگی کھانا اتنا برا بھی نہیں بنا تھا جو کھایا جاسکے

کھانا کھانے کے بعد اسے اپنے جسم میں نئے سرے سے توانی محسوس ہوئی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور اس روم سے نکل گئی اب وہ ارشمیل کے فارم ہاؤس کا جائزہ لینے لگی تھی اس کا فارم ہاؤس بہت خوبصورت تھا وہ جہاں کھڑی تھی وہ ایک کشادہ لاؤنج تھا اس میں ہر چیز بہت قیمتی تھی اس کے روم کے بعد سے ہی کافی سارے روز تھے اور سامنے جدید طرز پر بنا ہوا کچن تھا اس کے بعد اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں تھیں اس کا دل تھا چاہا کہ وہ اوپر جا کر دیکھے مگر جب اس کی نظر کھولے ہوئے لاؤنج کے دروازے پر پڑی تو اس نے اوپر جانے ارادہ ترک کر دیا اور باہر نکل گئی مگر باہر ایک گھنا جنگل تھا اور گھوڑوں کا اصطبل تھا وہ جو اس گھر سے بھاگنے کے ارادے سے نکلی تھی ارشمیل کو اصطبل میں دیکھ کر ڈر گئی اسے شاید اونچی نسل کے گھوڑے پالنے کا بہت شوق تھا اس لیے تو اتنا بڑا بزنس مین ان گھوڑوں کو پانی پلا رہا تھا اور چارہ کھلا رہا تھا وہ اسے دیکھ کر اندر بھاگنے والی تھی مگر ارشمیل نے اسے دیکھ لیا اور بولا۔

"رکوں تم کہا جا رہی ہو اور یہ کس سے پوچھ کر باہر نکلی ہو تم"۔ اس کی بات سن کر وہ وہی رکھ گئی مگر اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تبھی ارشمیل اس کے پاس آیا اور پھر سے بولا۔

"اب یہاں آ ہی گئی ہو تو یہ اصطبل صاف کرو"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے ارشمیل کو نفرت بھری نظروں گھورا تھا کچھ نہیں اور آگے بڑھنے لگی تھی تبھی ارشمیل نے اسے اپنے سامنے کھینچ لیا تھا اور بولا۔

"تم نے سنا نہیں میں نے جو کہا ہے"۔

"میں تمہاری غلام نہیں ہو جو تم مجھ سے یہ سب کام کرنے لگا رہے ہو"۔ اس کی بات سن کر

ارشمیل نے اسے اور خود سے قریب کیا اور اس کے کمر کے بازو میں اپنے ہاتھ سے حصار
باندھتے ہوئے بولا۔

"اب تو میری نظروں میں تمہاری اوقات غلام سے بھی بدتر ہو چکی ہے کیوں کے تم میری بیوی
جو بن چکی ہو اور میں نے سنا ہے بیویاں غلام سے بھی زیادہ گئی گزری ہوتی ہے کیا کہتے ہے اسے
مرد کے پیر کی جوتی اب تم میرے پیر کی جوتی بن چکی ہو۔" اس کی باتیں سن کر اور اس کی سوچ
جان کر اسکی آنکھوں میں پتا نہیں کیوں آنسو آگے تھے اس کے آنسو سرخ و سفید چہرے پر
گرنے کے لیے بے تاب ہو رہے تھے مگر اس نے اس شخص کے سامنے اپنے قیمتی آنسو بہانہ
اپنی توہین سمجھا تھا اس لیے تو وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"زبردستی نکاح جیسے پاک بندھن میں مجھے باندھ کر تم کیا سمجھ رہے ہو کے میں تمہاری بیوی بن
چکی ہو میں اس زبردستی کے رشتے کو کبھی نہیں مان سکتی اور تمہیں بھی میں کبھی یہ نہیں ماننے
دوگی زیادہ وقت نہیں ہوا ہے ابھی دو دن پہلے ہی تم نے مجھ سے کہا تھا کہ زیادہ خوش فہمی مت
پال لینا کہ تمہارا مجھ پر کوئی حق ہے اور اب کیوں تم خوش فہمی پال رہے ہو کہ تمہارا مجھ پر حق
ہے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے ہنس کر کہا۔

"جو بھی ہے یا میں نے کہا تھا اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا ہے اب تو تم میری بیوی پس
غلام بن چکی ہو میرا حکم ماننے کی پابند ہو چکی ہو۔"

"نہیں ہو میں تمہاری غلام ناہی بیوی خود کو زبردستی مجھ پر تھوپنے کی کوشش مت کرو۔" اتنا
کہے کروہ اسے پیچھے دھکیل کر وہاں سے چلی گئی تھی اور خود کو اس روم میں قید کر لیا جہاں پر وہ دو

دن سے بند تھی کچھ دن ار شمیل نے اسے سبق سکھانے کے لیے اسے فارم ہاؤس پر قید کر کے رکھاتا کے اس کی عقل ٹھکانے آجائے مگر اس کی اکڑ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی تبھی تو ار شمیل نے اسے اس کے فلیٹ پر واپس لا کر چھوڑ دیا تھا عمامہ جب سے وہاں سے واپس آئی تھی تب سے ہر وقت روتے رہتی تھی اور گم سم سی رہتی تھی اس ہی وجہ سے اس نے کھانا پینا سب کچھ چھوڑ دیا تھا وہ ابھی بھی فضول کی سوچوں میں گم تھی تبھی اس کا فون بج اٹھا تھا اس نے اپنے موبائل کے طرف دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کیا کیونکہ اس لگ رہا تھا کہ ار شمیل کا کال ہے کیونکہ وہ ہی یوں مسلسل کال کرتے رہتا تھا موبائل پھر سے مسلسل بجنے لگا تھا جس سے عمامہ پریشان ہو گئی وہ اپنا موبائل اٹھا کر پھٹکنے والی تھی تبھی اس کی نظر موبائل کی اسکرین پر پڑی اسکرین پر عدینہ کا نام جگمگایا تو اس نے کافی خوشی کے عالم میں اس کا فون اٹھا لیا اور کان سے لگا لیا عدینہ کا فون اسے آج بہت دنوں بعد آیا تھا یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ اسے اپنی آب پتی بتانا چاہتی تھی وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ تمہارے لیے خوشیاں خریدتے خریدتے دیکھوں میرے ساتھ کیا سے کیا ہو گیا ہے وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ ار شمیل نے اس پر کتنے ظلم ڈھائے ہے مگر اس کی زبان کچھ بھی کہنے سے انکار کر رہی تھی اس کے منہ سے ایک بھی لفظ آدا نہیں ہو پا رہا تھا اسے ایسے چپ چاپ پا کر عدینہ تشویش میں گھیر گئی تھی اس لیے وہ بولی۔ "ہیلو آپ آئی آپ ٹھیک تو ہے نا کیا ہوا آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے ہو۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے اپنے آنسو کو روکتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہو بس یہاں پر نیٹ روک پر اہلم ہو رہی تھی اس لیے کچھ سنائی نہیں

دیا تھا۔" اس نے عدینہ سے صاف طور پر جھوٹ کہہ دیا عدینہ بھی اس کی بہن تھی وہ اس کے جھوٹ کو بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"آپی آپ گھر پر ہی ہونا کیوں کے میں اور احد آپ کے ملنے آنے والے ہیں۔" اس کی بات سن کر عمامہ گھبرا کر بولی تھی۔ "نہیں تم یہاں نہیں آسکتی ہو۔" عدینہ عمامہ کی یہ بات سن کر حیرات کا مظاہر اکیے بنا ہوا رہ سکی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپی آپ کا میں کیوں نہیں آسکتی ہو۔"

"م۔۔۔ میں اس وقت آفس میں ہوں تم گھر جاؤ گی تو تمہیں گھر میں کوئی بھی نظر نہیں آئے گا اس لیے میں کہہ رہی ہوں کہ تم گھر مت جاؤ کیوں نا ہم دونوں شام میں کسی ریستورنٹ میں مل کر ڈنر کریں بہت دن گزر چکے ہیں ہم نے ساتھ مل کر باتیں نہیں کیا ہیں اور نا ہی اچھا کھانا کھایا ہے اس کی بات عدینہ کو کافی پسند آئی تھی اس لیے تو عدینہ نے کہا۔ "ٹھیک ہے آپی میں اور احد آپ سے شام میں ریستورنٹ میں ملتے ہیں۔" اس کی بات سن کر عمامہ کے دل کو تھوڑا سکون ملا تھا اور نہ وہ تو سمجھ رہی تھی کہ آج عدینہ کو پتا چل جائے گا کہ اس نے اس کی اور احد کی شادی کروانے کے لیے کتنی بڑی قربانیاں دیا ہے پھر وہ مقرر وقت پر ریستورنٹ میں پہنچ گئی تھی وہ کسی طور کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے عدینہ پر حقیقت

آشکار ہو جائے عدینہ بھی مقرر وقت پر ریستورنٹ پہنچ گئی تھی عدینہ جیسے ہی اس کے سامنے آئی تھی اس کے صبر کا باندھ ٹوٹ چکا تھا وہ کافی دیر تک اس کے گلے لگ کر روتی تھی اسے روتا دیکھ کر عدینہ کا بھی دل پگھل گیا تھا وہ بھی رونے لگ گئی تھی ان دونوں کو شروع ہوتا دیکھ کر احد

میں کو دپڑا تھا۔

"بس کریں آپ لوگ یہ رونا دھونا یہ ریسٹورنٹ ہے گھر نہیں ہے۔" احد کی بات سن کر وہ دونوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے الگ ہوئے تھے پھر ان دونوں بہنوں نے احد کو ایک طرف کر دیا اور اپنی باتیں کرنے لگے اس ہی دوران کھانا بھی آچکا تھا احد اور عدینہ تو خوب مزہ لے لے کر کھانا کھا رہے تھے بس وہ ہی اپنی پلٹ میں چیخ پھیر رہی تھی اسے کچھ ناکھاتے دیکھ کر عدینہ ٹوک پڑی تھی۔

"آپی یہ سب کیا ہے آپ کیسے کھانا کھا رہی ہے آپ کی پلٹ تو بالکل خالی ہے۔"

"نہیں عدی میں آل ریڈی کھا چکی ہو اب اور گنجائش نہیں ہے۔" وہ سامنے کے سامنے صاف جھوٹ بول گئی اصل میں اس سے کچھ بھی کھائے نہیں جا رہا تھا حلق میں نوالے پھنس رہے تھے کھانا ہونے کے بعد وہ لوگ عدینہ کی ضد کی وجہ سے شاپنگ کے لیے نکل گئے ابھی انھوں نے تھوڑی سی ہی شاپنگ کیے تھے کے عمامہ کو بری طرح چکر آئے اور وہ اپنی جگہ بے ہوش ہو گئی اسے ہوش سے بیگانہ دیکھ کر تو عدینہ کے پسینے ہی چھوٹ گئے تھے وہ احد کے طرف دیکھ کر چیختے ہوئے بولی۔

"احد دیکھو نا آپ کی کو کیا ہوا ہے۔" احد بھی عمامہ کو بے ہوش دیکھ کر گھبرا گیا تھا اور پریشان ہو چکا تھا۔

"عدینہ تم پریشان مت ہو میں کچھ کرتا ہوں۔" احد نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھا کر کار میں ڈالا وہ عمامہ کو ہاسپٹل لے کر جا رہا تھا مگر تبھی عدینہ بولی۔

ڈی ٹی وی تھی دیوار پر لگی ہوئی تھی اس روم کو بہت ترتیب سے اور خوبصورتی سے آرٹ ڈیزائن کیا گیا تھا وہ اس روم کا جائزہ لینے میں اتنی گم ہو چکی تھی کہ اسے سنائی ہی نہیں دیا کہ عدینہ نے کیا کہا ہے۔

"عدی تم نے بتایا نہیں کہ میں اس وقت کس کے گھر میں موجود ہوں۔" اس کی بات سن کر عدینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپی میں نے آپ کو چار بار کہا مگر شاید آپ اس گھر کا جائزہ لینے میں اتنی گم ہو چکی تھی کہ آپ نے سنا ہی نہیں ہے یہ میرا گھر ہے یعنی یزدانی ہاؤس۔" اس کی بات سن کر عمائمہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی تھی اور سوچنے لگی کہ یہ وہ کہاں ماگئی ہے جس ارشمیل سے وہ جتنا دور بھاگنا چاہ رہی تھی قسمت اتنا ہی اس سے ملانے کی کوشش کر رہی تھی وہ اب احد اور عدینہ کے سامنے رو نہیں سکتی تھی اور نا ہی اعتراض جتا سکتی تھی اس لیے وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے سہولت سے انکار کرتے ہوئے بولی۔

"عدی اب میں بالکل ٹھیک ہو مجھے اب گھر جانا ہے۔" اب وہ اپنے پیروں میں جلدی جلدی چپل ٹھوسنے کی کوشش کر رہی تھی اس نے سیدھے طرح سے چپل بھی اپنے پیروں میں نہیں ڈالا تھا وہ عدینہ کی بات سنے بغیر اس روم سے نکل گئی احد اور عدینہ اس کی گھبراہٹ اور اجالت دیکھ کر حیرانی کے ساتھ اسے روکنے کے لیے اس کے پیچھے گئے تھے وہ آگے آگے جا رہی تھی اور احد عدینہ اسے روکنے کے لیے اسے پیچھے سے آواز لگا رہے تھے۔ "آپی میری بات تو سنئے آپ یوں اس طرح بغیر بات کیے یہاں سے نہیں جاسکتی ہے۔" وہ عدینہ کی بات سن کر بھی رکی نہیں تھی بس

اس نے اپنے پیچھے عدینہ کو ایک نظر مڑ کر دیکھا اور بولی۔
"پلیز عدی مجھے رکنے کا مت کہو"۔ پیچھے دیکھنے کے چکر میں وہ آفس سے تھک ہار کر آتے ہوئے
ار شمیل سے ٹکرائی تھی ار شمیل نے بروقت اسے گرنے سے بچا لیا تھا اور اسے اپنے مضبوط
بازوں کے حصارے میں لے لیا تھا اسے اپنے گھر میں موجود دیکھ کر جتنی حیرت ہوئی تھی اتنی ہی
پتا نہیں کیوں دل کو خوشی بھی ملی تھی اسے اپنے سامنے دیکھ کر عمامہ کو اپنی دل کی دھڑکن بند
ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ اس وقت اس کے اتنے قریب تھی کہ ار شمیل کے دل کی
دھڑکن تک اسے سنائی دے رہی تھی اس نے ایک نظر اپنے اور ار شمیل کے قریب آتے
ہوئے احد اور عدینہ پر ڈالی پھر ایک جھٹکے سے خود کو ار شمیل کے حصارے سے آزاد کیا ار شمیل
احد اور عدینہ کے سامنے اپنی اس بے خودی پر تھوڑا اثر مندہ ہو گیا تھا اس لیے اس نے اپنی
نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا اتنی ہی دیر میں احد اور عدینہ عمامہ کے اور قریب آچکے تھے عدینہ
نے اپنی پیاری بہن کا ہاتھ تھام لیا اور بولی۔

"آپی پلیز چند دن کے لیے رک جائیے نا"۔ "ایک دفعہ کہے دینا کے میں نہیں رک سکتی ہو تو پھر
تم کیوں میرے پیچھے پڑی ہو"۔ اب کی بار عمامہ نے کافی سخت لہجے میں کہا تھا اسے عدینہ پر بہت
غصہ آ رہا تھا کہ اس نے بنا کچھ سوچے سمجھے اسے اپنے گھر اٹھا کر لے آگئی ہے اس نے ایک بار
بھی سوچنے کی زحمت نہیں کی تھی کہ

اس کا یہ بغیر سوچا سمجھا ہوا فیصلہ عمامہ کی زندگی میں کتنا بڑا طوفان کھڑا کر سکتا ہے۔
"رک جائیے نا عدینہ اتنا کہہ رہی ہے تو"۔ اب کی بار احد نے کہا احد کی بات سن کر اس نے نرم

لہجے میں کہا۔

"پلیز سمجھنے کی کوشش کرو میں نہیں رک سکتی ہو"۔ اس نے ایک نفرت انگیز نظر اپنے سامنے نظریں جھکائے کھڑے ار شمیل پر ڈالتے ہوئے کہا تھا اور وہاں سے نکل گئی عدینہ جانتی تھی کہ وہ اب کسی کے بھی کہنے سے نہیں رکنے والی ہے تبھی ار شمیل نے ایک نظر عدینہ کے مرجھائے ہوئے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا میں جا کر انھیں سمجھاؤ"۔ اس وقت ار شمیل عدینہ کے سامنے نہایت ہی شرافت کا مظاہرہ کر رہا تھا حالانکہ سب کو پتا تھا کہ وہ کیسا ہے اور کتنا شریف ہے۔

"مجھے پتا ہے وہ کبھی نہیں مانے گی مگر پھر بھی آپ کوشش کر کے دیکھ لیں"۔ عدینہ اتنا کہے کر وہاں سے چلی گئی احد بھی اس کے پیچھے چلا گیا تھا ار شمیل عدینہ کی بات سن کر مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں سوچنے لگا۔

"جو کام عدینہ اور احد مل کر نہیں کر سکے وہ کام تو میرے بائے ہاتھ کا کھیل ہے"۔ پھر وہ بھی عمامہ کو روکنے کے لیے اس کے پیچھے نکل گیا۔

عمامہ کے بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس طوفان بھری رات میں کیسے اپنے فلیٹ پر جائے گی کیونکہ بارش آنے کے بہت امکانات بڑ چکے تھے تیز اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں بتا رہی تھی کہ آج رات خوب جم کر بارش ہونے والی ہے وہ اس طوفان سے نہیں گھبرا رہی تھی وہ تو اپنی زندگی میں آنے والے نئے طوفان سے گھبرا رہی تھی کیونکہ اس نے ابھی کچھ دیر پہلے ار شمیل کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر آئی ہوئی نئی تبدیلی کو بھاپ لیا تھا وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کی آنکھوں کا رنگ

اسے دیکھ کر کیوں بدل گیا ہے وہ جلدی جلدی بڑا سالان عبور کرتے ہوئے گیٹ سے باہر نکل آئی اب وہ اس طوفان بھری رات میں سڑک پر اکیلی چل رہی تھی وہ جس آئیریا میں تھی وہ شہر کا سب سے مہنگا ترین آئیریا تھا اور وہاں پر صرف امیر لوگوں کو اپنی کار لانے کی اجازت تھی ٹیکسی وغیرہ وہاں نہیں آسکتی تھی اس لیے وہ پیدل ہی چلنے لگی اس نے سوچا جیسے ہی مین روڈ لگے گا وہ ٹیکسی کر کے اپنے گھر چلی جائے گی وہ آگے آگے بڑھتے جا رہی تھی تبھی ارشمیل اس کے پیچھے آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا وہ اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھی تبھی تو اس کا پورا بیلنس بگڑ گیا اور وہ پوری طرح ارشمیل کے اوپر گر گئی ارشمیل نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں پکڑ لیا اور بولا۔

"کیوں اتنا ڈرامہ کر رہی ہو جب عدینہ کہہ رہی ہے تو رک جاؤ۔"

"میں ڈرامہ کرو یا کچھ بھی کروں تم مجھے بولنے والے کون ہوتے ہو اور یہ کیا طریقہ ہے کسی کے بھی ساتھ زبردستی کرنے کا۔" اس کی بات سن کر ارشمیل ہنسنے لگا پھر ہوا کی وجہ سے اڑتے ہوئے اس کے بالوں کو پیچھے کیا اور بولا۔

"کتنی بار یاد دلانا پڑتا ہے کہ تم میری بیوی ہو اب سیدھی طرح سے گھر چلو۔" وہ اب عمامہ کا ہاتھ تھام کر اسے زبردستی اپنے ساتھ گھسٹ رہا تھا عمامہ جیسی نازک سی لڑکی سے ارشمیل جیسا چھ فٹ کا مرد سنبھالا نہیں جا رہا تھا وہ اسے گھسٹتے ہوئے لے جا رہا تھا وہ بھی کٹی پٹنگ کی طرح اس کے ساتھ کھنچے چلی جا رہی تھی تبھی اس نے اپنے بچاؤ کے لیے ارشمیل کے ہاتھ پر اپنے تیز ناخن گڑا مگر اس سے بھی ارشمیل پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا وہ اب بھی اسے گھسٹتے ہوئے لے جا رہا

تھا اپنی اس تدبیر کو فیل ہوتا دیکھ کر عمامہ نے دوسرا حربہ استعمال کیا اب اس نے اپنے دانت ارشمیل کے ہاتھ پر گڑ دیا تھا اس کی اس حرکت سے ارشمیل اپنی جگہ بلبلا اٹھا تھا اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ عمامہ سے چھڑایا اور اسے ایک زوردار دھکا دیا جس سے وہ گر پڑی تھی ارشمیل نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر ڈالا اس کے ہاتھ میں سے اب خون نکل رہا تھا اسے رہ رہ کر عمامہ پر غصہ آرہا تھا اس نے اپنے جیب سے رومال نکال کر ہاتھ پر باندھا اور اس کے پاس جا کر اس کے ہاتھ پر اپنا پر جو تا پہنا ہوا پیر رکھتے ہوئے بے دردی سے کہا۔ "پہلے بھی سمجھا یا تھا کہ زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش مت کیا کرو تم ہی نقصان میں آ جاتی ہو اب چلوں یہاں سے ورنہ میں سب کو ہمارے رشتے کی حقیقت بتا دوں پھر تم سب کو صفائی دیتے رہنا کہ ہم کیسے ملے یہ سب کیسے ہو وغیرہ وغیرہ"۔ عمامہ نے درد ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی سرخ آنکھوں سے ارشمیل کے طرف اوپر دیکھا اور کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم بتا دو سب کو مگر میں بھی بتا دو گی کہ تم نے کس طرح زبردستی کر کے مجھے ٹاپر کر کے مجھ سے نکاح کیا تھا"۔

"ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں سب کو بتانے"۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا تھا عمامہ جہاں تھی وہی بیٹھی رہی پھر وہ سوچنے لگی کہ عدینہ کو ان کے نکاح کا پتا چلے گا تو کتنی بڑی قیامت آجائے گی عدینہ شاید اسے مرتضیٰ کو دھوکا دینے کے الزام میں کبھی معاف ہی نہ کر سکے اور مرتضیٰ وہ بھی تو کبھی اسے معاف نہیں کرے گا اور احد وہ کیا سوچے گا کہ اس نے اس کے بھائی کی دولت دیکھ کر اسے پھنسا لیا اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جہاں پر ارشمیل کے جوتے کے وجہ سے سرخ نشان پڑ چکے تھے اور

اس میں کافی جلدی ہو رہی تھی اس نے اپنے ہاتھ میں ہو رہے درد کو نظر انداز کر دیا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی پھر اپنے کپڑوں پر لگی ہوئی دھول کو جھٹکا اور خود کا حلیہ درست کرتے ہوئے یزدانی ہاؤس کے طرف بڑھ گئی وہ جیسے ہی لاونچ میں آئی تو دیکھا ارشمیل عدینہ کے طرف بڑھ رہا اسے شاید ان کے رشتے کی سچائی بتانے کے لیے اس سے پہلے کے ارشمیل عدینہ کو کچھ کہتا عمامہ نے اپنی جگہ سے کھڑے رہ کر زور سے کہا۔

"عدینہ میں آچکی ہو"۔ اس نے اس لیے زور سے کہا تھا کہ ارشمیل تک اس کی آواز پہنچ جائے اور وہ اسے کچھ بھی بتانے سے رہ جائے اس کی آواز اتنی بلند تو ضرور تھی احد اور عدینہ بھی چونک گئے تھے ارشمیل نے اسے مڑ کر نہیں دیکھا تھا وہ جہاں تھا وہی سے مسکراتے ہوئے اپنے روم میں چلا گیا تھا عدینہ اسے واپس اپنے گھر میں دیکھ کر خوش ہو گئی تھی اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس کی ضدی آپنی بھی کسی کی بات مان سکتی ہے۔

☆☆☆

اسے یزدانی ہاؤس میں رہتے ہوئے چار دن گزر چکے تھے ان چار دنوں میں وہ ایک بھی بار اپنے روم سے باہر نہیں نکلی تھی وہ خود کو اندر سے لاک کر کے رہتی تھی تاکہ ارشمیل اس کے روم میں نا آجائے وہ ناشتہ بھی وہی کرتی تھی اور کھانا بھی وہی کھاتی تھی ارشمیل پتا نہیں کیوں اس کے روم سے نکلنے کا انتظار کرتا رہتا تھا مگر وہ تو اس طرح سے پردہ نشین ہو چکی تھی اسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ گھر میں موجود ہی نہیں ہے وہ جب بھی اس کے روم تک جاتا تو اس کا روم اسے اندر سے لاکڈ ہی ملتا تھا جس سے وہ پیچ و تاب کھاتے رہ جاتا تھا۔

عدینہ اس کی روزانہ کی روٹین دیکھ کر تھک چکی تھی وہ سوچنے لگی تھی کہ اس کی آپنی میں پہلے سے

کتنی زیادہ تبدیلی آچکی ہے وہ پہلے کتنا ہنسا کرتی تھی کتنی باتیں کیا کرتی تھی اور اب ان چند دنوں میں کتنی خاموش ہو کر رہ گئی ہے اب تو وہ اس سے اپنے دل کی کوئی بھی بات شنیر نہیں کرتی ہے وہ جہاں بیٹھی تھی وہ وہاں سے اس ارادے سے اٹھی تھی کہ وہ اپنی بہن سے پوچھے گی کہ اسے کیا ہوا ہے کیوں وہ اتنی خاموش ہو کر رہ گئی ہے کیوں اب وہ اس سے اپنے دل باتیں شنیر نہیں کرتی ہے وہ دستک دے کر اس کے روم میں آگئی تھی۔

عمائمہ جو لیٹے ہوئے چھت کو گھور رہی تھی وہ ڈر گئی اسے لگا کئی یہ ار شمیل تو نہیں ہے تبھی اس نے آواز دے کر تصدیق کرنے کے لیے کہا۔
"کون ہے۔"

"آپنی میں ہو عدینہ۔" عدینہ کی آواز سن کر کچھ مطمئن ہو گئی اس لیے اس نے دروازہ کھول دیا اور اسے اندر آنے کے لیے راستہ دے دیا عدینہ اس کے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی اور اس سے کہا۔
"آپنی آپ کھڑی کیوں ہے آپ بھی بیٹھ جائیے نا۔" اس کی بات سن کر عمائمہ بھی وہی پر بیٹھ گئی عدینہ عمائمہ کے خوبصورت چہرے کو جواب کافی مر جھا گیا تھا اسے اپنے نظروں کے حصارے میں لیتے ہوئے بولی۔

"آپنی کیا بات ہے آپ اتنی تبدیل کیسے ہو گئی محض چند دنوں میں کیا میرے پیچھے کوئی حادثہ رونما ہوا تھا جس کا یہ نتیجہ ہے۔" اس کی بات سن کر عمائمہ دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ وہ کیسے بتائے

کے اس کے ساتھ ایک نہیں بہت سارے حادثے پیش آئے ہے وہ بھی صرف اس کی وجہ سے اس نے اپنے چہرے کے مدوجز چھپاتے ہوئے مسکرا کر عدینہ سے کہا۔
"نہیں عدی کچھ نہیں ہوا ہے وہ بس آفس کا اسٹریس زیادہ ہونے کی وجہ سے بیمار پڑ چکی ہو تم زیادہ وہم مت پالو اپنی شادی شدہ لائف کو انجوائے کرو۔"
"اگر آپ کہتی ہے تو میں مان لیتی ہو مگر آج آپ کو میری ایک بات ماننا ہو گا۔" اس کی بات سن کر عمامہ حیرت سے بولی۔

"ٹھیک ہے بتاؤ کیا بات ہے۔"
"آپ آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں گئی۔" اس کی بات سن کر عمامہ کا مسکراتا ہوا چہرہ سکڑ گیا وہ انکاری لہجہ میں بولی۔

"نہیں عدینہ میں یہی کھانا کھاؤ گی مجھے سب کے ساتھ کھانا نہیں کھانا ہے۔"
"میں جانتی ہو آپ اپنی ارشمیل بھائی کے وجہ سے روم سے نہیں نکلتی ہے مگر آپ کو نہیں پتا ارشمیل بھائی دل کے بہت اچھے ہے وہ سب کی بہت عزت کرتے ہے۔" اس کی سن کر عمامہ دل ہی دل میں خود سے بولی۔
"اسے مجھ سے زیادہ اور کون اچھے سے جان سکتا ہے۔"

"پلیز آپ اپنی ضد مت کیجیے چلیے نا۔" عدینہ کے بہت اصرار کرنے پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی یہ سوچ کر کے ارشمیل اس وقت گھر میں موجود نہیں ہو گا کیونکہ اس کے گھر پر آنے کا وقت مقرر نہیں تھا وہ کبھی بھی آجاتا تھا کبھی بہت رات گے آتا تھا تو کبھی بہت جلدی آجاتا تھا عمامہ عدینہ

کے ساتھ ڈانگیک ہال میں آگئی ڈانگیک ہال میں بارہ کرسی والا بڑا سا ٹیبل تھا جس پر سے ایک چیئر کھینچ کر وہ بھی بیٹھ گئی تھی عدینہ نے ساری چیزیں اس کی پسند کی بنائی تھی تبھی وہاں سے ارشمیل گزر رہا تھا تو اُحد نے اسے پکار لیا۔

"بھائی آپ بھی آئیے نا ہمارے ساتھ کھانا کھانے"۔ اُحد کی بات سن کر ارشمیل کی نظر عمامہ پر پڑی تو وہ اسے دیکھ کر فوراً وہاں آگیا تھا اور بیچ کی چیئر کھینچ کر وہی بیٹھ گیا عمامہ کو اپنی سانس رکتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی اس کا وہاں ایک پل بیٹھنا محال ہو چکا تھا وہ اپنی جگہ پر صرف عدینہ کے لیے بیٹھی تھی ابھی اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اٹھ کر چلی جاتی تھی۔

"بھائی آج آپ کتنے دن بعد سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں آپ بھی جلدی سے شادی کر لیں تاکہ آپ جلدی گھر آنے لگے اور ہم سب کے بیچ بیٹھ کر روزانہ کھانا کھائیں"۔ اس کی

بات

سن کر ارشمیل کی نظر عمامہ کے چہرے پر جا کر ٹک گئی وہ اُحد کی بات سن کر شاید پریشان ہو چکی تھی ارشمیل نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔

"تمہارا آئیڈیا برا نہیں ہے لگتا ہے اس بارے میں اب سیریس ہو کر سوچنا پڑھے گا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ اپنی جگہ جڑبڑ ہو چکی تھی اس کا کھانا کھانے کو بالکل بھی جی نہیں چاہ رہا تھا تبھی عدینہ کی نظر عمامہ پر پڑی تو وہ بولی۔

"آپی آپ تو کچھ لے ہی نہیں رہی ہے کیا کھانا اچھا نہیں بنا ہے"۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں کھانا تو بہت اچھا بنا ہے"۔

اب کے عمامہ اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی اپنی مگنی کی رنگ گھومنے لگی تھی یہ دیکھ کر عدینہ کچھ اور سمجھی تھی اسلئے مسکراتے ہوئے بولی۔

"آپی آپ یوں کہے نا کہ یہ سب کھانا آپ کا پسندیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ مرتضیٰ بھائی کا بھی ہے اس لیے تو آپ نہیں کھا رہی کیونکہ آپ کو مرتضیٰ بھائی کی یاد آرہی ہے ہے نا۔" اس کی بات سن کر جہاں عمامہ چونک گئی تھی وہی ارشمیل کا بھی کھانا کھاتا ہوا ہاتھ رکھ گیا تھا عمامہ نے ایک نظر ارشمیل کے سخت وجود پر ڈالا اور بولی۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تم مجھے اس وقت مرتضیٰ بہت یاد آرہے ہے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی وہ چاہ کر بھی اس وقت کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا۔

"کیوں نا آپی آپ اور مرتضیٰ بھائی بھی شادی کر لے ویسے بھی آپ اپنا خیال نہیں رکھتی ہے کم از کم مرتضیٰ بھائی آپ کا خیال تو رکھے گے اور پھر مجھے آپ کی فکر بھی نہیں رہے گی۔" اس کی بات سن کر عمامہ کے بے جان چہرے پر ایک دل جلانے والی مسکراہٹ در آئی اس کا چہرہ شرم سے لال ہو چکا تھا اس نے اپنا سر جھکا دیا اور بولی۔

"میری مرتضیٰ سے بات ہو چکی ہے ان کے ڈیڈ کچھ دن بعد ہماری شادی کی ڈیڈ فکس کرنے کے لیے آرہے ہے۔" یہ بات سن کر ارشمیل پر گویا بم گرا تھا وہ جو پانی پی رہا تھا اسے بری طرح ٹھکالگا تھا اس کا کھانس کھانس کر برا حال ہو چکا تھا یہ دیکھ کر عمامہ سمجھ گئی کہ اسے یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اس لیے تو وہ عدینہ اور احد کی توجہ ارشمیل پر مرکوز کر کے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی

وہ روم میں آگئی اور بیڈ پر گر گئی ار شمیل کی ابھی والی حالت دیکھ کر اسے سچ میں بہت مزا آیا تھا اس نے سوچ لیا تھا وہ اب مرتضیٰ سے شادی کرے گی کیونکہ وہ زبردستی کیے گے نکاح کو نہیں مانتی تھی اس لیے اس نے پہلے ہی مرتضیٰ سے اپنی شادی کی بات کر لی تھی مرتضیٰ تو اس کی بات سن کر بہت خوش ہوا تھا اس نے فوراً ہی بھر لیا تھا اس نے یہ بات عدینہ کو پہلے اس لیے نہیں بتایا تھا کہ عدینہ سب کو بتا دے گی اور اس کا یہ راز ار شمیل پر کھول جائے گا اور وہ بچ میں ٹانگ اڑانے ضرور آئے گا وہ ابھی اپنے اور مرتضیٰ کے بارے میں ہی سوچنے میں اتنی محو تھی کہ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب ار شمیل دبے پاؤں اس کے روم میں آیا اور روم کا دروازہ لاک کر گیا اسے خبر تو تب ہوئی جب اسے اپنے بے حد قریب کلون کی خوشبو آئی جس پر اس نے مڑ کر دیکھا تو ار شمیل اس کے پاس اس کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا یہ دیکھ کر وہ جتنی حیران ہوئی تھی اتنا ہی غصہ بھی ہوئی تھی وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی مگر ار شمیل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ اسے گرا دیا اور اسے خود کے قریب کرتے ہوئے بولا۔

"ابھی ابھی تم نے باہر کیا کہا تھا"۔ اس کی اس حرکت سے عمامہ اپنی جگہ تڑپ کر رہ گئی تھی وہ کب اس کی قربت کی عادی تھی جواب خوش ہو جاتی اسے ار شمیل پر بہت تاؤ آ رہا تھا اس نے ار شمیل کو خود سے دور کرنے کی کوشش بھی کیا تھا مگر وہ چھ فٹ کا شخص کہا اس سے ہلنے والا تھا۔ "تم ذلیل انسان یہ جو کچھ بھی کر رہو بہت غلط کر رہو تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی"۔

"اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی کسی غیر شخص کے بارے میں سوچنے کی"۔ وہ اتنی زور سے چیخ کر بولا

کے کچھ دیر کے لیے عمامہ بھی ڈرگئی کے عیدینہ اور احدنا آجائیں اور ان دونوں کو اس طرح دیکھ کر کچھ غلط نہ سمجھ بیٹھے۔

"میں کسی کے بھی بارے میں سوچوں تم کون ہوتے ہو اور اب تم یہ کہوں گے کے تم میرے شوہر ہو تو میں نے بھی ہزار بار کہا دیا ہے کے میں زبردستی کے اس کاغذ کے رشتے کو نہیں مانتی جو تم نے اسطور کیا تھا میں شادی کرو گی تو صرف اور صرف مرتضیٰ سے اس کے علاوہ کسی سے بھی نہیں۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے اس کے بال اپنے ہاتھوں میں سختی سے پکڑ لیا اور بولا۔

"میں تمہیں یہ گناہ کبھی نہیں کرنے دو گا میں بھی دیکھتا ہوں تم یہ شادی کیسے کرتی ہو۔"

"تم جیسے گناہ گار شخص کے منہ سے گناہ و ثواب کی باتیں اچھی نہیں لگتی ہے تم ہزار بار گناہ کرو تو تم پر سب جائز ہے اور میں ایک گناہ بھی نہیں کر سکتی ہو کیا۔"

"ٹھیک ہے شوق سے کرو میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے مرتضیٰ سے شادی کرتی ہو۔" اتنا کہے کر وہ چلا گیا تو وہ بھی اپنی جگہ چلا کر بولی۔

"ٹھیک ہے میں بھی دیکھتی ہو کے تم مجھے کیسے روک سکتے ہو۔"

وہ اب بغیر ارشمیل سے خوف کھائے اپنے روم سے باہر نکلی تھی اس وقت وہ اپنے روم سے باہر تھی اور دیکھ رہی تھی کے اس کا گھر کتنا شاندار ہے کتنا بڑا ہے وہ تو کبھی کبھی اتنے بڑے گھر میں گم ہی ہو جاتی تھی اس گھر کی ہر ایک چیز بہت اعلیٰ بہت عمدہ تھی وہ سوچتی جس کی پسند سے یہ گھر بنایا گیا تھا وہ شخص خود بھی بہت اعلیٰ چیزوں کا عادی تھا وہ ایسے ہی پورے گھر میں گھومتے گھومتے باہر لان میں آگئی تھی اس نے آج پہلی بار یزدانی ہاؤس کو دیکھا تھا خوبصورت سے یزدانی

بادس میں پہلے ایک بہت بڑا و خوبصورت کشادہ لان کھلتا تھا لان میں ہر طرح کے پھول و پودے موجود تھے وہ ایک دوباراس لان میں پہلے بھی گئی تھی پھول توڑنے کے لیے مگر وہ جب پھول توڑ رہی تھی تو وہاں موجود بزرگ مالی بابا نے اس کی بھلائی کے لیے اسے ٹوک کر کہا تھا۔

"بیٹا یہاں کے پودوں اور خوبصورت دیکھنے والے پھولوں کو مت چھونا ان میں سے کچھ پودے اور پھول زہریلے ہیں۔" مالی بابا کی یہ انوکھی بات سن کر وہ حیرت سے بولی تھی۔

"بابا جوشے زیریلی ہے اس کا ہماری زندگی میں کیا کام ہے۔" اس کی اتنی گہری بات سن کر مالی بابا مسکراتے ہوئے بولے تھے۔

"بیٹا جانتا ہو زہریلی چیزوں کی ہماری زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی ہے مگر ہم سب انسان بہت عجیب ہوتے ہیں کبھی کبھی ان زہریلی چیزوں سے بھی محبت کر بیٹھتے ہیں جو ہمیں صرف نقصان بھی پہنچا سکتی ہے اور ان پودوں اور پھولوں سے ار شتمیل صاحب کو بہت پیار ہے اس لیے انھیں جو بھی پودے اور پھول بھا جاتا ہے وہ اپنے لان میں لا کر لگا دیتے ہیں بغیر سوچے سمجھے کے یہ انھیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔" وہ مالی بابا کی بات سن کر حیران نہیں ہوئی تھی بلکہ

اسے تو پہلے ہی سمجھ جانا چاہئے تھا کہ جو شخص خود اتنا زہریلا تھا تو اسے ایسی چیزیں پسند آنا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی تبھی اس کے دماغ میں ایک خیال آیا تو وہ بابا سے پوچھ بیٹھی تھی۔

"بابا ویسے اسے ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے۔" اس کی بات سن کر مالی بابا بولے۔

"بیٹا اس سے سارے جسم میں کچھ دن تک جلن ہوتی ہے اور انفیکشن ہو جاتا ہے۔" وہ مالی بابا کی بات سن کر من ہی من میں مسکراتے ہوئے آگے بڑگی اور اب لان عبور کر کے راہداری تک

پہنچی تھی تبھی اس نے سوچا خالی وقت میں اپنی بہن کے گھر کو دیکھ لے تبھی آگے بڑھ آئی وہ اب اس گھر کے مین حصے میں یعنی کے ہال میں تھی بڑا سا خوبصورت ہال تھا اس ہال میں بلیک کلر کی ماربل بجھی ہوئی تھی قیمتی کالین اسپیشل پردے ڈیزائن کیے ہوئے تھے فلاور پارٹ

بڑا سا اوپر گول دائرے میں بہت سارے لائٹ سے جگمگاتا ہوا جھومر اور بڑا سا صوفہ اس کے بیچ میں شیشے کی بڑی سی میز تھی اس پر بہت ہی خوبصورت کانچ کا بڑا سا بال رکھا ہوا تھا اور اس میں تازہ تازہ گلاب کے پھول تیر رہے تھے یہ دیکھ کر اس کا دم بھی تازہ ہو چکا تھا پھر اس کے بعد ایک چھوٹی سی گلی چھوڑ کر بڑا سا کچن تھا اسے وائٹ اور بلیک کلر کے کلر تھیم سے سیٹ کیا گیا تھا کچن میں ایک شیف اور ایک ملازم اپنے کام میں مصروف تھے اسے دیکھ کر الرٹ ہو گئے اور بولے۔

"میم آپ کو کچھ چاہئے"۔ وہ اس ملازم کو دیکھنے لگی جو بہت ہی مہذب

طریقے سے سر جھکائے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا اس سہولت سے اس ملازم کو انکار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے کچھ نہیں چاہئے"۔ پھر وہ کچن سے نکلنے کے بعد وہ آگے بڑھ گئی آگے اسے عدینہ کا روم نظر آیا تھا اس گھر یہی ایک واحد حصہ تھا جہاں وہ اتنے دنوں میں بہت بار آچکی تھی پھر وہ عدینہ سے بات کرنے کی خاطر اس کے روم میں چلی آئی تھی عدینہ کا اور احاد کا روم بھی بے حد خوبصورت تھا اس گھر کے ہر روم کو تقریباً ایک ہی جیسا سیٹ کیا گیا تھا عدینہ اسے اپنے روم میں نظر نہیں آئی تو وہ اپنے سامنے سے سر جھکاتے ہوئے جاتے ہوئے ملازم کو آواز دے کر پوچھ بیٹھی تھی۔

"سنو عدینہ میڈم کہا ہے۔" اس کی بات سن کر ملازم دھیرے سے بولا۔

"میم وہ اور احد سر صبح سے باہر گئے ہے وہ آپ کو بتا کر جانا چاہتے تھے مگر آپ سو رہی تھی اس لیے انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ جاگیں تو میں آپ کو بتا دوں۔" اتنا کہے کر وہ ملازم چلا گیا تو عمامہ کو عدینہ پر غصہ آیا کہ وہ اسے اتنے بڑے گھر میں اکیلا کر کے چلی گئی اگر اسے جانا ہی تھا تو اسے نیند سے جگا کر بتا دیتی تاکہ وہ پہلے ہی اپنا انتظام کر سکتی اس نے اپنے عصبے کو جھٹک دیا اور آگے بڑھ گی عدینہ کے روم کے بعد شاید ارشمیل کے والدین کا روم تھا کیونکہ اس روم میں اس کے والدین کی فوٹو دیوار پر لگی ہوئی تھی اس نے ان کے روم پر سرسری نگاہ ڈالا اور وہاں سے نکل گئی کیونکہ وہ روم بھی سب روم کی طرح تھا اس میں اسے کوئی ایسی خاص بات نظر نہیں آئی تھی پھر اس کے بعد نیچے دو تین گیسٹ رومز تھے ان رومز کے بعد اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں تھی جسے چڑھ کر وہ اوپر آگئی تھی اوپر بھی چار روم تھے جن میں سے تین گیسٹ روم تھے اور اس کے بعد سب سے آخر میں ارشمیل کا روم تھا وہ سب رومز کو دیکھ کر اس کے روم میں آگئی جیسے ہی اس نے ارشمیل کے روم میں قدم رکھا تھا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ کسی اور ہی جگہ پر آگئی ہو اس کا روم کسی ریاست کے شہزادے کے روم کی طرح تھا اس روم کی سب سے بڑی خاصیت یہ تھی کہ اس روم میں بہت بڑی شیشے کی کھڑکی تھی اور اس میں بالکنی میں جانے کا راستہ تھا اس روم کو وائٹ اور گرے کلر کا پیٹ کیا گیا تھا اس ہی کلر کی مناسبت سے فرنیچر سیٹ کیا گیا تھا جہازی سائز بیڈ پر بھی وائٹ کلر کی بیڈ شیٹ تھی اور وائٹ ہی کلر کے پردے کھڑکیوں پر تھے اس روم کا فرنیچر سے لے کر چھوٹی چھوٹی سجاوٹ کی چیز تک صرف دو کلر پر مشتمل تھی اسے وہ روم بہت

اچھا لگا تھا مگر اس میں طرح طرح کے رنگوں کی کمی محسوس ہو رہی تھی ہوتی بھی کیوں نہیں وہ تھی تو آخر کار لڑکی ہی ناجائز رنگوں سے بے حد محبت تھی وہ اس روم کا جائزہ لے کر جیسے ہی پلٹی تھی تبھی اس کی نظر دیوار پر ٹنگی بے حد شان اور کچھ مغرور سے انداز میں کھڑے ارشمیل کی تصویر پر پڑی تو وہ سمجھ گئی کہ یہ اس ہی کا روم ہے اس کی تصویر دیکھ کر وہ گھبرا کر پلٹی تھی مگر اپنے مقابل کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی تھی وہ مسکرا کر بغور اسکے جانب دیکھ رہا تھا ان دونوں کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا ارشمیل وہ فاصلہ بھی مٹا دینا چاہتا تھا مگر وہ اپنے مقابل کا اردہ بھاپ کر اپنی دانست میں پیچھے ہٹی تھی اسے دیکھ کر اس کے اندر ایک خوف کی لہر ابھری تھی تبھی ارشمیل اس کے اور قریب آگیا اس کے اس طرح سے قریب آنے

پر وہ گھبراتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگی تھی وہ پیچھے ہوتے ہوتے اب پوری طرح دیوار سے لگ گئی تھی تبھی ارشمیل نے اس کا مخروطی انگلیوں والا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا وہ اس کے اس اقدام پر بھونچکا کر رہ گئی تھی وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کرنے والا ہے اس کے کیا ارادے ہے وہ تو بس اتنا جانتی تھی وہ اس کا قریب ہے اور اس کی خوشیوں کا سب سے بڑا دشمن ہے تبھی اس نے اپنی سلگتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"چھوڑو میرا ہاتھ مجھے تمہارے قریب آنے سے اپنے وجود سے گھن آتی ہے مجھے خود کے وجود سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔" ارشمیل نے اس کے بولتے ہوئے لبوں پر اپنی انگلی رکھ دیا تھا عمامہ کی بولتی ہوئی زبان کو ایک دم سے بریک لگ گیا اس کے اس اقدام پر عمامہ کو لگ رہا تھا اس کا وجود پوری طرح انگاروں کی لپیٹ میں آگیا ہے تبھی تو اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسے

دھکا دینے کی کوشش کیا تھا مگر وہ اس میں بھی ناکامیاب رہی تھی کیونکہ ارشمیل نے اسکا دوسرا ہاتھ بھی اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لے لیا تھا عمامہ کو اپنے وہاں سے نکلنے کی ہر راہ بند ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کرنے جا رہا ہے کس اردے سے اس کے اتنے قریب ہے وہ تو بس اتنا جانتی تھی کہ وہ آج اس کے جھانے میں پھنس گئی تو دوبارہ کبھی نہیں نکل پائے گئی تبھی اس نے زور دے کر خود کو ارشمیل سے دور کیا تھا اور وہاں سے بھاگنے کے انداز میں نکلی تھی مگر ارشمیل نے اسے پھر سے جا کر دھر لیا تھا اس نے اتنے جھٹکے سے عمامہ کا ہاتھ تھام کر کھنچا تھا کہ وہ نتیجہ میں اس کے بازوؤں کے حصار میں تھی اسے اپنے سارے وجود میں سنساہٹ ہوتی محسوس ہوئی تھی تبھی وہ اپنے اندر کا خوف کم کرنے کے لیے بولی تھی۔

"کیوں کر رہے ہو تم یہ سب کیا ملے گا تمہیں یہ سب کر کے ایسا کر کے تم اپنے ہی والدین کی پرورش پر انگلی اٹھا رہے ہو کاش کے تمہارے والدین چھوٹی سی عمر میں تمہیں لڑکیوں کی عزت کرنا سکھا دیتے تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑھتا۔" اس کی بات سن کر ارشمیل کو غصہ آگیا تھا اس نے ایک جھٹکے سے عمامہ کو اپنے مضبوط بازوؤں کے آہنی حصار سے آزاد کر دیا اور پھر غصے سے وہاں سے چلا گیا عمامہ فوراً اپنے روم میں آگئی اور اسکے گھر سے جانے کی تیاری کرنے لگی کیونکہ اس شخص کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ اسے نیچا دکھانے کے لیے اور بے عزت کرنے کے لیے کوئی بھی اپنا اگلا قدم اٹھا سکتا تھا وہ جب یزدانی ہاؤس میں آئی تھی تب اس کے پاس اپنے بیگ کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا کیونکہ وہ یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئی تھی عدینہ کی وجہ سے

آئی تھی اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور روم کا دروازہ کھول کر نکلنے لگی تھی کے تبھی اسے ارشمیل نظر آیا وہ دیوار سے ٹکا لگائے اپنے ٹراؤز کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اسے دیکھ کر ایک پل کے لیے عمامہ کے قدم لڑکھڑائے تھے مگر پھر وہ اسے ایسے نظر انداز کر کے نکل گئی کے جیسے ارشمیل وہاں موجود ہی نہیں ہے وہ خدا سے دعا کر رہی تھی کے وہ اس کے پیچھے نہ آئے ابھی وہ ٹھیک طرح سے خدا سے دعا بھی نہیں کر پائی تھی کے تبھی ارشمیل پیچھے سے اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کی آہنی گرفت میں لیتے ہوئے اسے زبردستی گھسٹتے ہوئے روم میں لے گیا پھر دروازہ بند کر کے اس کے پاس آیا اور بولا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تم نے جو میرے والدین کی پرورش پر انگلی اٹھایا تھا تو میں اس کے لیے تمہیں کبھی معاف نہیں کرو گا آج میں تمہیں جانے دے رہا ہوں صرف اس لیے کے کچھ دن بعد تمہیں اس ہی گھر میں آنا ہے میری بیوی کی حثیت سے جب تم پھر سے اس گھر میں آؤ گی تب میں تم سے آج کی بے عزتی کا بدلہ لو گا"۔ وہ سلگتی ہوئی آنکھوں سے اس کے طرف دیکھتے ہوئے نفرت سے بولی۔

"اب مجھے اپنا دفاع کرنا آ گیا ہے میں بھی دیکھتی ہوں تم اس بار میرے ساتھ کیسے زبردستی کرتے ہو"۔ اس کا چیلنج دیتا ہوا لہجہ دیکھ کر وہ مسکرائے بنا نہیں رہ سکا تھا وہ اب بڑے ہی دلچسپی سے اس کے خوبصورت خدو خال دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے چیلنج مت دو تم شاید اپنے شوہر کو نہیں جانتی ہو وہ چیلنج دل پر لے لیتا ہے اور پھر اسے پورا کرنے کے لیے جی توڑ کوشش کرتا ہے چاہیے اس کوشش میں اس کی جان ہی کیوں نا چلی جائے

"اس کی بات سن کر عمامہ چیختے ہوئے بولی۔

"اللہ کرے اس چیلنج کو پورا کرتے کرتے سچ میں تمہاری جان چلی جائے۔" ارشمیل نے اس کی بات کو سیریس نہیں لیا تھا۔

"میں جلدی ہی تمہیں لینے آؤں گا تم میرا انتظار کرنا۔" وہ اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا اور عمامہ اپنا غصہ اس روم کی قیمتی قیمتی چیزیں زمین پر پھنک کر نکالنے لگی تھی۔

☆☆☆

آج مرتضیٰ اور اس کے ڈیڈ شادی کی ڈیڈ فکس کرنے کے لیے اس کے گھر آ رہے تھے مگر اس نے سہولت سے یہ کہے کر انکار کر دیا کہ وہ ابھی آفس جانے کے لیے گھر سے نکل چکی ہے اور راستے میں ہے تبھی مرتضیٰ نے اسے کہا تھا کہ وہ اس کے گھر پر آجائے کیونکہ بعد میں واجد صاحب کو کچھ دن کے لیے شہر سے باہر جانا ہے پھر ان کی شادی کی ڈیڈ اور لیڈ ہو جائے گی تبھی عمامہ نے اس کی بات سن کر اس کے گھر جانے کے لیے ہامی بھر لیا تھا وہ جب مرتضیٰ کے گھر پہنچی تو مرتضیٰ اور اس کے ڈیڈ اپنا منتظر پایا وہ جلدی سے واجد صاحب کے پاس گئی اور انھیں سلام کیا۔

"اسلام علیکم انکل۔" واجد صاحب نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پر شفقت لہجے میں اس کے سلام کا جواب دیا۔

"وعلیکم سلام میرا پیارا بچہ کیسا ہے۔" اب انھوں نے اسے گلے لگا لیا تھا وہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

"جی انکل میں ٹھیک ہو بس آپ ہی ہے جو اپنا دھیان نہیں رکھتے ہے۔" اس کی بات سن کر مرتضیٰ مسکراتے ہوئے بولا۔

"ڈیڈ اپنا دھیان نہیں رکھتے ہے مگر ان کا بیٹا ان کا دھیان ضرور رکھتا ہے اور اب ان کی بہو بھی ان کا دھیان

رکھنے کے لیے جلدی آنے والی ہے۔" اس کی بات سن کر عائدہ کے چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ در آئی تھی مگر تبھی عدینہ اور احد کے ساتھ آتے ہوئے ارشمیل کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی اس نے تو عدینہ کو نہیں بتایا تھا کہ آج وہ مرتضیٰ اور اس کے ڈیڈ شادی ڈیٹ فکس کر رہے ہیں پھر عدینہ کو کیسے پتا چلا تھا اور اگر پتا بھی چل گیا تھا تو اسے ارشمیل کو اپنے ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی وہ خود بھی تو اکیلی آسکتی تھی وہ ابھی بھی اپنی جگہ سن کھڑی تھی تب ہی عدینہ اس کے پاس آئی اور اس کے گلے لگ گئی تبھی ان دونوں کو گلے ملتا دیکھ کر مرتضیٰ مسکراتے ہوئے بولا۔ "کیسا لگتا ہے میرا سر پرانز؟" مرتضیٰ کا سوال سن کر وہ بس پھینکی سی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجا کر رہ گئی تھی کیونکہ اب وہ سب کے سامنے مرتضیٰ سے یہ تو نہیں بول سکتی تھی اس کا یہ سر پرانز نہایت ہی برا ہے کیونکہ اس کی خوشیوں میں ارشمیل بزدانی جو گرہن لگانے آگیا ہے۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو ہمارا آنا پسند نہیں آیا ہے۔" عدینہ نے اس کے چہرے کے مدوجزد دیکھ کر ہی بھاپ لیا تھا کہ اسے ان کا یہاں آنا بہت برا لگا ہے وہ تو کہنا چاہتی تھی عدینہ سے کہ تم صحیح کہہ رہی ہو مجھے تمہارا یہاں آنا آج بالکل بھی پسند نہیں آیا ہے مگر وہ اس وقت اتنی مجبور تھی کہ کچھ

بھی کہے نہیں پار ہی تھی اس نے تو اپنی صفائی میں یہ بھی نہیں کہا تھا کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اسے چپ چاپ پا کر مرتضیٰ خود ہی اس کے بچاؤ میں کود پڑا تھا۔

"نہیں عدی ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ تو عمامہ کو انکل کی بہت یاد آرہی تھی اس لیے وہ تھوڑی سی دکھی ہو رہی تھی۔" مرتضیٰ کی بات سن کر عدینہ نے عمامہ کے طرف دیکھا جو ابھی اپنا چھوٹا سامنہ لے کھڑی تھی اسے ایسے دیکھ کر عدینہ شرمندہ ہو گئی پھر دوبارہ اس کے گلے لگ گئی اور بولی۔

"سوری آپنی مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ اس لیے پریشان ہو۔" پھر مرتضیٰ احد سے گلے ملا اور اس کے بعد وہ ارشمیل کے طرف بڑھا اور اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔ "آپ کی تعریف۔" وہ ارشمیل کو پر سنی نہیں جانتا تھا جب عدینہ کی شادی ہوئی تھی تب تو وہ صرف اپنی منگتر کے پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا اسے تو اس وقت دنیا کا ہوش ہی نہیں تھا اس لیے اس نے ارشمیل سے پوچھا تھا البتہ ارشمیل اسے بہت اچھے سے جانتا تھا اس کے ہر اچھے برے کی خبر رکھتا تھا وہ کیا کرتا کیا نہیں کرتا اسے سب چیزوں کی خبر رہتی تھی عمامہ ان دونوں کو آپس میں باتیں کرتا دیکھ کر تشویش میں پڑ گئی اسے لگا اب ارشمیل اسے ان دونوں کے رشتے کی حقیقت بتا دے گا اور ان کی شادی ہوتے ہوتے رہ جائے گی مگر ارشمیل نے اس کے سارے حدشات پر پانی پھیرتے ہوئے بڑے ہی خوش اسلوبی سے کہا۔

"میں ارشمیل یزدانی احد یزدانی کا بڑا بھائی۔" مرتضیٰ اس کا نام سن کر ہی حیران ہو گیا تھا اسے نہیں پتا تھا ارشمیل یزدانی جیسا اتنا اثر و رسوخ رکھنے والا شخص اس کے چھوٹے سے گھر میں آئے

گاؤہ توار شمیم کو اپنے گھر میں دیکھ کر ہوا میں اڑنے لگا تھا ار شمیم نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا تو مرتضیٰ اسے نہایت ہی باعزت طریقے سے اپنے گھر میں لے آیا یہ دیکھ کر عمامہ کو مرتضیٰ پر بہت غصہ آیا تھا وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ مرتضیٰ خود اپنی خوشیوں کا دشمن کیوں بن بیٹھا ہے ار شمیم کے آنے سے کچھ دیر پہلے والی جو خوشی کا احساس اس کے وجود میں تھا وہ اب غائب ہو چکا تھا اس کا دل اور دماغ بس اس ہی بات میں الجھا ہوا تھا کہ کبھی ار شمیم بیچ میں ہی کوئی دھماکہ نہ کر دے اس لیے تو وہ بس سر جھکائے پریشان سی بیٹھی اسے یہ تک خبر نہیں ہوئی کہ احد نے بڑا بھائی ہونے کا فرض کب ادا کیا کب اس نے واجد صاحب کے ساتھ مل کر شادی کی ڈیٹ

فکس کیا وہ تو تب چونکی تھی جب عدینہ اس کے پاس مٹھائی سے بھری پلیٹ لے کر آئی اور اسے کھلاتے ہوئے بولی۔

"آپنی مبارک ہو تین ہفتے بعد آپ بھی شادی شدہ کہلائیں گی"۔ عدینہ کی بات پتا نہیں کیوں اسے انوکھی لگی تھی اس نے ایک حیرت بھری نظر مٹھائی کھلاتی ہوئی عدینہ پر ڈالا اور ایک نظر ار شمیم پر ڈالا جو مسکرا کر مرتضیٰ کو مبارک باد دے رہا تھا مگر دیکھ وہ عمامہ کی طرف رہا تھا اچانک دونوں کی نظروں کا تصادم ہوا تھا پتا نہیں اس لمحہ ار شمیم کی آنکھوں میں براہ راست دیکھ کر عمامہ کے دل میں ہل چل کیوں مچ گئی تھی اس نے جلدی سے اس کی سرخ انگاروں سے بھری آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کیا اور واجد صاحب کے طرف بڑھ گئی پھر واجد صاحب اسے اور وہ واجد صاحب کو مٹھائی کھلانے لگی واجد صاحب کے بعد وہ مرتضیٰ کے پاس

آئی مرتضیٰ کے بعد وہ احد کے پاس آئی ایسا کرتے کرتے وہ ارشمیل تک آگئی تھی وہ ارشمیل کی طرف دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی تبھی ارشمیل نے کسی کا بھی خیال نہیں کیا اور اس کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس ہاتھ میں مٹھائی تھی اس کی ہمت اور ڈھٹائی دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی اسے نہیں پتا تھا ارشمیل اس بھر محفل میں اتنی بے باکی سے پیش آئے گا اس نے ایک نظر اپنے ارد گرد ڈالا وہ تو اچھا تھا سب مرتضیٰ کے پاس کھڑے اسے چھیڑ رہے تھے ان دونوں پر کسی کی توجہ نہیں تھی پھر ارشمیل نے اس کے ہاتھ سے مٹھائی اپنے منہ میں ڈالا اور کھاتے ہوئے بولا۔

"مبارک ہو ہماری شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے"۔ اس نے اپنی جلتی ہوئی آنکھوں سے ارشمیل کے طرف دیکھا کچھ دیر پہلے جو اس کی سرخ انگارے جیسی آنکھیں دیکھ کر اس کے دل میں بل چل مچی تھی اب وہ نفرت میں بدل چکی تھی اس نے ایک جھٹکے سے ارشمیل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور بولی۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ تمہاری نہیں میری شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی ہے اور یہ بار بار مجھے اپنی بیوی کہنا بند کرو ورنہ اس کا انجام بہت برا ہو گا"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل اپنے ہونٹوں پر ازلی مسکراہٹ سجائے ہوئے بولا۔

"اب تو تم اپنی اور اپنے منگلتر کی خیر مناء میرے انجام کے بارے میں بعد میں سوچنا"۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا اور وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

تو ہی عشق تو ہی جنون

صاحبہ فردوس

قسط 5

تبھی مرتضیٰ اس کے پاس آیا اور دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔
"کیا بات ہے آج تمہارے چہرے سے وہ خوشی نہیں جھلک رہی جو ہماری مگنی طے ہونے کے
وقت جھلک رہی تھی"۔ اس کی بات سن کر عائنہ بے رخی سے بولی۔
"مرتضیٰ وقت ایک جیسا نہیں ہوتا ہے وہ وقت میرے لیے بہت خاص تھا جب تم میری زندگی
میں بہار بن کر آئے تھے مگر آج کا یہ وقت جو لمحہ بہ لمحہ سرکتے جا رہا ہے اور ہمیں احساس
بھی نہیں ہونے دے رہا ہے کہ ہم کیا کھورہے ہے کیا پارہے یہ وقت بہت بدل گیا ہے یہ وقت
مجھے شدت سے احساس دل رہا ہے کہ میں بہت کچھ کھورہی ہو مرتضیٰ میں ہمیشہ اس ہی وقت میں

جینا چاہتی ہو جس میں تم میرے ساتھ ہو میں اس ہی لمحہ میں جینا چاہتی ہو تم کہہ رہے تھے نا کہ میں خوش نظر نہیں آرہی ہو تو ہاں میں خوش نہیں ہو کیونکہ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ بہت جلدی میری یہ ساری خوشیاں خاک میں مل جائے گی تم مجھ سے بہت دور ہو جاؤ گے بس اس ہی لیے میں اس آنے والے وقت کو سوچ کر ڈر رہی ہو اس لیے میں خوش نہیں ہو۔" ناچاہنے کے باوجود آخر میں اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے تھے مرتضیٰ اسے اپنے لیے اتنا جذباتی ہوتا دیکھ کر حیران ہو گیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس سے اتنی شدت سے محبت کرتی ہے مرتضیٰ نے اسے اپنے سامنے کیا اور اس کے آنسو اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے بولا۔

"مت ڈرو اس آنے والے وقت سے مت سوچا کرو ایسی باتیں جو تمہیں دکھ دیتی ہے مت سوچو کہ میں کبھی تم سے دور جاؤ گا تم سے جدا ہونے کا تصور ہی میرے لیے ایسا ہے جیسے خود ہو کر اپنی موت کو دعوت دینا میں وعدہ کرتا ہوں میں کبھی تمہیں تنہا کر کے نہیں جاؤ گا اور تم بھی وعدہ کرو کہ تم مجھ سے ایسی ہی شدت سے محبت کرو گی۔" مرتضیٰ کی زبان سے محبت لفظ سن کر وہ اپنی جگہ ہونق بنی اسے دیکھتی رہ گئی اور اس لمحہ سوچنے لگی کہ کیا وہ

سچ میں مرتضیٰ سے محبت کرتی ہے یا پھر ارشمال کے ساتھ زبردستی کے رشتے میں بندھ کر کیا اس کے لیے دل کے جذبات بدل گئے ہیں کیا اس کا دل ارشمال کے لیے بے ایمان ہو رہا ہے کیا اس کا

جنون اس کے سر چڑ کر بول رہا ہے کیا وہ اس کے حواسوں پر دھیرے دھیرے ہی صحیح سوار ہو رہا تھا ایک پل کو اس کی نظروں کے سامنے سے مرتضیٰ کا چہرہ دھندلا گیا تھا اور ارشمیل کا تمسخر اڑاتا ہوا چہرہ سامنے آ گیا اس نے جلدی سے اپنے بے قابو ہوتے ہوئے دل کو سنبھالا اور مرتضیٰ کے بڑھے ہوئے ہاتھ کے طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا تھا مرتضیٰ نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور اس پر اپنے لب رکھ دیا یہ دیکھ کر اس کا دل نئے سرے سے مرتضیٰ کے لیے دھڑکنے لگا تھا۔

☆☆☆

دیکھتے ہی دیکھتے ان کی شادی کو صرف چار دن باقی رہ گئے تھے مرتضیٰ نے چار دن پہلے سے فائیو اسٹار ہوٹل بک کر لیا تھا اس کہنا تھا شادی صرف ایک بار ہوتی ہے اس لیے وہ اپنی شادی کو بہت یادگار بنانا چاہتا تھا عمامہ نے اتنا خرچا کرنے سے اسے منع بھی کیا تھا مگر وہ نہیں مانا تھا اس نے عمامہ کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک مہنگی ترین چیزیں خریدہ تھا وہ اسے خود پر اتنا پیسہ خرچا کرتا دیکھ کر حیران ہوئے بنا نا رہ سکی تھی کیونکہ آج سے پہلے مرتضیٰ نے کبھی بھی اس پر اتنا بے تحاشہ پیسہ خرچ نہیں کیا تھا کیونکہ اس کی اتنی حیثیت نہیں تھی اس نے ایک دو بار مرتضیٰ سے پوچھا بھی تھا کہ وہ اتنا پیسہ کہا سے لا رہا ہے کئی وہ کوئی غلط طریقہ تو نہیں اپنا رہا ہے

مگر مرتضیٰ نے بہت ہی پیار سے اسے اعتماد میں لیتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں جان میں کیوں کوئی غلط طریقے سے پیسہ کماؤں گا یہ تو میری کمپنی کو بہت بڑا انویسٹر مل گیا ہے اس لیے اب میرے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں ہے۔" اس کی بات عمامہ کو سچ لگی تو اس نے کچھ نہیں کہا تھا وہ تو یہ سوچ کر پریشان تھی کہ ارشمیل کیوں اتنا خاموش بیٹھا ہے کیا وہ کوئی بہت بڑی پلاننگ کر رہا ہے اسے ارشمیل کی خاموشی بہت کھل رہی تھی کیونکہ اس کی خاموشی بتا رہی تھی کہ بہت بڑا طوفان آنے والا ہے اس کی زندگی میں کیونکہ اس دن کے بعد سے ارشمیل اسے نظر بھی تو نہیں آیا تھا۔

آج اس کی مایوں تھی اس نے اپنی مایوں کے لیے مرتضیٰ کے پسند کا پیلے رنگ کا لہنگا لیا اس پر پیلے ہی رنگ کا ہلکا سا ورک کیا ہوا دوپٹہ تھا اس نے ہلکا سا میک آپ کیا تھا اور اس پر ہلکی سی جیولری کا انتخاب کیا تھا اور اپنے لمبے بالوں کو کھلا چھوڑ دیا تھا وہ اس روپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے خوبصورت سراپے کو دیکھ رہی تھی کہ تبھی اس کا دل چاہا کہ وہ ایک سیلفی لے تو اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی سیلفی کلک کیا اور انسٹاگرام پر اپلوڈ کر دیا اس کے تصویر اپلوڈ کرتے ہی ارشمیل کا میسج آگیا۔

"ایسی تصویریں صرف اپنے محرم کو ہی دیکھایا کرتے ہے۔" ارشمیل کا میسج پڑھ کر اسے بہت

غصہ آیا اس نے نفرت سے میسج ٹائپ کیا۔

"صحیح کہا تم نے ایسی تصویریں صرف اپنے محرم کو ہی دیکھا کرتے ہے اس لیے تو میں نے یہ تصویر مرتضیٰ کے لیے اپلوڈ کیا ہے کیونکہ وہ ہی تو میرا ہونے والا محرم ہے۔" میسج کے ساتھ ہی اس نے غصے سے لال والا Emoji سینڈ کیا تو ارشمیل نے بھی اس کے میسج کا ریسپلائی ہنسی والا Emoji سینڈ کرتے ہوئے دیا۔

"یہ بات تو تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کے تمہارا محرم کون ہے اور میری بات یاد رکھنا کہ رخصت ہو کر تو تم میرے ہی گھر آؤ گی۔" اس کا میسج پڑھ کر عثمانہ ڈبل غصے میں آگئی اس کا دل چاہا وہ اپنا موبائیل توڑ دے مگر اس نے اپنا موبائیل توڑنے کے بجائے اسے زچ کرنے کا ارادہ باندھا اور اسکے میسج کا ریسپلائی دیا۔

"تم لاکھ کوشش کرو مگر میں تمہاری ہر کوشش کو ناکام کر دو گی میں تمہیں مرتضیٰ سے شادی کر کے بتا دو گی کے زبردستی بنائے گئے رشتوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔" یہ میسج سینڈ کر کے اس نے ارشمیل کو انسٹا گروم پر بلا کر دیا تھا یہ دیکھ کر ارشمیل کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے اپنا موبائیل اتنے زور سے دور اچھالا کہ اس کا قیمتی موبائیل دیوار سے ٹکرایا اور کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا کچھ دیر بعد جب غصہ شانت ہو اتو وہ اپنی بیوی کی مایوں میں شامل ہونے کے لیے تیار ہو گیا

مایوں کی مناسبت سے اس نے وائٹ کلر کا کرتا پا جامہ پہنا تھا جیل سے اپنے بالوں کو سیٹ کیا اور خوب سارا پر فیوم اسپرے کرتے ہوئے وہ ہال میں اپنی کار کی چابی لینے کے لیے آیا تو اسے گھر میں کوئی نظر نہیں آیا تبھی اس نے اپنے سامنے سے گزرتے ہوئے ملازم سے گھر والوں کے بارے میں دریافت کیا۔

"سنو سب لوگ کہاں گئے ہیں؟"۔ اس کے سوال پر ملازم نے سر جھکا کر کہا۔

"جی سر احد سر اور میڈم تو صبح سے ہی ہوٹل چلے گئے ہے اور بڑے صاحب بڑی بیگم ابھی ابھی گھر سے نکلے ہے"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل نے اسے جانے کا حکم دیا تو وہ ملازم جیسا آیا تھا ویسے ہی چلا گیا و قار صاحب اور شہلا بیگم کل رات کی فلائٹ سے انگلینڈ سے واپس آئے تھے عمامہ کی شادی میں شریک ہونے کے لیے انھیں جب پہلی بار پتا چلا تھا کہ عمامہ مرتضیٰ کے ساتھ انگلینڈ ہے تو انھیں بہت دکھ ہوا تھا وہ تو عمامہ کو ارشمیل کے لیے سوچ بیٹھے تھے مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا شہلا بیگم نے کل گھر آتے سے ہی ارشمیل پر اپنا دکھ ظاہر کیا تھا سب سے ملنے ملانے کے بعد وہ ارشمیل کے پاس آئے تھے اور بولنے لگے۔

"ارشمیل تمہیں پتا ہے میں نے اور تمہارے ڈیڈ نے تمہارے لیے عمامہ کو پسند کیا تھا مگر ہمیں نہیں پتا تھا کہ وہ پہلے سے ہی انگلینڈ ہے جب ہمیں عدینہ کے منہ سے یہ بات پتا چلی تو بہت دکھ

ہوا تھا خیر جانے دو ہم تمہارے لیے اس سے بھی اچھی لڑکی تلاش کرے گے اور اس بار تمہاری بھی شادی کر کے ہی واپس جائے گے۔" ان کی بات سن کر ارشمیل نے کچھ نہیں کہا تھا وہ تو بس مسکرا کر انھیں دیکھتا رہ گیا تھا۔

وہ جب ہوٹل پہنچا تھا تب مایوں کا فنکشن شروع ہو چکا تھا اس نے دیکھا کہ عمامہ مایوں کے پیلے ڈریس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی آج اس کے چہرے پر ایک الگ ہی طرح کی رونق در آئی تھی وہ جو کچھ دن پہلے کافی کمزور اور پریشان لگ رہی تھی آج اتنی ہی فریش اور پر اعتماد نظر آرہی تھی مرتضیٰ اور عمامہ کو ایک دوسرے کے قریب بیٹھایا گیا تھا مرتضیٰ کے طرف سے جو مہمان مدعو تھے وہ باری باری سے ان دونوں کو ہلدی لگا رہے تھے عمامہ کا عدینہ اور اس

کے سسرالی رشتے دار کے علاوہ کوئی قریبی رشتہ دار نہیں تھا اس لیے باقی کی دوسری رسمیں شہلا بیگم نے اور عدینہ نے مل کر پوری کیے تھے وہ دیکھ رہا تھا کہ مرتضیٰ عمامہ کے کان میں سرگوشیاں کر رہا تھا اور وہ اس کی سرگوشیوں پر شرمناک رہتی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیوی کو کسی اور سے عشق فرماتا دیکھ کر اس کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کسی نے مرچیں کوٹ کر ڈال دیا تھا کسی کی گہری نظریں خود پر مرکوز پا کر عمامہ نظریں اٹھانے پر مجبور ہو گئی تھی اس نے جب دیکھا کہ وہ اسے گہری نظروں سے گھور رہا ہے

تو وہ اس کی نظروں کی تاب نالا سکی تھی اس نے اپنی نظریں پھیر لیا اور ایسے انجان بن گئی جیسے وہ اسے سرے سے جانتی ہی نہ ہو اور شمیم اپنے جگہ سے اٹھ کر چلا گیا تو تب جا کر عمامہ کے دل کو سکون ملا مگر اسے یہ بھی ڈر کھائے جا رہا تھا کہ وہ کیسے اتنا خاموش ہے وہ جتنا شمیم کو جانتی تھی وہ خاموش رہنے والوں میں سے نہیں تھا پھر اب کیوں اتنا خاموش ہو کر رہ گیا تھا اسے شک ہو گیا تھا کہ اس کی خاموشی کے پیچھے بہت بڑا طوفان چھپا ہوا ہے جو شاید اس کی شادی والے دن ہی آئے گا مایوں کے فنکشن میں شریک ہونے والے سبھی مہمان دھیرے دھیرے کر کے جا رہے تھے اب ہوٹل کے ہال میں چند ہی لوگ بچے تھے وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم ہو چکی تھی کہ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ مرتضیٰ اسے کیا کہے رہا ہے اسے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر مرتضیٰ نے اسے اپنے کہنی سے دھکا دے کر اپنے طرف متوجہ کیا اور بولا۔

"کن سوچوں میں گم ہو؟"۔ اسکے دھکا دینے پر وہ ہوش میں آئی اور مسکراتے ہوئے بولی۔
"نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی سب کو دیکھ رہی تھی"۔ اس نے دھڑلے سے جھوٹ بول دیا۔
"اگر یہی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ کوئی دوسری بات جو تمہیں پریشان کر رہی ہے اور تم مجھے نہیں بتا رہی ہو تو پلیز بتا دو میں شاید تمہارا دکھ کم کر سکوں"۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ بس میں بیٹھے بیٹھے تھک چکی ہو اس لیے"۔ اس نے ایک دفعہ

پھر اس سے جھوٹ کہا تھا۔

"یہ بات تھی تو تم نے مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا چلو ابھی اٹھو میں تمہیں روم میں چھوڑ دیتا ہوں۔" اسے ہمیشہ سے مرتضیٰ کا ایسا کثیر نگ انداز بہت پسند تھا اس لیے وہ شاید اسے بہت پسند کرتی تھی اس نے وہاں موجود ان چند لوگوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مرتضیٰ ابھی مہمان گے نہیں ہیں۔"

"نہیں گے ہیں تو کیا اب تم ان کے جانے کا انتظار کرتے رہو گی چلوں ابھی کے ابھی اٹھو میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم ہماری شادی والے دن بیمار پڑ جاؤ۔" اس کی بات سن کر عمامہ مسکرا پڑی تھی پھر اس نے مرتضیٰ کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام لیا اور اپنے روم تک آگئی وہ ابھی روم میں ہی جانے لگی تھی کہ مرتضیٰ نے پیچھے سے اسے آواز لگایا۔

"عمامہ سنو۔" اس کے بے قراری سے پکارنے پر وہ فوراً مڑی تھی تبھی وہ اس کے قریب آیا اور اس کے چہرے پر ہلدی لگاتے ہوئے بولا۔

"میں نے سوچا سب نے تمہیں ہلدی لگایا تو میں بھی تمہیں ہلدی لگاؤ۔" اس کی مدہم سرگوشی نے عمامہ کی کان کی لہوں تک کو سرخ کر گئی تھی وہ شرماتے ہوئے اپنے روم میں آگئی اور روم کا دروازہ اندر سے بند کر دیا تاکہ مرتضیٰ آنے والے وہ مرتضیٰ کے احساس میں اتنی گم تھی کہ

اسے خبر نہیں ہوئی کہ کوئی اسکے روم میں موجود ہے اور اسے گھور رہا ہے اس نے اپنا دوپٹہ صوفہ پر رکھا اور خود آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی اور اپنے چہرے پر مرتضیٰ کی تازہ تازہ لگائی گئی ہلدی کو دیکھ کر مسکرانے لگی مگر تبھی شیشے میں سے اس کی نظر بیڈ پر لیٹے ہوئے وجود پر پڑی تو وہ مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو گئی ارشمیل بڑے شان سے اس کے بیڈ پر براجمان تھا اسے اس وقت اپنے روم میں دیکھ کر وہ حیران ہو گئی تھی وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ چلا گیا ہے مگر نہیں وہ کیسے جاسکتا تھا وہ اسے زنج کیسے بنا اسے رلائے بنا جا ہی نہیں سکتا تھا وہ بنا دوپٹے کے ہی غصے سے اس کے پاس آئی اور نفرت سے بولی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے تم یہاں کیا کر رہ ہو کس نے اجازت دیا ہے تمہیں میرے روم میں آنے کی۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا وہ چپ چاپ بیڈ پر سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کے گرد اپنا آہنی حصارہ باندھتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"مبارک بیوی آج ہماری ہلدی کا فنکشن بھی ہو گیا۔" وہ سب اتنا غیر متوقع ہوا تھا کہ وہ اس سے اپنا آپ چھڑا بھی ناسکی تھی مگر تبھی اس نے خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"کیوں کر رہے ہو تم یہ سب کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم کہ میں۔۔۔" وہ ابھی آگے بھی کچھ بولنا چاہ

رہی تھی کے تبھی ارشمیل نے اس کی بولتی ہوئی زبان پر اپنا ہاتھ رکھا اور خود بولا۔

"شش۔۔۔۔ ایک لفظ نہیں میں آج کے دن میں کسی طرح کا جھگڑا نہیں کرنا چاہتا ہو کیونکہ

آج میری دلہن کی ہلدی تھی۔" اتنا کہے کر وہ اس کے چہرے پر جھک گیا اور اس کے گال پر

جو تازہ تاز ہلدی لگی ہوئی تھی وہ اپنے گال پر لگانے لگا یہ سب عمامہ کے لیے بہت عجیب تھا وہ اس

کی قربت سے گھبرا گئی تھی تبھی اسے دھکا دے کر پیچھے کیا اور نفرت سے بولی۔

"کیوں آتے ہو تم میرے قریب کیوں بار بار مجھے احساس دلاتے ہو کہ تم نے مجھ سے ایک

زبردستی کا رشتہ باندھا ہوا ہے کیوں میرا جینا حرام کر رہے ہو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی

ہو میری زندگی سے چلے جاؤ مجھے جینے دو۔" اس کی اتنی لمبی چوڑی تقریر کا ارشمیل پر کوئی اثر

مرتب نہیں ہوا تھا وہ دوبارہ سے اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ اپنے فولادی ہاتھ میں لے کر سختی

سے اسے دباتے ہوئے بولا۔

"کیوں تمہیں میرے قریب آنے سے وحشت ہوتی ہے میں تمہارے اس لیے قریب

آتا ہو کیونکہ میں نے زبردستی ہی صحیح تم سے اپنا جائز رشتہ اسطور کیا ہے تم پر اپنا حق رکھتا ہو

شرعی بھی اور قانونی بھی تمہیں میرا قریب آنا جائز نہیں لگتا ہے مگر تم کسی غیر مرد سے عشق

فرماؤ کسی انجانے شخص کا ہاتھ پکڑو تو وہ سب جائز ہے میں نے اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ تم کسی بھی غیر شخص کے ساتھ نظر نہیں آو گی مگر تم نہیں مانی تھی تم نے مجھے اپنے ساتھ غلط کرنے پر خود مجبور کیا ہے اب تم دیکھو گی کے میں تمہارے ساتھ کیا کیا کرتا ہو صرف تین دن صرف تین دن رہ گئے ہے تمہارے سکھ کے اس کے بعد تم ایک بہت بڑے عذاب میں پھنسنے والی ہو۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا تو عمامہ روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی اسے نہیں پتا تھا وہ اس سے کونسے جہنم کا بدلہ لے رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا وہ بہت روئے مگر تبھی اس کے دروازے پر دست دے کر عدینہ اس کے روم میں آگئی تھی کیونکہ اس کی شادی تک عدینہ اور اسے ایک ہی روم میں رہنا تھا وہ عدینہ کو دیکھ کر جلدی سے آنسو پوچھتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

☆☆☆

آج اس کی مہندی تھی اس نے خدا سے گڑ گڑاتے ہوئے دعا مانگی تھی کہ ارشمیل اس تقریب میں شامل نا ہو اللہ نے شاید اس کی دعا قبول کر دیا تھا وہ اس تقریب میں آخری تک اسے نظر نہیں آیا تھا اس کے ہاتھوں میں مرتضیٰ کے نام کی مہندی لگ چکی تھی اس کے آس پاس موجود سبھی لڑکیاں اسے مرتضیٰ کے نام سے چھیڑ رہی تھی اور اسکا مارے شرم کے برا حال ہو رہا تھا مہندی کا فلشن ختم ہونے کے بعد وہ بنا ارشمیل کے خوف سے اپنے روم میں آرہی تھی کے تبھی

مر تفضی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے روم میں لے آیا مر تفضی کو اپنا ہاتھ پکڑے دیکھ کر اسے ار شتمیل کی کل والی بات یاد آئی تو وہ اپنی جگہ خوف زدہ ہو کر رہ گئی تبھی اس کی نظر مر تفضی پر پڑی تھی مر تفضی نے ایک بہت قیمتی خوبصورت سائیٹ اس کے سامنے لہرایا تو وہ دیکھ کر وہ چونکے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

"مر تفضی یہ سیٹ تو بہت قیمتی ہے تم نے کیسے خرید لیا۔" اس کی بات سن کر مر تفضی نے مسکراتے ہوئے اس سیٹ کو ڈبے سے باہر نکالا اور اسے پہناتے ہوئے بولا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے میری جان تمہارے لیے تو میں اس سے بھی زیادہ قیمتی شے لاسکتا ہوں۔" مر تفضی کی گول گھومی پھری ہوئی باتیں کبھی کبھی اس کے سمجھ سے پرے تھی اس لیے وہ زیادہ کھوج بین کیے آئینے کے سامنے آئی اور اپنے گلے میں پڑے خوبصورت سے نازک سے نیپکس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"مر تفضی یہ بہت اچھا ہے مگر تم اسے کل مجھے دینا ابھی تم اسے اپنے پاس ہی رکھو۔" "نہیں عمامہ تم اسے اپنے پاس ہی رکھو یہ تمہاری امانت ہے اسے تمہارے پاس ہی ہونا چاہئے۔" مر تفضی کی بات سن کر اس نے وہ نیپکس اپنے پاس رکھ لیا اب وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے نکل گئی تھی اس نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب پیش قدمی کی تھی مگر عین

اسی موقع پر کسی نے اسے کلائی پکڑ کر کھنچا تھا وہ سب اس کے لیے اتنا اچانک تھا کہ وہ حیران رہ گئی تھی تو زن بگڑنے کی وجہ سے وہ لڑکھرائی تھی مگر کھینچنے والے نے اس کے گرد اپنا آہنی حصارہ باندھ دیا تھا اب وہ پوری طرح سے اپنے رقیب کے رحم و کرم پر تھی ار شمیل نے اسے سنبھلنے کا موقع دیا اور پھر اس کی صراحتی دور گردن کے طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ کس نے دیا ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ بڑے ہی دھٹائی سے بولی تھی۔

"مر تضحیٰ نے دیا ہے۔" یہ سننے کی دیر تھی کہ ار شمیل نے اس ہی نیکس کو اس کے گلے کا پھندا بنا دیا تھا اس نے اتنی سختی سے عمامہ کا گلہ دبایا تھا کہ وہ اپنی جگہ ہانپتے رہ گئی تھی اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھی مگر اسے رتی برابر بھی پرواہ نہیں تھی عمامہ نے پورا زور لگاتے ہوئے خود کو ار شمیل سے دور کیا اب وہ بری طرح کھانس رہی تھی تبھی ار شمیل اس کے پاس آیا اور بولا۔

"بس ایک رات بچی ہے اس ایک رات میں تم مجھے روک سکتی ہو تو روک لو کل کا سورج جب نکلے

گانا تو میں دنیا والوں کی نظروں میں ہیرو بن جاؤ گا اور تمہارا وہ سو کالڈ منگتر وہ سب کی نظروں میں ولن بن جائے گا اس آخری بار اپنے منگیتر کو جی بھر کے دیکھ لو شاید اس کے بعد یہ ملن نہیں

ہو گا۔" اس کی بات سن کر عمامہ بری طرح ڈر گئی تھی اسے پتا تھا ار شمیل جیسا باندہ اپنا بدلہ پورا کرنے کے لیے کسی کی جان بھی لے سکتا ہے وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اس کے پاس آئی اور گھبرا

کر بولی۔

"کیا۔۔ کیا کرنے والے ہو تم مرتضیٰ کے ساتھ"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل اپنی جگہ خوب ہنستے چلا گیا تھا۔

"بس کل کی صبح ہونے کا انتظار کرو"۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا اور عمامہ اپنی جگہ پر سن سی کھڑی رہ گئی۔

وہ رات بھر روتی رہی ہے اللہ سے دعا کرتی رہی کہ ارشمیل اس کی وجہ سے مرتضیٰ کے ساتھ کچھ غلط نہ کرے وہ سب برداشت کر سکتی تھی مگر کسی کو اپنی وجہ سے دکھ میں نہیں دیکھ سکتی تھی اس نے ارشمیل یزدانی کے علاوہ کسی اور کو اپنی ذات سے دکھ نہیں پہنچایا تھا کسی کے بارے میں کبھی برا نہیں چاہا تھا اور خاص کر کے مرتضیٰ اور عدینہ کے بارے میں تو بالکل بھی نہیں صرف وہ دونوں ہی تو اس کی زندگی کا ایک بہت اہم حصہ تھے اسے رہ رہ کر اپنا ماضی یاد آ رہا تھا کہ کیوں اس نے ارشمیل جیسے انسان سے ٹکرا لیا تھا کیا ثابت کرنا چاہ رہی تھی وہ وہ شاید وقت ہی ایسا تھا وہ وقت اس کے ساتھ تھا اور یہ وقت ارشمیل کے ساتھ اسے آج شدت سے اپنے ڈیڈ یاد آ رہے تھے وہ اگر ساتھ ہوتے تو وہ اتنی بڑی مصیبت سے بھی بہت آسانی سے نکل جاتی تھی کیونکہ ان

کے پاس ہر مسئلے کا حل ہوتا تھا وہ رات اس نے دعا مانگتے ہوئے اور مرتضیٰ کے روم کے چکر کاٹتے ہوئے گزاری تھی صبح نکلتے ہی وہ مرتضیٰ کے روم میں آئی تھی مرتضیٰ پتا نہیں کس چیز کی تیاری کر رہا تھا وہ اسے اتنی صبح سویرے اپنے روم میں دیکھ کر ہڑبڑا گیا تھا تبھی تو وہ جلدی سے عمامہ کے پاس آیا اور بولا۔

کیا ہوا میری جان تم اتنے صبح میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو۔"

بس کچھ نہیں میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں تمہیں دیکھوں۔" اس کی بات سن کر مرتضیٰ نے اپنا چہرہ پھیر لیا تھا اور اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں میں جو آنسو آئے تھے ان آنسوؤں کو پوچھتے ہوئے مڑا اور بولا۔

کیا ہوا ہے مجھے میں تو بالکل ٹھیک ہوں تم بھی ناہر وقت سب کی فکر میں مبتلا رہتی ہو چلوں تم اپنے روم میں جاؤ اگر کسی نے دیکھ لیا تو کہیں گے کہ دو لہاد لہن کو کچھ گھنٹوں کا بھی صبر نہیں ہے اور ویسے بھی سیانے کہتے ہیں دو لہاد لہن کو نکاح سے پہلے ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ یہ برا شگن ہوتا ہے۔" اسے دادی اماں کی طرح لیکچر دیتا دیکھ کر عمامہ کی ہنسی نکل گئی تھی اس لیے وہ ہنسے بنا نہیں رہ سکی تھی اسے ہنسا دیکھ کر مرتضیٰ بھی ہنسنے لگا تھا پھر وہ اس کے روم سے جانے لگی تھی کہ مرتضیٰ نے اسے آواز دے کر روک لیا اور بولا۔

سنو۔" اس کی بات سن کر وہ مڑی تھی اور اسے دیکھنے لگی تھی۔"

مجھ سے اگر کوئی غلطی ہو گئی تو مجھے معاف کر دینا میں کبھی بھی تمہیں دکھ نہیں دینا چاہتا۔" اس

طرف دیکھا اور کہا۔ کی بات تو فی الحال عمامہ کے سمجھ سے پرے تھی اس نے مرتضیٰ کے

تم کوئی غلطی کر ہی نہیں سکتے ہو۔" اس کا خود پر اتنا اعتماد دیکھ کر مرتضیٰ چونکے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

اس بار بھی اس نے عمامہ سے نظریں ملانے سے پرہیز کیا تھا اسے خود سے نظریں چراتا دیکھ کر

اس سے عمامہ ٹھٹھک گئی تھی وہ ابھی اس سے پوچھنے ہی والی تھی کہ وہ آج ایسی باتیں کیوں

نظریں کیوں چراتا رہا ہے مگر تبھی دستک دے کر عدینہ اندر آ گئی اور انھیں دیکھ کر شرارت سے

بولی۔

آپی اور مرتضیٰ بھائی آپ دونوں سے چند گھنٹے بھی صبر نہیں ہو رہا ہے تو میں ابھی قاضی صاحب

کو بلا لیتی ہو۔" اس کی بات سن کر مرتضیٰ زبردستی اپنے چہرے پر مسکان سجاتے ہوئے بولا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ تو ہمیں ایک دوسرے سے بہت ضروری بات کرنی تھی جو ہم نے

کر لی اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ نکاح سے پہلے ہمارا بات کرنا غلط ہے تو تمہیں صحیح ہی لگ رہا ہو گا

۔" اس کی گھومی پھری ہوئی باتیں سن کر عدینہ مسکرائے بنانا رہ سکی تھی پھر اس نے عمامہ کو اپنے

ساتھ کھینچے ہوئے واپس لے کر چلی گئی عمامہ جو مرتضیٰ سے بات کرنے والی تھی وہ ادھوری رہ گئی

- مرتضیٰ خود سے دور ہوتی عمامہ کو بس جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا تھا

☆☆☆

بیوٹیشن کے ماہر ہاتھوں نے اس کے چہرے کے خوبصورت خدوخال کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنادیا تھا سرخ لہنگے میں وہ قہر ڈھارہی تھی جو بھی اسے دیکھ رہا تھا اس کے منہ سے عمامہ کی خوبصورتی کے لیے تعریفی کلمات ہی آداہورہے تھے اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کے وجود پر نظر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا کیونکہ اس کا دل بری طرح تیزی سے دھڑک رہا تھا اسے احساس ہو رہا تھا کہ بہت کچھ غلط ہونے جا رہا ہے اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ ارشمیل یزدانی اتنے چپ چاپ اپنی ملکیت کسی اور کے حوالے نہیں کرے گا اوپر سے صبح مرتضیٰ کی عجیب عجیب باتوں نے بھی تو اسے پریشان کر دیا تھا اس نے دیوار گیر گھڑی میں وقت دیکھا گھڑی کی سوئیاں رات کے نو بج رہی تھیں وقت دیکھ وہ حیران ہو گئی کیونکہ اس کا نکاح تو آٹھ بجے تھا پھر ایک گھنٹہ لیٹ کیسے ابھی تک کوئی اسے نکاح کے لیے بلانے بھی تو نہیں آیا تھا جو چہل پہل کچھ دیر پہلے تھی وہ اب اچانک سے معدوم کیوں پڑھ چکی تھی وہ سوچنے لگی تھی کہ وجود ہی اس دنیا سے مٹا دیا ہے کیا ارشمیل نے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کر لیا ہے کیا اس نے مرتضیٰ کا وہ اپنے گھبراتے ہوئے دل کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کی چیز سے اٹھی اور اپنے روم سے نکلنے ہی لگی

تھی کے اسے عدینہ نظر آئی عدینہ کا چہرہ آنسوؤں میں بھیگا ہوا تھا جس سے وہ سمجھ گئی کہ ارشمیل یزدانی نے اپنا کہا پورا کر دیکھا یا ہے اس نے مرتضیٰ کو مار دیا ہے مگر جب اسے عدینہ کے منہ سے حقیقت پتا چلی تو وہ بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی۔

آپنی مرتضیٰ بھائی نکاح چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں یہ دیکھتے انھوں نے آپ کے لیے یہ خط لکھا ہے۔" اس میں انھوں نے آپ کو رسوا کرنے کی وجوہات لکھی ہیں۔" عدینہ نے مرتضیٰ کا لکھا ہوا خط نہیں پڑھا تھا اس نے وہ خط عمامہ کے طرف بڑھا دیا عمامہ نے اپنے چکر اتے ہوئے سر کے ساتھ عدینہ کے ہاتھ سے وہ خط لے لیا اور پڑھنے لگی۔

عمامہ حیدر میں مرتضیٰ خان تمہاری معافی کا حق دار بالکل بھی نہیں ہو کیونکہ میں نے ایک ایسی لڑکی کا دل دکھایا ہے جو بہت پر خلوص اور سچی محبت کرنے والی ہے جو ہر رشتے کا مان رکھنا جانتی تھی جو صرف دوسروں کی خوشیوں کے لیے اپنا آپ قربان کرنے کا جذبہ رکھتی ہے مگر عمامہ میں ایک ایسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا جو پہلے سے ہی کسی اور کے نکاح میں ہے تم مجھے غلط مت سمجھنا کہ میں نے تم سے سچائی جاننے کی کوشش کیوں نہیں کی کیونکہ مجھے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تمہارے شوہر ارشمیل یزدانی نے مجھے تم دونوں کا نکاح نامہ دیکھا دیا تھا وہ دیکھ کر اور سچائی جاننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مجھے یہ بات کل رات سے ہی پتا چل چکی تھی

مجھے اس بات کا بھی علم تھا کہ تم رات بھر میرے روم کے باہر پہرہ دیتی رہی ہو مجھے یہ بھی پتا ہے کہ تم نے محبت صرف مجھ سے کیا ہے مگر یہ بات میرے سمجھ سے پرے ہے کہ تم نے کس مجبوری کے تحت ارشمیل یزدانی سے نکاح کیا تھا خیر جو کچھ بھی ہے یا جو کچھ بھی ہوا ہے تم اس میں مجھے قصور وار مت سمجھنا کیونکہ تم اچھی طرح سے جانتی ہو کہ اصل قصور وار کون ہے اور تم ارشمیل یزدانی کو غلط مت سمجھنا وہ بہت اچھا انسان ہے اس نے میرا ڈوبا ہوا کرایہ سنوارنے میں بہت مدد کی ہے تم پلیز بنا کسی شور شرابے کے اپنے اصلی ٹھکانے پر چلی جانا اور ہو سکے تو مجھے میرے اس اقدام پر معاف کر دینا میں تمہیں بتائے بغیر ہی ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ رہا ہوں۔

اس کا خط پڑھ کر عمامہ اپنی جگہ بیٹھتے چلی گئی تھی اسے ارشمیل یزدانی سے یہی امید تھی مگر مرتضیٰ سے یہ امید نہیں تھی مرتضیٰ تو اس سے محبت کے بڑے بڑے دعوے کرتا تھا مگر اس مرد کی طرح عام سوچ رکھنے والا شخص تھا کہ سارے دعوے جھوٹے نکلے تھے وہ بھی ایک عام جو اپنی آنکھوں سے دیکھا اسے سچ جان لیا اور اپنا فیصلہ سنا کر چلا گیا بغیر یہ جانے کے اس سارے قصے میں اس کی کیا غلطی تھی اس کا کیا قصور تھا وہ اپنی جگہ پر بیٹھی بے تہاشہ آنسو بہا رہی تھی کہ تبھی عدینہ اس کے پاس زمین پر بیٹھ گئی اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

آپنی میں نے سچ کہا تھا نام مرتضیٰ بھائی یہ شادی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں؟۔"

ہاں عدی وہ مجھے رسوا کر کے چلا گیا وہ مجھے بیچ راہ میں چھوڑ کر چلا گیا اس نے حقیقت جاننے کی۔
کوشش ہی نہیں کیا وہ شاید مجھ پر بھروسہ نہیں کرتا تھا اس لیے تو بس اپنا فیصلہ سن کر چلا گیا۔
آپی آپ خود کو سنبھالے دیکھے گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ عدینہ کی بات سن کر۔
من ہی من میں سوچنے لگی کہ اب تو سب کچھ برباد ہو چکا ہے اب کیسے کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے اب
تو اس کی اصل سزا کی شروعات ہوئی ہے اب تو اس کے زندگی میں قیامت آنے والی ہے پھر اب
کچھ کیسے ٹھیک ہو سکتا تھا عدینہ سے اس کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا اس کے بھی آنسوؤں
آنکھوں سے گرنے کے لیے بے تاب ہو رہے تھے مگر اس نے اپنی بہن کے لیے اپنے آپ کو
سنبھال لیا تھا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر بیٹھا یا تھا اور خود شہلا بیگم کے آواز دینے پر باہر چلی آئی کچھ
دیر بعد عدینہ پھر سے واپس آئی اور اس کا حلیہ درست کرتے ہوئے اس سے بولی۔
آپی آپ کا نکاح ہے ارشمیل بھائی کے ساتھ کچھ دیر بعد آپ تیار رہیے گا۔" عدینہ اسے اپنا حکم
سن کر جاری ہی تھی کہ وہ زور سے چلاتے ہوئے بولی۔
میں تمہارے ارشمیل بھائی سے کبھی نکاح نہیں کروں گی یہ جا کر انھیں اور سب کو بتادو۔" اس کی
بات سن کر جاتی ہوئی عدینہ واپس مڑ گئی اور اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔
آپی پلیز مان جائیے آپ ارشمیل بھائی کو جتنا برا سمجھتی ہے وہ اتنے برے نہیں ہے اور آپ خود۔"

بھی جانتی ہے کہ اس وقت آپ کا نکاح نہیں ہوا تو سب لوگوں کے سامنے ہماری اور ہمارے ڈیڈ کی کتنی بے عزتی ہو گی سب آپ کو ہی قصور وار مانیں گے سب آپ ہی کے کردار پر انگلیاں اٹھائیں گے۔" اس کے اتنا سمجھانے کا بھی عمامہ پر کوئی خاک اثر نہیں ہوا تھا وہ اپنے پتھر اے ہوئے لہجے میں بولی۔

عدینہ میں نے جب انکار کر دیا تو تم کیوں مجھ پر دباؤ ڈال رہی ہو۔" اس کا لہجہ بہت سخت ہو چکا تھا۔ یہ دیکھ کر عدینہ نے اسے سمجھانے کا اردہ ترک کر دیا اور روم سے واپس چلی گئی عمامہ کا دل چاہ تھا خاموشی میں اور کسی کو بھنک بھی رہا تھا وہ ارشمیل یزدانی کا قتل کر دے اس نے کتنا بڑا گیم کھیلا پڑھنے نہیں دیا تھا آج عمامہ مان گئی تھی کہ وہ سب سے بڑا شطرنج کا کھلاڑی ہے چالیں چلنے میں بہت ماہر ہے کھیل بھی کھیلتا ہے تو ایسے کے دشمن کو خبر بھی ناہو اور دشمن نست و نابود بھی ہو ہو جائے ارشمیل کی اسے ہرانے کی لگن اور جتن نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا اس کا سب کچھ ایک جھٹکے میں برباد کر دیا تھا وہ ارشمیل کے ساتھ آگے کی زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی اس لیے اس نے سوچ لیا تھا کچھ بھی ہو جائے وہ ارشمیل یزدانی کے ساتھ رخصت ہو کر اس کے گھر نہیں جائے گی مگر وہ جو کچھ بھی چاہتی تھی وہ کر نہیں پاتی تھی وہ تو وہی کرتی تھی جو ارشمیل یزدانی چاہتا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی کہ تبھی وہ دھاڑتے ہوئے اس کے روم میں آیا اور اسے

دھکا دیا جس سے وہ بیڈ پر گر گئی پھر وہ اس پر جھک گیا اور اس کا ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھ میں دبوچتے ہوئے بولا۔

شادی سے کیوں انکار کیا تم نے؟" اسے اپنے سامنے دیکھ کر اس کا غصہ عروج پر آ گیا تھا جو آگ کی چنگاری انداز ہی انداز اسے دھیرے دھیرے جلارہی تھی وہ اب اسے اپنے سامنے دیکھ کر بھڑک گئی تھی اس نے زور لگا کر ارشمیل کو خود سے دور کیا اور بولی۔

کیوں کروں میں یہ شادی کیوں اپنی زندگی عذاب میں ڈالوں کیوں تمہیں جیتنے دوں مرتضیٰ کو؟ پیسے کی لالچ دے کر بھاگا کر تمہیں سکون نہیں ملا ہے جواب تم اور میرا سکون برباد کرنے آگئے دنیا میں بہت سے کمینے انسان ہو گئے مگر تمہارے جیسا کوئی کمینہ و ذلیل انسان نہیں ہے اس بار تم نے زبردستی مجھ سے کچھ بھی منوانے کی کوشش کیا تو میں سچ کہہ رہی ہو میں خود کو ہی ختم کر دو گی پھر تم لیتے رہنا بدلہ میری لاش سے؟" اس کی بات سن کر ہمیشہ کی طرح وہ مسکراتے ہوئے پر سکون لہجے میں بولا۔

سوچو میں ابھی باہر جا کر سب کو ہمارا نکاح نامہ بتا دو تو کیا ہو گا کیا عزت رہ جائے گی تمہاری کیا کہے؟ گے دنیا والے کہ یہ لڑکی نکاح پر نکاح کرنے جارہی تھی دنیا والوں کی چھوڑو تم اپنی چھوٹی بہن کے بارے میں سوچو وہ کیا کہے گی کیا سوچے گی اپنی بہن کے بارے میں اس کا تو تم پر سے

بھروسہ ہی اٹھ جائے گا۔" اس نے اسے نکاح نامہ دیکھا کر ڈرانے کی کوشش کیا مگر وہ نہیں ڈری تھی وہ آج اپنے مقابل کو بری طرح زچ کرنے کا موڈ بنا چکی تھی اس لیے ہاتھ باندھتے ہوئے وہ بڑے ہی اطمینان سے بولی تھی۔

ٹھیک ہے جاؤ بتا دو سب کو۔"

دیکھ لو پھر مت کہنا کہ میں تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔" اب کے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تصویریں ہوا میں لہراتے ہوئے اسے بتایا وہ اس کے پاس کی تصویریں دیکھ کر حیران ہو گئی تھی وہ تصویریں ان دونوں کی قربت کی کہانی بیان کر رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی وہ تصویریں کب کی تھی کہاں کی تھی ان تصویروں کو ایڈیٹ کیا گیا تھا اور اس میں ان دونوں کو بہت ہی بولڈ انداز میں دیکھا یا گیا تھا یہ دیکھ کر وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی اسے نہیں پتا تھا وہ اس حد تک بھی گر سکتا ہے اس کی آنکھیں خون جھلکا رہی تھی وہ نفرت سے ارشمیل کے طرف بڑی اور اس کے کالر پکڑتے ہوئے بولی۔

یہ تم ہی کر سکتے ہو تم سے مجھے آج تک کسی اچھی چیز کی امید نہیں رہی ہے میری بات کان کھول۔" کرسن لو میں تمہارے ساتھ رخصت ہو کر تمہارے گھر ضرور آؤں گی مگر صرف تمہارے گھر کو اور تمہاری زندگی کو جہنم بنانے کے لیے آؤں گی آج سے کیا ابھی سے تم اپنے گنتی کے دن گننا

[HTTPS://EZREADERSCHOICE.BLOGSPOT.COM/](https://ezreaderschoice.blogspot.com/)

شروع کر دو اور شمیم یزدانی کیونکہ اب تمہاری بربادی تمہارے دروازے پر دستک دے رہی ہے

تمہیں اتنا ہی شوق ہے نا مجھ سے نکاح کرنے چلوں

کا تو چلوں میں خود تمہارے ساتھ چلتی ہو۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جا رہی تھی اور شمیم بھی دنگ رہ

گیا تھا کہ اس میں اتنی ہمت کیسے آگئی وہ اس کے ساتھ کھینچتا چلا جا رہا تھا مگر تبھی اسے ہوش آیا اس

نے عمامہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے چھڑایا اور بولا۔

ایسے نہیں گھونگٹ ڈال کر۔" پھر اور شمیم اس کے قریب آیا اور اس کے چہرے پر گھونگٹ ڈالتے۔

ہوئے آہستگی سے بولا۔

اگر اتنے ہی جلدی مان جانا تھا تو اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ڈیر مسز۔" وہ اس وقت کچھ بھی

نہیں بولی تھی وہ دونوں جس وقت روم سے ہاتھ پکڑ کر نکلے تھے تب ہر کوئی انہیں ہی دیکھ رہا تھا

ارشمیل نے کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر قاضی صاحب سے نکاح شروع پڑھانے کا کہا تھا عمامہ کی نکاح

نامے پر سائن کرنے کی باری آئی تو کچھ پل کے لیے اس کے ہاتھ رکھ گئے تھے اس نے دل میں خود

سے کہا تھا۔

میں عزم کرتی ہوں ارشمیل یزدانی کے میں تمہیں برباد کر کے چھوڑ دوں گی۔" اور ادھر ارشمیل یزدانی

نے بھی نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے خود سے وعدہ کیا تھا۔

میں خود سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ہر وقت عذاب میں مبتلہ رکھوں گا۔" دونوں کے بھی عزائم

اب یہ دیکھنا ضروری تھا کہ بہت ہی پختہ تھے دونوں بھی کبھی پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھے

ان دونوں کی نفرت انہیں کس مقام پر لے جاتی ہے جب بار بار ایک ہی جذبہ آپ کو ایک دوسرے

کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے تو سمجھ جائیے کہ یہ جذبہ شدید نفرت سے لے کر شدید عشق تک کا جذبہ

ہے نکاح کے بعد جو بھی مہمان بچے تھے وہ سب بغیر کھانا کھائے ہی چلے گئے تھے کیونکہ جتنا ڈرامہ

نکاح میں ہوا تھا وہ سب کے لیے کافی تھا نکاح کے بعد شہلا بیگم اور وقار صاحب نے بھی زیادہ دیر

تھے وہ تک رکن مناسب نہیں سمجھا تھا اس لیے تو انھوں نے فوراً اسے گھر لے جانے کی کوشش کی

عدینہ کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی تبھی اسے پیچھے سے واجد صاحب کی روتی ہوئی آواز اس کی

سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

میری بیٹی کیا اپنے انکل سے نہیں ملو گی۔" ان کی بات سن کر وہ جھٹ سے پلٹی تھی اس نے ایک "

شکواہ بھری نظر واجد صاحب پر ڈالا اور ان کے گلے لگ گئی پہلے تو اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ان سے ان

کے بیٹے کے دھوکے کے بارے میں پوچھے انھیں اور ان کے بیٹھے کو برا بھلا کہے مگر اس سارے

واقعہ میں واجد صاحب کا کیا قصور تھا وہ تو اپنے بیٹے کے یوں اچانک چلے جانے سے خود بھی بہت

پریشان تھے بہت شرمندہ تھے مرتضیٰ نے ان کے لیے بھی تو سراٹھا کر جینے کا راستہ نہیں چھوڑا

تھا انھیں بھی تو مرتضیٰ نے اپنے پلان سے بے خبر رکھا گیا تھا۔

بیٹا مجھے معاف کر دینا میں تمہارا گناہگار ہوں۔" ان کی بات سن کر وہ ان کے آنسوؤں صاف

کرتے ہوئے بولی۔

نہیں انکل آپ معافی مت مانگیں آپ تو مجھے اپنے ڈیڈ کی طرح ہی عزیز ہے معافی تو اب وہ لوگ

مانگے گے جو اصل ذمہ دار ہے۔" اس کا اشارہ ارشمیل اور مرتضیٰ کے طرف تھا کیونکہ وہ دونوں

ہی اس کی زندگی برباد کرنے کے ذمہ دار تھے پھر واجد صاحب نے اسے ایک باپ کی طرح قرآن

کے سائے میں رخصت کیا تھا انھیں اپنے بیٹے کے اس اقدام پر بہت افسوس ہوا تھا کہ اس نے

اپنے ہاتھوں سے ہیرے جیسی لڑکی کو گنوا دیا تھا وہ رخصت ہو کر اس ہی گھر میں آئی جہاں اس نے

دوبارہ کبھی قدم رکھنے کا سوچا نہیں تھا جن حالات میں دونوں کا دوبارہ نکاح ہوا تھا وہ حالات کافی

گھمبیر تھے اور ابھی حالات کچھ ٹھیک نہیں تھے اس لیے گھر کی بڑی بہو کا استقبال دھوم دھام

سے نہیں کیا گیا تھا شہلا بیگم نے ان دونوں کے گھر آتے ہی دونوں کی نظر اتاری تھی وہ جو کب سے

ارشمیل کی شادی کے خواب دیکھتے آرہے تھے وہ آج پورے ہو چکے تھے چاہے وہ جس بھی حالات

میں ہوئے تھے انھوں جی بھر کے ایک نظر اپنے خوبصورت وجہیہ چہرے والے بیٹے پر ڈالا جو نکاح

کے بعد اور بھی زیادہ خوبصورت دیکھ رہا تھا بلیک شروانی میں اس کی گوری رنگت اور بھوری آنکھیں

بہت چمک رہی تھی چہرے پر ایک فاتح مسکراہٹ تھی ایسا لگ رہا تھا مانو جیسے اس نے آج دنیا کی ایک

بہت بڑی جنگ جیت لیا ہو یہ تو سچ تھا کہ آج اس نے بہت بڑی فتح حاصل کیا تھا اس کے خواب توڑ

کر شہلا بیگم نے اپنے بیٹے کے چہرے پر سے نظر ہٹا کر عمامہ کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ابھی

بھی گھونگٹ تھا اور وہ اپنا چہرہ جھکائے رونے میں مصروف تھی اسے روتا دیکھ کر شہلا بیگم نے

اسے خود سے لگایا اور بولی۔

نکاح جن بھی حالات میں ہوا ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے فرق اس سے پڑھتا ہے کے تم اب"

اس گھر کی بڑی بہو ہوں اور ارشمیل کی بیوی ہو اسکی بیوی ہونے کے ناطے تمہیں اس کا اور اس

گھر کا بہت خیال رکھنا ہو گا اسکی زندگی کو اور اس کے گھر کو جنت بنا کر رکھنا ہو گا۔" ان کی باتیں سن

کر اس نے گھونگٹ میں سے جھانک کر ایک نفرت بھری نظر ارشمیل سے طرف

دیکھا اور اپنا سر ہلا دیا کچھ دیر بعد عدینہ اسے ارشمیل کی خواب گاہ میں لے آئی تھی

اور اسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی

آپنی مجھے پتا ہے آپ نے اس نکاح کو دل سے قبول نہیں کیا ہے مگر پھر بھی اس نکاح کو کامیاب"

بنانے کے لیے ایک اپنی سی کوشش کرنا۔" عدینہ اسے بڑی بہن کی طرح سمجھاتے ہوئے چلی گئی

تھی اب اس کے روم میں عمامہ اکیلی تھی وہ بیڈ کے کنارے پر ٹکی ہوئی تھی اور اس کی زندگی

عذاب بنانے کی ترکیب بنانے لگی تھی عمامہ کا دل چاہ رہا تھا وہ بالکنی سے چھلانگ لگا دے مگر اس

نے خود کو سنبھالا اور وہی بیٹھی رہی تبھی ارشمیل اپنے روم میں آیا تھا عمامہ نے ایک نظر اس پر ڈالی

اور اپنی نظریں پھیر لیں ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے بولا۔

اتناسب کچھ ہو جانے کے باوجود میری بیوی مشرقی لڑکیوں کی طرح میرا انتظار کرتے بیٹھی تھی یہ۔

تو بہت اچھی بات ہے۔" عمامہ نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور وہاں سے اٹھ کر جانے لگی

تھی کے ارشمیل نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے سامنے کیا اور اس کے گرد اپنے آہنی بازوؤں کا حصارہ

قائم کرتے ہوئے بولا۔

کہاں جا رہی تھی ڈیر بیوی میں نے تو تمہیں جانے کا نہیں کہا تھا نا۔" اس کی بات سن کر عمامہ کی

آنکھوں میں سے غصے کی چنگاریاں پھوٹنے لگی تھی اس نے نفرت سے ارشمیل کو پیچھے ڈھکیلنے کی

کوشش کیا تھا مگر اس کا حصارہ اتنا مضبوط تھا کہ اس کا احتجاج کام نہیں آیا تھا۔

بے کار کی کوشش کرنا بند کرو اور میرے ساتھ آؤ میں تمہیں تمہاری رات گزارنے کا اصل ٹھکانا

بتاتا ہوں۔" اتنا کہے کر ارشمیل نے اسے بالکنی میں دھکا دے دیا تھا اور خود بالکنی کے سلائیڈ سے

جھانکتے ہوئے بولا۔

یہ ہے تمہارا اصل ٹھکانہ اب ہر رات تم یہی پر گزارا کرو گی۔" اتنا کہے کر ارشمیل نے اسے بالکنی

میں قید کر دیا اور خود اپنے بڑے سے روم میں آرام فرمانے لگا وہ بری طرح اپنی جگہ پر کانپ رہی

تھی کیونکہ بارش کی موٹی موٹی بوندیں اس کے وجود کو جو بھیگا رہی تھی۔

ارشمیل نے اسے اس کی اوقات دکھانے کے لیے بالکنی میں چھوڑ دیا تھا تاکہ اسے بھی تو پتا چلے
ارشمیل یزدانی کیا ہے چیز ہے جب وہ انتقام لینے پر آتا ہے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت اسے نہیں
روک سکتی ہے وہ بیڈ پر لیٹے لیٹے انتقامی منصوبے بنا رہا تھا سوچ رہا تھا کہ اب آگے ایسا کیا کرے
جس سے وہ بے انتہا ہرٹ جس سے اسے شدید تکلیف ہو اس کے بارے میں سوچتے سوچتے اس
نے ایک نظر شیشے کے اس پار کھڑی عمامہ حیدر پر ڈالا وہ بارش میں پوری طرح بھیگ چکی تھی
اس کے پورے وجود میں کپکپی طاری ہو چکی تھی اسے ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی اس کے جسم کو
گرماہٹ میسر نہیں ہوئی تو وہ مر جائے گی اسکی نفرت ارشمیل یزدانی کے لیے آخر حد کو چھو رہی
تھی جی تو چاہ رہا تھا وہ اسے قتل کر دے اور اس کے جسم کے سارے ٹکڑے چیل کوؤں میں بانٹ
دے مگر پھر اس کے دل نے کہا کہ وہ ارشمیل یزدانی کو اس ہی کے طریقے سے مات دے اسے
پہلے وہ اپنی محبت کے جال میں پھنسائے گی پھر اس کی پیٹ میں کھنجر کھونپے گی۔ وہ اپنے بنائے
ہوئے منصوبے پر خود ہی مسکرا نے لگی تھی مگر اس کی مسکراہٹ اپنے آپ ہی معدوم پڑ چکی تھی
کیونکہ اسے اپنا سارا جسم سن ہوتا محسوس ہو رہا تھا وہ اپنے پیراٹھانے کی کوشش کر رہی تھی
مگر اس کے پیر برف کی طرح جم چکے تھے سرد پڑھ چکے تھے اس سے ایک انچ بھی ہلا نہیں گیا تھا
اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ارشمیل یزدانی سے انتقام لے بغیر ہی مر جائے گی تبھی وہ دھڑام سے

زمین پر گری تھی اسے زمین پر گرا دیکھ کر بھی ارشمیل یزدانی کا سخت پتھر جیسا دل نہیں پگھلا تھا ارشمیل نے ایک نظر اس کے بے ہوش وجود پر ڈالا اور خود کروٹ لے کر سو گیا پتا نہیں کس احساس کے تحت کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں کھل گئی تھی اس نے ایک نظر شیشے کے اس پار دیکھا تو اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا وہ خود کو ملامت کرتے ہوئے اٹھ گیا سلائیڈ کھول کر اس کے پاس گیا پھر اسے اپنی باہوں میں بھر کے روم میں لایا بارش کی بڑی بڑی بوندیں اس کے وجود کو بھی بھگا چکی تھی مگر اس نے اپنی پرواہ نہیں کی اسے تو اس وقت اپنے دشمن جان کی فکر ستا رہی تھی جو اس وقت بے ہوشی کی نیند سو رہی تھی جس کا پورا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا جس کے سارے کپڑے پانی سے بھگے ہوئے تھے ارشمیل ہو اس باختہ ہو چکا تھا اس کے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیسے اسے ہوش میں لائے کیسے اپنی غلطی کو سدھارے اگر وہ صبح ہونے تک ہوش میں نہیں آئی تو وہ اپنے والدین کو کیا جواب دے گا ان سے کیا یہ کہے گا کہ اس نے عمامہ کو بارش میں بھگینے کے لیے چھوڑ دیا تھا اس کے پاس صرف ایک آخری چارہ بچا تھا اسے ہوش میں لانے کا بس ایک یہی حل تھا اسے نظر آ رہا تھا وقت کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اس کی جان بچانے کے لیے اس کے قریب جائے اب وہ عمامہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سے گرماہٹ بخش رہا تھا پھر اس نے اس کے پیروں کو بھی اپنے ہاتھ سے رگڑتے ہوئے گرماہٹ بخشنے کی کوشش کیا مگر اس کی

ساری کوشش رائیگاں جا رہی تھی اس کی نظر اے سی پر پڑی تو اسے اپنی کم عقلی پر حیرت ہوئی
کے وہ کیسے اے سی بند کرنا بھول گیا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ریوٹ سے اے سی بند کر کے
اس کے پاس دوبارہ آگیا اس نے عمامہ کے گیلے کپڑے تبدیل نہیں کیے تھے کیونکہ اسے پتا
تھا کہ وہ اگر اس کے کپڑے تبدیل کرے گا تو وہ ہوش میں آنے کے بعد بہت واویلا مچائے گی
اس نے عمامہ کے جسم سے لپٹا ہوا بڑا سا دوپٹہ نکال کر سائیڈ پر رکھ دیا اور

اس پر جھک کر اسے مصنوعی سانس فراہم کرنے لگا وہ جانتا تھا کہ یہ غلط ہے وہ اس کی اجازت
کے بغیر اس کے اتنے قریب گیا تھا مگر وہ جو بھی کر رہا تھا اس کی بھلائی کے لیے کر رہا اس کی جان
بچانے کے لیے کر رہا تھا اگر اس کے کسی غیر مناسب اقدام سے عمامہ کی جان بچتی تھی تو یہ
اقدام بھی اس کے لیے صحیح تھا مناسب تھا ناگزیر نہیں تھا یہ کیسی نفرت تھی اس کی وہ خود ہی
اسے اپنے سے دور کرنا چاہ رہا تھا مگر جب وہ دور جا رہی تھی تو اس کا دل اسے دور بھی نہیں جانے
دے رہا تھا اگر یہ اس کی نفرت تھی تو اس کی محبت کیسی ہوگی قربت کا احساس اس کے وجود میں
ہل چل چلا رہا تھا اسے بے تاب کر رہا تھا عمامہ کے سر دو وجود میں زندگی کا احساس ایک لمحہ میں
جاگا تھا عمامہ نے آنکھیں کھول دی تھی گرمی کا احساس اس کے سرے وجود میں دوڑا تھا وہ
بدستور اس کے اوپر ہی جھکا ہوا تھا تبھی عمامہ کے ذہن کے اسکرین پر سارا واقعہ گھوم گیا تھا کہ

اس نے کچھ دیر پہلے اس کے ساتھ کیسا غیر انسانی سلوک استوار کیا تھا تبھی عمامہ نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا تھا اور پھینکارتے ہوئے بولی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی۔" اس کی دھاڑ سن کر ارشمیل چونکا نہیں تھا کیونکہ اسے عمامہ سے ایسے ہی شدید ری۔ ایکشن کی امید تھی تبھی وہ رسالت سے بولا۔
"تمہیں اس وقت مصنوعی سانس کی ضرورت تھی اگر میں تمہیں وقت پر مصنوعی سانس فراہم نہیں کرتا تو شاید تم اس دنیا سے کوچ کر چکی ہوتی۔" ناچاہتے ہوئے بھی آخر میں ارشمیل کا لہجہ سرد ہو چکا تھا۔

"میں مرجاتی تو اچھا ہوتا کم از کم تم میرے سامنے تو نہیں رہتے نا آئندہ کے لیے تمہیں وارن کر رہی ہو اگر میرے ساتھ دوبارہ ایسا حادثہ رونما ہوا تو تم مجھے مرنے دینا مجھے بچانے کی کوشش مت کرنا۔" اس کی بات سن کر ارشمیل یزدانی کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھی جھٹکے سے اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر سختی سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور دھاڑتے ہوئے بولا۔

"تم کیا سمجھ رہی ہو کے میں تمہارا حسین مکھڑا دیکھ کر پگھل چکا ہو یہ کچھ جوا بھی میں نے کیا ہے وہ صرف تمہاری قربت کے لیے کیا ہے اگر تم یہ سب سوچ رہی ہو تو تم سو فی صد غلط سوچ رہی ہو

ارشمیل یزدانی کے لیے لڑکیاں اپنے ہاتھوں میں دل لیے پھرتی ہے ارشمیل یزدانی نے تم سے بھی کہی زیادہ حسین چہرے دیکھے ہے تم اپنے اس معمولی سے حسن پر اترا ناچھوڑو اور جا کر اپنے یہ بھیگے ہوئے کپڑے تبدیل کرو اگر کل تم نے کسی سے کچھ کہا یا پھر تم بیمار پڑی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" اس کے ہاتھ کی گرفت اور بھی زیادہ سخت ہو چکی تھی عمامہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اس کے آنکھوں میں رعایت کی کوئی امید دیکھائی نہیں دے رہی تھی تبھی بڑی مشکل سے عمامہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور واپس اس کی کچھ دیر پہلی بتائی جگہ پر جانے لگی تھی کہ وہ اس کا راستہ روکے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"کہا جا رہی ہو۔" اس کی بات سن کر عمامہ نفرت سے گویا ہوئی۔

"تم شاید بھول رہے ہو تم نے ہی کچھ دیر پہلے مجھ سے کہا تھا کہ میں بالکنی میں اپنی راتیں گزارو گی۔" اس کی بات سن کر ارشمیل کے یا کوئی لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی وہ اس کا سر دہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے بولا۔

"تم میرا کہنا کب سے ماننے لگی اچھا سمجھ گیا تم بیوی ہونے کا فرض بنھا رہی ہو اپنے شوہر کا کہنا مان کر۔" اتنا کہہ کر وہ کچھ لمحہ کے لیے رکا تھا پھر دوبارہ بولا۔

"چلو اب تم اتنی ہی شوہر پرست بن چکی ہو تو اپنا بیوی ہونے کا فرض بھی ادا کر دو۔" اس کی بات

سن کر عمامہ گھبرا گئی تھی تبھی تو غصے سے بولی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا"۔ ارشمیل کو اس کی یہی ایک ادابہت بھاتی تھی وہ کبھی کبھی اس کی بات سمجھ کر بھی انجان بننے کی کوشش کرتی تھی اور ابھی بھی وہ یہی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اب تو رشتہ بھی بدل چکا ہے اور حالات بھی اجازت دے رہے ہیں پھر کیوں شرمانا کیوں گھبرانا تم اس جھجک کو چھوڑ دو اور میرے تقاضے کو پورا کرو"۔ ارشمیل کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں نفرت در آئی تھی ارشمیل نے اس کی شعلہ ہوتی ہوئی آنکھوں میں جھانکا جو مقابل کو جلا کر خاکستر کرنے کا ہنر رکھتی تھی تبھی وہ دوبارہ اسے جلانے کے لیے بولا۔

"مجھے لگتا ہے میری بیوی کو میرا تقاضا خاص پسند نہیں آیا تھا"۔ اس کی بات سن عمامہ نفرت سے بولی۔

"جس سے نفرت کی جاتی ارشمیل یزدانی اس کے قربت کے خواب نہیں دیکھا کرتے اور رہی بات شوہر پرست ہونے کی تو تم اپنی کھلی آنکھوں سے کوئی بھی خواب دیکھ سکتے ہو تمہارے خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں ہے"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل یزدانی لا جواب ہو چکا تھا مگر بار نہیں مانا تھا اس لیے تو اسے دوبارہ زچ کرنے کے لیے بولا۔

"قربت کے خواب تو شریک حیات کے ساتھ مل کر ہی دیکھا کرتے ہیں مگر تم ہو کے اپنے نئے

نویلے دولہے سے شرمانے لگی ہو۔" اس بات سن کر وہ بہت بری طرح زچ ہو چکی تھی تبھی تو ترنخ کر بولی۔

"قربت کے خواب تو اس شریک حیات کے ساتھ دیکھا کرتے ہے جو من چاہا ہو اس کے ساتھ نہیں جو زبردستی مسلط ہوا ہو اب ہٹو میرے سامنے سے میرا راستہ چھوڑو۔" ارشمیل کو بہت غصہ آیا اس نے عمامہ کو دیوار سے لگا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس کے گرد حصارہ باندھتے ہوئے بولا۔
"بہت بول رہی ہو تم آج کل لگتا ہے تمہارے پر کاٹنے کا وقت آچکا ہے۔"

"پر تو تم پہلے سے ہی کاٹ چکے ہو اب اور کیا کانٹوں گے جو پرندہ پہلے سے ہی بہت زیادہ زخمی ہے اسے اور زخم دینے کا سوچو گے تو وہ دم توڑ دے گا اور میں تو یہی چاہتی ہو تم مجھے اتنا درد دو کے میں جان سے ہی چلی جاؤ۔" اس کی یہ بات سیدھے ارشمیل کے دل کو لگی تھی تبھی تو اس نے اس کے جانے کا راستہ چھوڑ دیا تھا مگر دوبارہ وہ عمامہ کو بھری بارش میں نہیں جانے دینا چاہتا تھا اس لیے بولا۔

"دیکھو رات بہت ہو چکی ہے اب مزید تماشہ مت کرو چپ چاپ یہاں سو جاؤ میں دوسرے روم میں چلا جاتا ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ روم سے نکل گیا تو عمامہ نے سکھ کا سانس لیا اور پھر وہ اپنے گیلے کپڑے تبدیل کر کے بیڈ پر جا لیٹی۔

رات میں کپڑے تبدیل کرنے کے باوجود اسے بخار آگیا تھا وہ بخار میں تپ رہی تھی وہ واپس اپنے روم میں آیا تو اسے سوتا دیکھ کر جل اٹھا اسے کب عادت تھی اپنے روم کے اور اپنے آرام دہ بستر کے بنا سونے کی وہ تو بس پتا نہیں کل رات اس کی باتوں کا کیسے الٹا اثر مرتب ہوا تھا کہ وہ اپنا روم چھوڑ کر جانے کے لیے تیار ہو چکا تھا رات بھر اسے اس کی فکر لاحق رہی تھی یہ اگر نفرت تھی تو اس کے لیے دل کیوں اتنا پریشان تھا وہ یہ سوچ کر کیوں نہیں سو پارہا تھا کہ اسے ٹھیک سے نیند آئی بھی ہوگی یا نہیں اس سے شدید نفرت تھی تو اس کی فکر کیوں ستائے جا رہی تھی اس سے نفرت تھی تو وہ اس کے آرام کے خیال سے روم سے کیوں چلا گیا وہ اپنی دل کی بدلتی کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھا وہ اپنے دل کی بدلتی کیفیت کو جھٹلانا چاہتا تھا تبھی تو اس کے پاس آیا اور غصے سے اسے ہلا کر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا مگر یہ کیا اس کا سارا جسم آگ کی طرح جل رہا تھا اس کے سرخ عارض بھی بخار کی تپش سے دھک رہے تھے یہ دیکھ کر وہ اپنے جگہ پریشان ہوا اٹھا تھا اس کے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ مام ڈیڈ کو اس کی بیماری کا کیا جواز دے گا تبھی اس کے دماغ میں ایک خیال آیا اس خیال کے تحت ہی اس نے عمامہ کو جھنجھوڑا لا وہ اس وقت اتنی بے سود و گہری نیند میں سوئی تھی کہ اس نے کئی بار ارشمیل کو دھکا دے دیا تھا اس کی اس حرکت نے ارشمیل کے

غصے کو ساتوے آسمان پر لے گیا تبھی اس نے ٹھنڈا بخ پانی عمامہ کے اوپر ڈال دیا جس سے وہ اپنی جگہ پر سے اچھل کر اٹھ بیٹھی تھی اب وہ کپکپاتے ہوئے وجود کے ساتھ ارشمیل یزدانی کو دیکھ رہی تھی تبھی ارشمیل نے اس سے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم بیمار مت پڑنا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ کو ارشمیل کی دماغی حالت پر شک ہو ا وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ اپنی مرضی سے بیمار نہیں ہوئی خراب موسم کے اور اس کے وجہ سے بیمار پڑی ہے مگر اس وقت اس نے اس کے سامنے کچھ بھی بولنا مناسب نہیں سمجھا تھا اس لیے اس کے بیڈ سے اٹھ کر شاہور لینے چلی گئی ارشمیل اس کے اس اقدام کو دیکھ کر اور غصہ ہو گیا سوچنے لگا کہ وہ یہ سب صرف اسے زچ کرنے کے لیے کر رہی تاکہ شہلا یزدانی اور وقار یزدانی اس کی کلاس لے وہ غصے سے اس کے اس قدر پاس آیا کہ عمامہ کو اس کی سانسیں خود کے وجود پر پڑھتی محسوس ہوئی تھی ارشمیل نے ایک نظر اس کے دھلے دھلائے صاف و شفاف چہرے پر ڈالتے ہوئے بولا۔

"یہ مجھے زچ کرنے کے لیے اور بے عزت کرنے کے لیے کر رہی ہونا تم"۔ اس کی بات سن کر عمامہ حیرت سے بولی۔

"میں نے کیا کیا ہے"۔ اس کا معصوم بننا ارشمیل کو بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا تبھی تو وہ اس کے

بازوں کو سختی سے دباتے ہوئے بولا۔

"تم نے فی الحال تو کچھ نہیں کیا ہے مگر آگے جو تمہارے وجہ سے ڈرامہ ہو گا تو میں برداشت نہیں کروں گا سمجھی تم"۔ اتنا کہے کر وہ اسے وارن کرتے ہوئے چلا گیا اور وہ اسے جاتا دیکھ کر مسکراتے

رہ گئی یہ اسے چپ چاپ زچ کرنے کا ایک نیا طریقہ جو اس نے اپنا یا تھا وہ کام کر گیا تھا وہ اس کے اس طریقے سے زچ بھی ہوا تھا اور غصہ بھی ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ سادہ سے حلیہ میں ڈائننگ ہال میں پہنچی تو سبھی اس کے اور ار شمل کے آنے کا انتظار کر رہے تھے ار شمل تو نہیں آیا تھا البتہ وہ ضرور آگئی تھی اسے سب کے بچ دیکھ کر عدینہ کے ساتھ ساتھ سب ہی گھر والے خوش ہو گئے تھے ویسے جن حالات میں اس کی شادی ہوئی تھی یہ دیکھ کر کسی کو بھی اس کے اس طرح آنے کی امید نہیں تھی وہ سب کی نگاہ خود پر مرکوز پا کر تھوڑی سی کنفیوز ہو چکی تھی اس لیے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے سب کو سلام کیا۔

"اسلام علیکم"۔ اس کے سلام کا سبھی نے جواب دیا تھا مگر شہلا بیگم نے کچھ زیادہ ہی لمبا چوڑا

جواب دیا تھا۔

"وعلیکم سلام جیتی رہو سد اخوش رہو سد اسہاگن رہو اللہ تمہاری اور ار شمیل کی جوڑی سد ابنائے رکھے۔" ان کی آخری کی دعاسن کردہ ہراسامنہ بنا کر رہ گئی تھی اور دل ہی دل میں خدا سے کہا تھا کے اللہ ار شمیل کو جلدی اس دنیا سے اٹھالے کبھی اسے سہاگن نارکھے وہ آگے بھی دعا کرنے والی تھی کے ار شمیل پیچھے سے اس کے پاس آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے بعد میں بدعائیں دیتی رہنا پہلے ناشتہ کرلو۔" اس کی بات سن کردہ اپنی جگہ سٹپٹا گئی تھی اسے سٹپٹایا ہوا دیکھ کر عدینہ اور احد ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اشارے بازی کرنے لگے وہ سمجھے کے ار شمیل نے اس سے کوئی پیار بھر بات کئی ہے جس وہ اپنی جگہ شرما گئی ہے

ار شمیل یزدانی وقار صاحب کے پاس کی چیز کھنچتے ہوئے بیٹھ گیا مگر وہ هنوز ایسے ہی کھڑے رہی اس کی یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی کے وہ جو بھی من میں بولتی ہے یا سوچتی ہے وہ بات ار شمیل کو کیسے پتا چل جاتی تھی وہ اس ہی بات کو سوچتے ہوئے کھڑی تھی کے ار شمیل دھیمی آواز میں اس سے بولا۔

"اب بیٹھ بھی جاؤ میرے بارے میں اتنا سوچو گی تو تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے گی۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے جلتے ہوئے ایک نظر اس کے طرف دیکھا اور اس کے پاس کی چیز کھنچ کر بیٹھ گئی ابھی ناشتہ جاری ہی تھا کے وقار صاحب بولے۔

"دو دن بعد آپ دونوں کے ویسے کی تقریب رکھی ہے تاکہ ہماری پوری سوسائٹی کو پتا چل جائے کہ ارشمیل یزدانی اب بچلر نہیں رہا ہے۔" وقار صاحب کی بات سن کر وہ مسکراتے لگا تھا تبھی احد بول پڑا۔

"بھائی آپ نے سنگل رہ کر بہت مزے کر لیا ہے اب آپ کو پتا چلے گا کہ بیوی کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔" احد کی بات سن کر سب قہقہے لگانے لگے ماسوائے ان دونوں کے وہ دونوں نے تو احد کی بات کو ایسے انور کیا تھا جیسے اس کی بات سنی ہی نا ہو عمامہ تو اپنی جگہ خنّاس کھائے بیٹھی تھی کہ یہ سب سب ڈرامہ کیوں کر رہے جب کہ ان کی شادی صرف ایک انتقامی اقدام تھا اور کچھ بھی نہیں عمامہ سے بخار کی وجہ سے کچھ بھی کھایا یا نہیں جا رہا تھا اس نے صرف جو س پیا تھا اسے خالی ہاتھ لے بیٹھا دیکھ کر شہلا بیگم ٹوک بیٹھی تھی۔

"عمامہ تم کچھ لے کیوں نہیں رہی ہے اور ارشمیل تم بھی عمامہ کی طرف دھیان نہیں دے رہے ہو۔" شہلا بیگم کی بات سن کر ارشمیل نے اس کے طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"آپ کو کچھ چاہئے عمامہ۔" اس کا لہجہ شہد گھولے ہوئے تھا وہ اس وقت کتنی شرافت کا مظاہرہ کر رہا تھا جیسے کہ وہ سچ میں اتنا ہی شریف ہو کتنا دوغلہ شخص تھا وہ سب کے سامنے کچھ اور پیچھے کچھ اور عمامہ سوچنے لگی کہ اور کتنے اس کے روپ ہے اور ان ان گنت روپ میں سے کونسا اس

کا اصلی روپ ہے یہ یا وہ جو ہمیشہ اس کے ساتھ روا رکھتا ہے یا یہ اسے سوچتا دیکھ کر ارشمیل نے دھیرے سے پھر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"کہا تھا سب کے سامنے ڈارمہ مت کرنا"۔ اس کی دھمکی سن کر عمامہ جان گئی تھی کے یہی اس کا اصلی چہرہ ہے یہی اس کا اصلی روپ ہے جو وہ ابھی دیکھا رہا تھا پھر عمامہ نے سب کا دل رکھنے کے لیے تھوڑا سا ناشا کر لیا تھا وہ ناشتے کے بعد عدینہ کے ساتھ اس کے روم میں بیٹھی تھی تبھی عدینہ اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"آپی کیا ہوا ہے آپ کو آپ کا چہرہ سرخ کیوں پڑ چکا ہے"۔ عدینہ کی بات سن کر عمامہ اپنی جگہ سن ہو چکی تھی اسے نے ارشمیل کے ڈر سے عدینہ سے جھوٹ بول دیا تھا۔

"پتا نہیں میں نے غور نہیں کیا"۔ عدینہ اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھی تھی اس کی نظر عمامہ کے سرخ گلے پر پڑی جیسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی تھی اور تشوش میں گھیر کر پوچھنے لگی تھی

"آپی آپ کے گلے پر یہ سرخ نشان کیسے ہے کیا آپ نے خود کو کچھ کرنے کی کوشش کیا تھا"۔ عدینہ کی کھوجتی ہوئی نظریں خود کے وجود پر پا کر وہ سٹپٹ گئی تھی تبھی اسے یاد آیا تھا کہ اس کے گلے پر سرخ نشان بھی ارشمیل کی مرہو منت سے تھے مگر وہ عدینہ کو اس کا سچ تو نہیں بتا سکتی

تھی اس لیے دوبارہ جھوٹ بولی۔

"کچھ نہیں عدی یہ تو کل نیگلز زیادہ فٹ ہو چکا تھا اس لیے یہ نشان پڑھ گئے۔" وہ نظریں چراتے

ہوئے بولی تو عدینہ دھیرے سے بولی۔

"آپی آپ کیا اس شادی سے خوش ہیں کیا ارشمیل بھائی کا رویہ آپ کے ساتھ ٹھیک ہے کیونکہ

کل جب مرتضیٰ بھائی نکاح چھوڑ کر گئے تھے تب ڈیڈ نے ہی انھیں بڑی مشکل سے آپ سے

شادی کرنے کے لیے منایا تھا۔" عدینہ کی بات اسے حیران کر گئی تھی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی

تھی کہ ارشمیل نے اتنا بڑا کھیل کھیلا ہے وہ مہندی کی رات سچ کہے رہا تھا کہ وہ سب کی نظروں

میں ہیرو بن جائے گا اور مرتضیٰ سب کی نظروں میں ولن بن جائے گا اس کے چالاکی سے کھیلے

گے کھیل میں وہی توجیتا تھا اس نے ایسا کر کے سب پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ صرف اپنے ڈیڈ کی

عزت رکھنے کے لیے اس سے نکاح کر رہا ہے باقی اسے عمامہ جیسی عام سی لڑکی سے کوئی دلچسپی

نہیں تھی۔

"ہاں۔۔۔ عدی سب ٹھیک ہے۔"

"آپ پریشان نا ہوں میں تو بس اپنے دل کی تسلی کے لیے یہ سب پوچھ رہی تھی اور ہاں آپ آپ

بھی تو ان سے نکاح کے لیے تیار نہیں تھی پھر ارشمیل بھائی نے آپ کے روم میں آکر ایسا کیا کہا

کے آپ انکا ہاتھ تھام کر واپس آئی تھی۔" اب کے عدینہ نے اس سے مذاق میں کہا تھا مگر اسے نہیں پتا تھا کہ عمامہ کو اس کا یہ مذاق بالکل بھی پسند نہیں آئے گا۔

"عدی تم کچھ زیادہ ہی بولنے نہیں لگی ہو کب سے بک بک کیے جا رہی ہو یہ بھی نہیں دیکھ رہی ہو کے سامنے والے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس کی بات سن کر عدینہ خاموش ہو گئی وہ جلدی سے عمامہ کے طرف بڑی اور اس کے ماتھے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"میں تو پہلے سے ہی جانتی تھی کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے مگر آپ ہیں کہ بتانے کے لیے بھی تیار نہیں ہے اب اٹھیں یہاں سے میں آپ کو اپنے روم میں لے جاتی ہو ڈاکٹر کو کال کر کے بلاتی ہو۔" اس کی بات سن کر عمامہ اپنی جگہ نانا ہی کرتے رہ گئی تھی مگر عدینہ نے اس کی ایک نامانی تھی اس نے عمامہ کو روم میں چھوڑ دیا اور سب کو اس کے بخار کے بارے میں بتا کر ڈاکٹر کو کال کر دیا و قار صاحب اور شہلا بیگم ار شمیل کو اس کی لاپرواہی پر ڈانٹنے لگے تھے اور وہ سب کی ڈانٹ سن کر عمامہ پر پیچ و تاب کھاتا رہ گیا تھا وہ جب روم میں آیا تو عمامہ اپنی آنکھیں بند کیے بیڈ پر لیٹی تھی کہ وہ اس کے پاس گیا اور اسے اس کے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے دوسرے روم میں لے آیا اور بولا۔

"آج رات کل کی طرح مزید کوئی ڈرامہ ناہو اس لیے تم اس روم میں رہو گی۔" اتنا کہے کروہ چلا گیا اور وہ ششدر رہ گئی۔

وہ سوچنے لگی تھی کہ ارشمیل یزدانی کتنا عجیب انسان ہے اپنے خلاف کو بات برداشت نہیں کر سکتا ہے وہ جو کہے وہ جو کرے وہ سب صحیح ہے اور جو دوسرے کرے وہ غلط تھا اس کی نظر میں اسے اپنی قسمت پر بے تہاشہ رونا آ رہا کے کس انسان کے ساتھ جا کر اس کی قسمت پھوٹی ہے جس کے سینے میں دل ہی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو پتھر کا جس پر خاک اثر نہیں پڑھتا تھا۔

☆☆☆

وہ رات بھر جاگتی رہی افسوس مناتی رہی تھی تبھی دھڑام سے روم کا دروازہ کھولا اور وہ اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اسے اپنے سامنے دیکھ کر عمامہ نے منہ پھیر لیا تھا تبھی اس نے عمامہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا کیا اور بولا۔

"میں کب سے تمہیں کال کر رہا تھا مگر تم اپنے یار سے بچھڑنے کے اتنے افسوس میں ہو کے کسی چیز کی خبر ہی نہیں ہے تمہیں۔" ارشمیل کا لہجہ ہمیشہ کی طرح سرد تھا وہ نکھرے ہوئے سے ارشمیل یزدانی کے طرف نفرت سے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"صحیح کہا میں اس ہی سے بچھڑنے کا افسوس مناتی رہی ہورات بھر۔" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی اس وقت اس کی آنکھوں میں ارشمیل کو دیکھ کر خوف نہیں تھا بلکہ ڈھٹائی تھی۔

"تمہاری یہ سرخ آنکھیں تمہارے رات بھر جانے کی چغلیاں کھا رہی تم سچ نا بھی کہتی تو مجھے تمہاری ان آنکھوں میں دیکھ کر پتا چل جاتا۔"

"اچھا ہونا تمہیں پتا چل گیا تم جو جانا چاہتے تھے تم وہ جان گئے ہو اب تم یہاں سے جاسکتے ہو۔" اس کی بات ارشمیل یزدانی کو غصہ دلا گئی تھی ارشمیل نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور اسے اپنے سے قریب کرتے ہوئے بولا۔

"ڈئیر مسز تم شاید بھول رہی ہو یہ گھر میرا ہے میں کہیں پر بھی آ جاسکتا ہوں تم مجھے روک ٹوک کرنے والی کوئی نہیں ہوتی ہو۔" عمامہ نے اسے دھکا دیتے ہوئے پرے دھکیلا اور بولی۔

"میں نے کب کہا ہے کہ یہ تمہارا گھر نہیں ہے مگر یہ اب میرا بھی گھر بن چکا ہے۔" اس نے یہ بات صرف ارشمیل کو زچ کرنے کے لیے کہا تھا مگر ارشمیل نے اس کی بات کا کوئی اور ہی مطلب اخذ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے میرے گھر کو اپنا لیا ہے چلو اچھا ہے اب تم مجھے بھی دل سے قبول کر لو۔" اس کی بات سن کر عمامہ کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھی۔

"تم سے کس نے کہا کہ میں نے تمہیں اور تمہارے گھر کو قبول کر لیا ہے میں تم جیسے شخص کو کبھی قبول ہی نہیں کر سکتی جو دل میں دوسروں کے لیے نفرت رکھتا ہو حسد رکھتا ہو جو خود کو دنیا والوں کی نظروں میں اچھا ثابت کرنے کے لیے ڈرامے بازی کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے میں اسے کیسے قبول کر سکتی ہو۔" وہ اتنی نفرت سے گویا ہوئی تھی کہ ارشمیل کو اس کی اپنے لیے اتنی

شدید نفرت دیکھ کر افسوس ہونے لگا تھا مگر وہ اس کی آخری بات سن کر تلملا گیا تھا تبھی تو اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ موڑتے ہوئے بولا۔

"کیا جھوٹ بولا ہے میں کونسا ڈرامہ کیا ہے۔" اس عمامہ اس وقت اس سے بحث نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے تو اپنا منہ موڑ کر کہا۔

"میں نہیں بتانا چاہتی ہو۔" ارشمیل نے اس کا چہرے اپنے ہاتھ میں دبوچتے ہوئے اپنے سامنے کیا اور بولا۔

اب خاموش کیوں ہو گئی ہو بتاؤ نا کیا جھوٹ بولا میں نے کونسا ڈرامہ کیا ہے۔"

"تم نے سب کے سامنے ڈرامہ کیوں کیا کے تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے ہو کیوں جھوٹ کہا اپنے مام ڈیڈ سے کے تم یہ شادی ان کی مرضی سے کر رہے ہو ان کے دباؤ میں آکر کر رہے ہو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل پتا نہیں کیوں مسکرانے لگا تھا اسے مسکراتا دیکھ کر وہ بری طرح جل گئی تھی۔

"اچھا تو میری بیوی کو اس بات کا ملال ہے کے میں نے سب کے سامنے آکر تمہارا ہاتھ کیوں نہیں تھا مکیوں اتنا ڈرامہ کیا ہے نا۔" عمامہ اس کے مکروں چہرے کو دیکھ کر سوچنے لگی کے یہ شخص کتنا ذلیل ہے کتنا کمینہ ہے ہر بات کو اپنے مطلب کی بات بنا کر پیش کرتا ہے وہ جو کہتا ہے وہ جو کرتا ہے اسے ہی دنیا والوں کو دکھاتا ہے۔

"مجھے تمہارے یہ سب کرنے پر کوئی ملال نہیں ہے مجھے تو افسوس ہے کہ تم کتنا جھوٹ کہتے ہو دن بھر میں کتنے لوگوں کو بے وقوف بناتے ہو ان سب باتوں میں تمہارا دماغ کتنا دوڑتا ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے ڈیئر مسز اگر میں اپنا دماغ نہیں چلاؤں گا تو تمہیں کون زچ کرے گا کون پریشان کرے گا چلوں جانے دو تم اس بات کو دل پہ مت لو میں تمہاری یہ شکایت بعد میں دور کر دو گا تم ابھی ڈائینگ ہال میں چلو سب تمہارا ویٹ کر رہے ہیں۔" وہ اتنا کہے کر اس کا چہرہ تھپتھپا کر چلا گیا اور وہ اپنا غصہ ضبط کرنے کے لیے مٹھیاں بھینچتے رہ گئی تھی۔

☆☆☆

دو دن کیسے نکل گئے پتا ہی نہیں چلا وہ جب فریش ہو کر لاؤنج میں آئی تھی تو گھر میں بہت گہما گہمی تھی وہ سمجھنے سے قاصر رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے تبھی وہ ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی اس کا سر بہت درد کر رہا تھا وہ اپنے سر کو اپنے ہاتھوں سے دبانے کی کوشش کر رہی تھی تبھی شہلا بیگم اس کے پاس آ بیٹھی اور تشویش سے بولی۔

کیا ہوا عمامہ۔" وہ شہلا بیگم کو اپنے پاس دیکھ کر حیران ہو گئی اسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ وہ کب اس کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔

جی کچھ نہیں بس سر میں درد ہو رہا تھا۔"

میں تمہارے لیے کافی بناتی ہوں تم ناشتہ کرنے نہیں آئی تھی تو میں تبھی سمجھ گئی کہ تمہاری طبیعت ابھی بھی ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔"

نہیں ابھی ٹھیک ہے بس تھوڑا سا سر میں درد تھا کافی پینے کے بعد ٹھیک ہو جائے گا۔" کافی پینے

کے بعد اس کا سر درد ٹھیک ہوا تو اسے بہتر محسوس ہوا تھا۔

اب کیسا محسوس ہو رہا ہے۔"

جی اب بہتر محسوس ہو رہا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

آپ کچھ دیر آرام کر لو اس کے بعد بیوٹیشن آپ کو تیار کر جائے گی۔" ان کی بات سن کر عمامہ حیران ہو گئی تھی کے کس لیے بیوٹیشن آرہی ہے۔

کس لیے بیوٹیشن آرہی ہے۔" اس کی بات سن کر شہلا بیگم ہنستے ہوئے بولے۔

آج آپ کا ولیمہ ہے اور یہ سب چہل پہل اس ہی خوشی میں ہے۔" ان کی بات سن کر اسے یاد آگیا کہ دو دن پہلے وقار صاحب نے ناشتے کی میز پر ان کے ولیمے کا اعلان کیا تھا ولیمے کا ذکر سنتے ہی اس کا حلق تک کڑوا ہو چکا تھا تبھی وہاں پر اس کا اور ایک پل بیٹھنا محال ہو چکا تھا اس لیے وہ روم میں آگئی تھی وہ دن میں ارشمیل کے روم میں رہتی اور رات میں گیسٹ روم میں پچھلے دو دن سے یہی اس کا معمول رہا تھا۔

وہ کھڑکی کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھی تھی اور اپنے موبائل میں اپنی اور مرتضیٰ کی ساتھ نکالی ہوئی تصویریں دیکھنے لگی تھی اسے اب مرتضیٰ سے بہت نفرت محسوس ہو رہی کیونکہ وہ چند پیسوں کی خاطر بک چکا تھا اسے بے مول کر کے چلا گیا تھا اس نے ناس کی عزت کا مان رکھا تھا وہ ہی اپنے ڈیڈ کی عزت کا اس نے تو اقبال صاحب سے کیے ہوئے وعدے کا بھی مان نہیں رکھا تھا وہ سوچوں میں اور اس کی اور اپنی فوٹو دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اسے خبر ہی نہیں ہوئی کہ وہ اس کے سر پر کھڑا ہے اور اس کی کارکردگی دیکھ رہا ہے وہ تو بس آنسوؤں کو باہر نکلنے سے روکنے کی

کوشش میں لگی تھی تبھی ارشمیل نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا اس کی اور مرتضیٰ کی ایک دوسرے کے بہت قریب نکالی فوٹو کو دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا۔

ابھی تک اپنے پچھڑے ہوئے یار کی یادوں سے نہیں نکلی ہو تم۔ اس کی حرکت پر عمامہ پہلے ہی تلملانی کھڑی تھی اس کی بات سن کر ڈبل تلملا گئی وہ ارشمیل کو دران کرتے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

دیکھو تم میرے پرسنل چیزوں میں دخل دینا بند کر دو۔ اپنے طرف اس کی اٹھی ہوئی انگلی دیکھ کر ارشمیل مسکرا کر لگا تھا اس نے عمامہ کے ہاتھ کو تھام لیا اور نرمی سے گویا ہوا۔ ہر بینڈوائف کے بیچ کوئی بھی چیز پرسنل نہیں رہتی ہے اب تم اپنی چھوٹی بہن کو ہی دیکھ لو وہ احد سے کچھ بھی نہیں چھپاتی ہے۔

یس ڈیئر ہر بینڈوائف نے صحیح کہا ہے ہر بینڈوائف کے بیچ کچھ بھی پرسنل نہیں رہتا ہے مگر وہ لوگ ہم سے بہت الگ ہے انھوں نے ایک دوسرے کو دل سے قبول کیا نا کے احد نے اس سے زبردستی نکاح کیا تھا اگر میرا مرتضیٰ سے نکاح ہو جاتا تو شاید میں بھی کبھی اس سے اپنا کوئی معملا پرسنل رکھتی تھی۔ اس کی بات سن کر ارشمیل کو غصہ تو بہت آیا تھا مگر وہ تحمل سے کام لیتے ہوئے اس ہی کے انداز میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

اگر آپ کو میرے زبردستی نکاح کرنے سے اتنی ساری شکایتیں ہے تو رات کو یہ شکایتیں بھی دور کر دو گاتب تک آپ انتظار کیجیے گا۔ اتنا کہہ کر وہ جیسا آیا تھا ویسا ہی چلا گیا اور ادھر عمامہ سوچنے لگی کے اس نے تو اس سے کوئی بھی شکایت نہیں کی تھی پھر وہ اس کی بات کے غلط معنی

لیتے ہوئے کیوں چلا گیا تھا ان ہی سوچوں میں وہ شام کے ولیمہ کے لیے بیوٹیشن اسے تیار کر کے گئی تھی پتا اور گولڈن کلر کے لہنگے میں اس کی سفید رنگت اور بہت زیادہ دمک رہی تھی اس پر اس نے گولڈن کلر کی ڈائمنڈ کی جیولری کا انتخاب کیا تھا بالوں کو اسٹائل سے سیٹ کر کے کھولا چھوڑ دیا تھا دوپٹے کو سر پر لینے کی بجائے کندھے پر لیا تھا اور اس کا ایک سر ہاتھ پر رکھا ہوا تھا وہ اس روپ میں بہت الگ بہت اسٹائلیش لگ رہی تھی جب عدینہ نے اسے دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئی تھی۔

آپی آپ تو بلا کی خوبصورت لگ رہی ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ بس جھوٹ موٹ کا "مسکرا نے لگی تھی اپنی اندرونی حالت تو صرف اسے ہی پتا تھی کے کیا ہو رہی تھی۔ ولیمہ بہت دھوم سے بڑے فائی اسٹار ہوٹل میں ہوا تھا شہر کے سبھی بڑے بڑے لوگ اس میں مدعو تھے ان میں کچھ دل جلی حسینائیں بھی شامل ہوئی تھی جنہیں ارشمیل کے شادی کرنے پر بہت افسوس ہو رہا تھا تبھی تو سب لڑکیاں برے برے منہ بنائے کھڑی تھی عمامہ کو ان لڑکیوں کو دیکھ کر افسوس ہوا تھا وہ سمجھ رہی تھی کے ان سب لڑکیوں کو احد نے دھوکا دیا ہے یہ سب دیکھ کر اس کے دل میں ارشمیل کے لیے اور بھی زیادہ بغرت بھر گئی تھی وہ ارشمیل کے ہنستے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں بولی تھی۔

اور کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کرو گے ارشمیل یزدانی اور کتنی لڑکیوں کے جذبات سے کھیلوں " گے۔" ولیمہ رات دیر تک چلا تھا رات میں جب وہ لوگ گھر واپ آئے تو بہت تھک چکے تھے عدینہ نے اپنی بڑی بہن کا ہاتھ تھام کر اسے ارشمیل کے روم میں لائی تھی عمامہ تو سیدھے اپنے

رات کے ٹھکانے پر جانا چاہ رہی تھی مگر جب عدینہ نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے کہا تھا کہ وہ اسے اس کے روم میں چھوڑے گی تو عمامہ نے کچھ نہیں کہا تھا وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ارشمیل کے روم میں آگئی تھی ارشمیل کا روم سفید اور گلابی پھولوں سے سجایا گیا تھا کچھ جگہ پر دل بنائے گئے تھے ان میں عمامہ کا نام لکھا گیا تھا جگہ جگہ وائٹ اور پنک کلر کے کینڈل لگائی گئی تھی یہ سب دیکھ کر اچانک سے اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا وہ حیرت سے عدینہ کو دیکھنے لگی تھی جیسے اس سے پوچھ رہی ہو کہ یہ سب کیا ہے عدینہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر جلدی سے بولی۔

آپی یہ سب مام ڈیڈ کے کہنے پر کیا ہے ان کا کہنا تھا کہ شادی جن بھی حالات میں ہوئی ہو اس کے آگے کی رسمیں ویسے ہی ہونا چاہئے جیسے عام شادی میں ہوتی ہے۔ عدینہ کی بات سن کر اس نے کچھ نہیں کہا تھا پھر جیسے ہی عدینہ اسے چھوڑ کر گئی تھی تب اس نے ایک منٹ کی دیری لگائے بغیر ہی وارڈروب سے سادہ سا سوٹ نکالا اور پلٹی ہی تھی کہ وہ اسے اپنے سامنے ایستادہ دیکھ کر گھبرا گئی مگر پھر اس نے خود میں اعتماد پیدا کیا اور وہاں سے جانے لگی تھی کہ ارشمیل نے اس کا چوڑیوں سے بھرا ہاتھ تھام کر اسے اپنے مقابل کھڑا کیا وہ یہ دیکھ کر نفرت زدہ لہجے میں بولی۔ اب کیا کیا ہے میں نے جو تم میرے سامنے آکھڑے ہوئے ہو۔ اس کی بات سن کر ارشمیل مسکراتے ہوئے بولا۔

یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے مجھ پر کونسا جادو کیا ہے کہ رات دن مجھے تمہارے ہی خیال آنے لگتے ہیں میرا دل تمہارے ہی بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ اس کی باتوں پر عمامہ کو

رتی بھرتیقین نہیں تھا اسے پتا تھا کہ یہ سین بھی اس کے گیم کا ایک حصہ ہے اس لیے وہ سنبھل کر بولی تھی۔

اچھا ایسا ہے تو پھر تم اپنے دل کا علاج کسی ڈاکٹر سے کراؤ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔
"اس کی بات سن کر ارشمیل کے چہرے پر ازلی مسکراہٹ در آئی تھی وہ اپنے خوبصورت چہرے پر پر سوچ لہجے میں ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

اچھا ہوا تم نے مجھے بتا دیا ورنہ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔" عمامہ کو اس کی بات ہمیشہ کی طرح بے تکی لگی تھی اس لیے تو وہ رمی سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے جانے لگی تھی کے وہ دوبارہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا پھر اس نے عمامہ کے ہاتھ سے اس کے کپڑے چھین لیا اور دور اچھال دیا اور پھر عمامہ کو اپنے قریب کرتے ہوئے بولا۔

میں تو کئی دفعہ ڈاکٹر سے اپنا علاج کروا چکا ہوں مگر ڈاکٹر کا کہنا ہے جس نے یہ دل کا درد دیا ہے اس ہی سے علاج کرواؤ اب تم ہی بتاؤ میں ڈاکٹر کے بعد تمہارے ہی پاس آؤ گا نا۔" اس کی گھٹیاں باتیں عمامہ کو زہر لگ رہی تھی اس لیے اس کا ہاتھ اٹھا اور ارشمیل کے چہرے پر اپنی پانچوں انگلیاں امٹا گیا اس کے اس اقدام پر ارشمیل یزدانی غصے سے بلبلا تارہ گیا تھا۔

عمامہ خود بھی اپنے اس اقدام سے بھوچکا کر رہ گئی تھی اسے نہیں پتا تھا کہ اس کا ہاتھ اٹھ جائے گا اسے تو یہ بھی پتا نہیں تھا کہ وہ اب کیا کرے گا اس ہی کے ساتھ وہ خوف زدہ نظروں سے ارشمیل کے طرف دیکھ رہی تھی جو بپھر اہو شیر لگ رہا تھا اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ

رہی تھی عمامہ کو لگا وہ اس کی آنکھوں کی حدت سے جل کر خاکستر ہو جائے گی اس لیے تو اس نے نظریں چرایا تھا تبھی ارشمیل نے اسے چھوڑ دیا اور وہاں سے چلا گیا اسے جاتا دیکھ کر عمامہ کے دل کو سکون آیا تو وہی وہ پریشان بھی ہو گئی کے ارشمیل یزدانی اس سے تھپڑ کا بدلہ لیے بغیر کیوں واپس چلا گیا اسے یہ سوچ کر ہی خوف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے کیا کرے گا وہ رات یہی سوچتے سوچتے اور دروازے پر پہرہ دیتے ہوئے گزری تھی۔

☆☆☆

ان دونوں کی شادی کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا اس رات سے ارشمیل نے ناہی اس کا چہرہ دیکھا تھا ناہی اپنا چہرہ دیکھا تھا وہ کب آفس جاتا کب آفس سے آتا عمامہ کو یہ بھی خبر نہیں رہتی تھی وہ تو بس دن سے دن بھر ڈرامے اور موویز دیکھنے میں لگی رہتی تھی عدینہ اسے بار بار کہتی کے روم سے باہر نکلا کرے مگر وہ ہر بار ہاں کہہ کر ٹال دیتی تھی مگر آج اس کا دل کسی بھی چیز میں نہیں لگ رہا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا وہ اس گھر سے کہی دور چلی جائے جہاں پر ارشمیل اسے ڈھونڈنا سکے وہ باہر جانے کے ارادے سے اپنے حجرے سے نکلی تھی کے تبھی ہال میں عدینہ اس سے ٹکرا گئی عدینہ اسے دیکھ کر خوش اخلاقی سے بولی۔

آپی کیا بات ہے آپ آج کیسے اپنے حجرے سے باہر نکل گئی ہے۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ بس ایسے ہی میرا من چاہ رہا تھا کھلی فضا میں سانس لینے کا۔"

اچھا کیا آپ خود ہی باہر آگئی ورنہ میں ابھی آپ کے روم میں آنے والی تھی آپ کو باہر نکالنے"

کے لیے۔"

یہ تمہارا چہرے کی رنگت اتنی زرد کیوں پڑ رہی ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" عمامہ کے سوال کرنے پر عدینہ نے کہا۔

پتا نہیں آپ مجھے کیا ہوا ہے دو چار دن سے طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے احد نے کہا ہے کہ وہ " آفس سے آنے کے بعد مجھے ہاسپٹل لے جائے گے۔" اس کی بات سن کر عمامہ بھی پریشان ہو گئی تھی تبھی اس نے عدینہ کا ہاتھ تھاما اور اسے صوفے پر بیٹھاتے ہوئے بولی۔

اگر تمہاری طبیعت زیادہ خراب لگ رہی ہے تو میں تمہیں لے کر چلتی ہو۔" عدینہ نے اس کی سہولت کے لیے انکار کرتے ہوئے بولا۔

نہیں آپ! میں احد کے ساتھ چلی جاؤ گی آپ جائیں میں ابھی بالکل ٹھیک ہو۔" اس نے بار بار عدینہ کو چلنے کا کہا تھا مگر وہ نہیں مانی تو پھر عمامہ نے ارشامیل کی کار لے کر گھر سے نکل گئی اس کی کار اپنے گھر کے سامنے آکر رکھی تھی آج بہت دن بعد وہ اپنے گھر آئی تھی گیٹ پر اسے چوکیدار نظر آیا تو وہ ٹھٹھک گئی تھی وہ تو سمجھ رہی تھی کہ اس کے گھر چھوڑتے ہی ارشامیل نے چوکیدار کو بھی فارغ کر دیا ہو گا مگر ایسا نہیں تھا اس نے چوکیدار کو نہیں نکالا تھا یہ دیکھ کر اس کے دل کو تسلی ملی تھی اسے اتنے دنوں بعد دیکھ کر چوکیدار نے سلام کیا اور اس کے لیے گیٹ کھول دیا جس سے وہ اندر آگئی وہ لان میں کھڑے کھڑے ہی اپنے گھر کا دیدار کر رہی تھی کیونکہ لاونج کے دروازے کو لاک لگا ہوا تھا اور اس کے پاس ایکسٹر کی بھی نہیں تھی جس سے وہ لاک کھول سکتی تھی اسے بہت ملال تھا کہ وہ اپنے گھر میں آکر بھی اندر نہیں جاسکتی تھی وہ لان میں ٹہلنے

لگی تھی اسے اپنے گھر کے خوبصورت سے لان کی حالت دیکھ کر بہت دکھ ہو رہا تھا اس گھر کا لان کتنا خوبصورت تھا مگر آج اس کی کیا حالت ہو رہی تھی پورا لان دھول مٹی سے اٹا پڑا تھا چاروں طرف سوکھے پتے بکھرے

پڑے خوبصورت سے پودے بھی مر جھاگے تھے یہ سب دیکھ کر اسے رونا سا آگیا وہ اور عدینہ جب گھر میں رہتے تھے تب گھر کتنا خوبصورت تھا اور اب کیا حالت ہو چکی تھی وہ جہاں کھڑی تھی وہی اپنے گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھ گئی کتنا وقت گزرا تھا کتنے گھنٹے ہو چکے تھے اسے پتا ہی نہیں چلا تھا وہ اپنے موبائل کی بیپ پر چونک گئی اس نے اپنا سر اٹھایا اور اعتراف میں دیکھنے لگی اس وقت رات کے گھرے سائے چاروں طرف اتر آئے تھے اس نے ارشمیل کا نمبر دیکھ کر موبائل اپنے کان سے لگایا تھا۔

تم جہاں بھی ہو جلدی گھر پہنچو یہاں سب تمہارا ویٹ کر رہے ہیں۔ اس کی دھاڑتی ہوئی آواز کان میں پہنچی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی کارڈرائیو کر کے وہ گھر آگئی اس نے جیسے ہی لاؤنج میں قدم رکھا تھا تو دیکھا لاؤنج میں ایک الگ ہی طرح کی رونق برپا تھی ایک آدھڑ عمر خاتون اور ان کے ساتھ ایک ہنڈسم سال کا اور ایک خوبصورت لڑکی تھی وہ لڑکی ارشمیل کے بہت ہی قریب بیٹھی تھی اور اس سے مسلسل باتیں کیے جا رہی تھی سبھی گھر والے ہنسی مذاق کر رہے تھے ان میں احد عدینہ وقار صاحب اور شہلا بیگم اور بھی شامل تھے وہ اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گئی تھی اس لیے تو وہ واپس مڑنے والی تھی کے تبھی اچانک سے کسی نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے کھینچا تھا وہ کھینچنے والے کو دیکھ نہیں پائی تھی مگر سمجھ ضرور گئی تھی

کے کس نے اسے اتنے زور سے کھنچا تھا ارشمیل اسے ایک کونے میں لے آیا تھا اور اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھتے

ہوئے دھیمے سے لہجہ میں دھاڑا تھا۔

گھر میں مہمان آئے ہیں اور تم ہو کے سیر و تفریح کرنے نکل گئی تھی۔" وہ ارشمیل کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹاتے ہوئے بولی۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہارے گھر مہمان آئے ہے اگر پتا ہوتا تو میں کبھی ناواپس آتی۔"

بکو اس بند کرد اور چلوں تم سے تو میں بعد میں نیٹوں گا۔" اتنا کہے کر ارشمیل اسے زبردستی گھسٹتے ہوئے لے جانے لگا تھا کہ عمامہ بولی۔

میرا ہاتھ چھوڑو میں تمہارے ساتھ آرہی ہو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا وہ خود کو کمپوز کر کے سب کے بیچ آئی اور سلام کرنے لگی۔

اسلام علیکم۔" اس نے سب کو ایک ساتھ سلام کیا تھا اس کے سلام کرنے پر کیف اسے ٹھٹھک کے دیکھنے لگا تھا ارشمیل نے کیف کا عمامہ کو دیکھ کر ٹھٹھک جانا بہت اچھے طرح سے نوٹ کیا تھا مگر وہ موقع کی نزاکت کو دیکھ کر چپ رہا تھا نگین بیگم نے عمامہ کو دیکھ کر بہت ہی خوش اسلوبی سے اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔

و علیکم سلام شہلا کیا یہ تمہاری بڑی بہو ہے؟" اب وہ حیرت سے شہلا بیگم سے سوال کرنے لگے تھے شہلا بیگم نے مسکرا کر کہا۔

ہاں یہ عمامہ ہے عدینہ کی بڑی بہن اور ارشمیل کی وائف۔" ان کی بات سن کر جہاں نگین بیگم

خوش ہو گی تھی وہی کیف اور علیحدہ کے چہرے کی مسکراہٹ معدوم پڑ چکی تھی۔
ماشا اللہ شہلا تمہیں تو بڑی بہو بھی بہت خوبصورت ملی ہے تبھی تو میں کہوں کے ارشمیل کی "
وائف سامنے آنے میں اتنا وقت کیوں لگا رہی ہے۔" ان کی بات سن کر سبھی مسکرانے لگے تھے
سوائے ان دونوں کے وہ ایسے ہی سب کے بیچ کھڑی تھی تبھی وقار صاحب بولے۔

عمائمہ آپ کھڑی کیوں ہے آپ بیٹھے نا بیٹا۔" ان کی بات سن کر عمائمہ اپنے لیے جگہ تلاش کرنے لگی "
کیونکہ پوری جگہ فل ہو چکی تھی اور اس کے لیے کئی پر بھی جگہ باقی نہیں تھی تبھی اس کی پریشانی
بھاپتے ہوئے نگین بیگم نے اس سے کہا۔

عمائمہ بیٹا آپ یہاں آ جاؤ میرے پاس۔" ان کی بات سن کر عمائمہ نے تالے قدم اٹھاتے ہوئے "
ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی وہ نگین بیگم اور کیف کے بیچ میں بیٹھی ہوئی تھی نگین بیگم نے اس کے
چہرے کو پیار سے تکتے ہوئے بولا۔

عمائمہ میں ارشمیل کی خالہ ہو اور آج سے آپ کی بھی۔" ان کی بات سن کر عمائمہ کے چہرے "
پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی تبھی کیف نے اسے اپنے طرف متوجہ کیا تھا۔

ہائے بیوٹی فل گرل میں محمد کیف ہو ارشمیل کافر سٹ کزن۔" سیف نے اپنا ہاتھ اس کے "
طرف بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف کروایا تھا عمائمہ نے سیف کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا اور مسکراتے
ہوئے بولی۔

نائس ٹومیٹ یو مسٹر کیف۔" سب کو اپنا اپنا تعارف کروانا دیکھ کر علیحدہ کو بھی ہوش آیا تھا اس "
لیے اس نے بھی ارشمیل کے پاس سے اٹھنے کی زحمت کرتے ہوئے بولی۔

ہائے میں علیحدہ ہو کیف کی سسٹر اور ارشمیل کی کزن "۔ علیحدہ نے بڑے ہی لٹھ مار سے انداز میں " اپنا تعارف کرواتے ہوئے اپنے جگہ پر بیٹھ چکی تھی ایک بار پھر باتوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا کیف اور عمامہ کو مسلسل ایک دوسرے سے باتیں کرتا دیکھ کر پتا نہیں ارشمیل کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا وہ شاید عمامہ کو اپنے علاوہ کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے تو اسے اتنا برا محسوس ہو رہا تھا کیف سے باتوں کے دوران ہی عمامہ کو پتا چلا تھا کہ وہ لوگ انگلینڈ رہتے ہیں وہاں پر کیف کا لیدر کا اچھا خاصہ بزنس ہے علیحدہ فیشن ڈیزائنر بن رہی ہے اور نگین بیگم ہاؤس وائف ہے اور وہ لوگ ارشمیل اور اس کی شادی کی خبر سن کر ان سے ملنے کے لیے آئے تھے کافی دیر تک باتوں کا دورا چلتا رہا تھا کئی دیر بعد انھیں کھانے پینے کا ہوش آیا تو وہ سب کھانا کھانے گئے کھانے پر بہت سارا اہتمام کیا گیا تھا جس میں چکن کری، چکن رول، چکن بریانی، اور اپیل پائے

تھا کھانے کے بعد وہ سب لوگ اور کچھ دیر تک بیٹھے رہے تھے عمامہ کو تو جیسے کیف کے روپ میں ایک بہت اچھا دوست مل گیا تھا اس لیے اس کا وہاں سے اٹھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا مگر تبھی ارشمیل نے اس سے دبے ہوئے غصے میں کہا۔

عمامہ مجھے نیند آرہی ہے پلیز چلو "۔ وہ ارشمیل کی بات سن کر حیرت زدہ نظروں سے اسے " دیکھنے لگی تھی جیسے اس نے کوئی انوکھی بات کہہ دیا ہو اسے اپنے طرف حیرت سے تکتا پا کر ارشمیل کو غصہ تو بہت آیا تھا مگر وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

عمامہ چلو بھی "۔ وہ کب ارشمیل کے اتنے نرم لہجے کی عادی تھی اس لیے تو اس کے گرگٹ کی "

طرح بدلتے ہوئے روپ کو دیکھ کر سوچنے لگی کہ یہ شخص کبھی نہیں سدھرے گا ناچار وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی انھیں ایک ساتھ جاتا دیکھ کر کیف اور علینہ کی نظریں ان کا آخری تک پیچھا کرتی رہی تھی۔

☆☆☆

ارشمیل نے اسے روم میں لایا اور انداز سے ڈور لاک کرتے ہوئے اس کے پاس آیا اور بولا۔
بہت شوق ہے تمہیں غیر مردوں کا ہاتھ تھامنے کا ان کے قریب بیٹھنے کا ان سے فضول کی باتیں کرنے کا ہے نا۔" ارشمیل کی باتیں اسے اس کی سوچ کا فطور لگی تھی اس لیے تو وہ دبے ہوئے غصے میں بولی تھی۔

کتنی گھٹیا سوچ ہے تمہاری مسٹر ارشمیل یزدانی مجھے تو تمہاری دقیانوسی سوچ پر ہی شرم آتی ہے اگر میں کیف سے باتیں کر رہی تھی تو تم بھی تو علینہ کے اتنے قریب بیٹھ کر اس کے کان میں پتا نہیں کیا سرگوشیاں کر رہے تھے تم کرو تو ٹھیک اور میں کرو تو وہ غلط ہے۔"

اچھا تو جیلس ہو رہی ہو۔"

میں نہیں تم جیلس ہو رہے ہو کیونکہ یہ ٹاپک بھی تم نے ہی نکالا تھا۔" وہ کہا ارشمیل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والی تھی۔

آج آخری بار سمجھا رہا ہو آئندہ کیف کے ساتھ نظر مت آنا اگر تم نظر آئی تو اس کے بعد کے انجام کے لیے تیار رہنا۔" وہ اسے اب دھمکانے لگا تھا مگر عمامہ نے اس کی دھمکی کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔

ٹھیک ہے دیکھ لوگی تمہیں کے تم اب اور کس حد تک گر سکتے ہو۔"

ابھی تو میں کسی بھی حد تک نہیں گرا تھا مگر اب لگتا ہے گرنے کا اس رات والا بدلہ بھی تو لینا ہے۔" وہ نا سمجھی سے ارشمیل کے طرف دیکھنے لگی تھی جیسے اس کی بات کا مفہوم سمجھ ہی ناپائی ہو تبھی ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے سامنے بیٹھاتے ہوئے بولا۔

تم آج اپنے گھر گئی تھی نا۔" اس کی بات سن کر عائدہ حیران ہو گئی کے اسے کیسے پتا چلا کے وہ اپنے گھر گئی تھی اس نے تو کسی کو بھی نہیں بتایا تھا یہاں تک کے عیدینہ کو بھی نہیں۔

تم سوچ رہی ہو گی کے مجھے کیسے خبر ہوئی تو میری جان میں تمہارے پل پل کی خبر رکھتا ہو کے تم کیا کر رہی ہو کیا کھا رہی ہو کب سو رہی کب جاگ رہی ہو اور کہاں آ جا رہی ہو۔" اس کی بات سن کر عائدہ کو حیرت تو ضرور ہوئی تھی مگر وہ اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

ا۔۔ اچھی بات ہے کے تمہیں میری اتنی فکر ہے۔" اس نے ارشمیل کے انداز میں جواب دیا تھا۔

ہاں تو میں بات کر رہا تھا اپنے بدلے کی تو جان میں نے تم سے اس رات کا بدلہ لینے کے لیے تمہارا گھر سیل کر دیا ہے۔" ارشمیل اتنے آرام سے بولا جیسے کوئی بڑی بات نا ہو ہاں شاید یہ اس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی مگر عائدہ کے لیے یہ بہت بڑی بات تھی اس لیے تو اس کی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو آ گئے تھے۔

ک۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔"

ہاں میں جھوٹ کیوں بولوں گا اگر یقین نہیں آتا تو تم خود ہی یہ پیپر دیکھ لو۔" عائدہ نے جلدی

سے اس کے ہاتھ سے وہ ڈاکیومنٹ جھپٹ لیے تھے اور پڑھنے لگی وہ جیسے جیسے پڑھتے جا رہی تھی اس کے آنکھوں میں سے آنسوؤں اور بھی زیادہ شدت سے بہتے جا رہے تھے اس نے سچ میں اس کے خوابوں کا گھر بچ دیا تھا ارشمیل نے اس سے اس کے بچپن کی واحد نشانی کو بہت دور کر دیا تھا ارشمیل اپنی فتح کا جشن مناتے مسکرانے لگا پھر وہاں سے اٹھ گیا کر اپنے کام کرنے لگا وہ شاید اب سونے کی تیاری کر رہا تھا تبھی عمامہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس کے ہاتھ کا لمس اپنے ہاتھ پر پا کر ارشمیل ایک انجانے سے جذبے کے تحت پلٹا تھا اور اب اسے دیکھنے لگا تھا جو ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

پلیز تم میرے ساتھ جو بھی کرنا چاہتے ہو وہ کرو مگر میرے ڈیڈ کی ایک آخری نشانی کو بخش دو" میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔" وہ اب اسکے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی ارشمیل کو اس کی حالت پر رحم آ رہا تھا مگر وہ سختی سے اپنا منہ موڑتے ہوئے بولا۔

سوری اب کچھ نہیں ہو سکتا بہت دیر ہو چکی ہے۔"

پلیز ایسا مت کرو۔"

سوری ڈیئر مسز تم نے گڑ گڑا کر معافی مانگنے میں بہت دیر کر دی ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا اور تمہیں تو پتا ہے ایک بار جو فیصلہ میں نے کر لیا میں اس ہی پر قائم رہتا ہوں۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے اپنے ہاتھ میں تھا ماہو اس کا ہاتھ بہت زور سے جھٹک دیا اور زور سے دروازہ بند کرتے ہوئے روم سے باہر نکل گئی وہ لاؤنج میں آئی تو پورا لاؤنج خالی ہو چکا تھا جس سے وہ سمجھ گئی کے سبھی گھر والے سونے جا چکے ہیں وہ اپنے اندر کی وحشت کم کرنے کی خاطر وہ لان میں آگئی لان

کی کھلی فضا میں اس نے تھوڑا اچھا محسوس کیا تو وہ وہی بیچ پر جا کر ٹک گئی اور شمیم بالکنی میں کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا اسے پتا تھا کہ وہ اب رات بھر نہیں سوئے گی اس لیے وہ بھی اس کے ساتھ رات بھر جاگنے کے اردے سے وہی کھڑا رہا تبھی اس کی نظر عمامہ کے پیچھے جاتے ہوئے کیف پر پڑی تو وہ غصے سے لال ہو کر رہ گیا تھا وہ عمامہ کو کیف سے اس لیے دور رکھنا چاہتا تھا کہ اسے پتا تھا کیف کی نیت لڑکیوں کے معاملے میں بہت خراب ہے انگلیڈ میں وہ دونوں نے ایک ساتھ ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھا تھا کیف وہاں کی بہت ساری گرل فرینڈ تھی اور وہ ان میں سے کئی ساری لڑکیوں کے ساتھ لیوان ریلیشن میں رہ چکا تھا اور اب اس کی عمامہ کو دیکھ کر نیت خراب ہونا کوئی بڑی بات نہیں تھی اور شمیم کا جی چاہا وہ کیف کا جا کر گلا دبا دے مگر وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا اس لیے وہ خود پر قابو پاتے ہوئے وہی کھڑا رہا اور دیکھتا رہا تھا۔

اب کیف عمامہ کے بیچ کے قریب جا کر کھڑا ہو چکا تھا اور عمامہ سے وہاں بیٹھنے کی اجازت لے رہا تھا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔ کیف کی آواز سن کر عمامہ ٹھٹھک گئی تھی اس نے اپنے آنسوؤں کو "جلدی سے پیچھے ڈھکیلتے ہوئے بولی۔

ہاں بیٹھے نا۔ اس کی بات سن کر کیف مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا اور دھیمے لہجے میں بولا، "کیا میں آپ کے رونے کی وجہ جان سکتا ہوں۔ اس کی بات سن کر عمامہ کے رونے میں اور روانی آگئی تھی مگر اس نے اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے بولی۔

ہر چیز کی وجہ نہیں ہوتی ہے کبھی کبھی بلا وجہ ہی رونے کو دل چاہتا تھا۔ اس کی بات کیف کے

سمجھ سے پرے تھی مگر پھر بھی کیف نے اسے سمجھانے کی خاطر بولا۔
ہاں مجھے پتا ہے ہر چیز وجہ کی محتاج نہیں ہوتی ہے مگر یہ جو ہمارے آنسو ہے نا وہ بے وجہ ہے "
سبب نہیں نکلتے جب انسان کے اندر کی گھٹن زیادہ بڑھ جاتی ہے اور وہ خود کو اکیلا سمجھنے لگتا ہے تو
ہی یہ آنسو باہر نکلتے ہے۔" وہ کیف کی باتیں سن کر حیران ہو گئی اسے نہیں خبر تھی کہ جو شخص
باہر سے بہت ہی لاپرواہ نظر آتا ہے وہ اتنی آسانی سے اس کا درد بھی سمجھ جائے گا۔
ہاں صحیح کیا آپ نے یہ ایک آنسو ہی تو ہوتے ہے ہمارے پاس جس کے ذریعے ہم اپنے دل "
کے اندر کا غبار کم کر سکتے ہے اگر یہ آنسو نہیں ہوتے تو ہم انسان کبھی خوش ہی نہیں رہ سکتے تھے
کیونکہ ان ہی کے سہارے ہم اپنا دکھ تھوڑا کم کر سکتے ہے۔" کیف کی ہمدردی پا کر اس کا دل
چاہ رہا تھا وہ اپنے دل کا سارا حال اسے بتا دے اسے کسی غیری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر کیف بولا۔
آپ اگر مجھ سے کچھ شیئر کرنا چاہتی ہے تو بے جھجک کہے دیجیے۔" کیف کی بات سن کر وہ گھبرا
گئی اور اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ بس دل چاہ رہا تھا اس لیے رو دیا۔"
لیکن آپ کی اور ارشمیل کی ابھی ابھی شادی ہوئی ہے آپ کو تو بہت خوش "Sorry to say
رہنا چاہئے تھا ارشمیل جیسا ہنر بینڈ پا کر دنیا کی ہر لڑکی خوش رہ سکتی ہے پھر آپ کے چہرے سے وہ
خوشی کیوں نہیں جھلکتی ہے کیا آپ اس شادی سے خوش نہیں ہے یا ارشمیل سے آپ کے
جھگڑے چل رہا ہے۔" اسے صحیح اندازہ لگا تا دیکھ کر وہ دوبارہ گھبرا گئی تبھی بولی۔
نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔" اس کے سفید جھوٹ پر کیف اس کے چہرے کو دیکھنے لگا تھا جو "

اب زبردستی مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی پھر کافی رات گے تک وہ دونوں باتیں کرتے رہے تھے وہ کیف کو دوست سمجھ کر اس سے اپنا درد دل بیان کرتی رہی اور کیف نے بھی بخوبی اس کا ساتھ دیا تھا وہ دونوں اب بھی نہیں اٹھتے اگر ارشمیل وہاں نہیں آتا ارشمیل کھکارتے ہوئے بولا۔

آہم ڈیر مسز لگتا ہے آج رات آپ کا سونے کا اردہ نہیں۔" ارشمیل کو دیکھ کر عمامہ چونک گئی تھی اسے نہیں پتا تھا کہ ارشمیل رات کے چار بجے تک جاگتا رہا ہے ارشمیل کی بات سن کر بھی وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھی تو ارشمیل نے دوبارہ کہا۔

کیف تمہیں تو عادت ہے دیر رات تک جاگنے کی مگر میری وائف زیادہ جاگنے سے بیمار ہو جاتی ہے سو پلیز مائنڈ مت کرنا۔" ارشمیل نے صاف طور پر کیف کو طنز کیا تھا کیف بھی اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے مگر عمامہ نہیں سمجھ پائی تھی اس لیے تو ان دونوں کو گھورنے لگی تھی عمامہ کو ایسے ہی نکا دیکھ کر ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اسے کھینچتے ہوئے لے گیا وہ ارشمیل کا غصہ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی ارشمیل اسے اپنے ساتھ گھسٹتے ہوئے بولا۔

میں آخری بار کہے رہا ہو کیف سے دور رہوں اگر تمہیں سمجھنا ہے تو سمجھوں نہیں سمجھنا ہے تو تمہاری مرضی۔" اتنا کہے کر وہ چلا گیا تھا اور وہ اس کی باتیں سمجھنے میں الجھی رہی۔

☆☆☆

گھر کے سبھی لوگ علیسنہ، شہلا بیگم، نگین بیگم، اور کیف یہ سب آؤٹینگ کے لیے باہر گئے تھے

[HTTPS://EZREADERSCHOICE.BLOGSPOT.COM/](https://ezreaderschoice.blogspot.com/)

وقار صاحب ار شمیل کے ساتھ آفس گئے تھے اور احد عدینہ ہاسپٹل گئے تھے وہ گھر میں ملازموں کے ساتھ اکیلی تھی اسے بھی سب نے چلنے کے لیے کہا تھا مگر وہ نہیں گئی تھی وہ ابھی لان میں ٹہل رہی تھی لان کی خوبصورتی سے لطف انداز ہو رہی تھی تبھی دور سے اس کی نظر اس زہریلے پھول پر پڑی تھی اسے وہ پھول دیکھ کر یاد آ گیا تھا کہ مالی بابا نے کہا تھا وہ پھول زہریلا ہے تبھی اس کا جی چاہا وہ پھول توڑے اور اسے گھول کر ار شمیل کو پلا دے تاکہ اس سے وہ مر جائے مگر اس نے اپنے خیال کو پس پشت دھکیلا اور وہی کھڑی رہی تبھی پیچھے سے ار شمیل آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

کس کے خیالوں میں کھوئی ہو مرتضیٰ کے یا کیف کے۔" ار شمیل کی بات سن کر وہ نفرت سے " پیچھے پلٹی تھی اس نے ایسے ار شمیل کو ایسے گھورا جیسے وہ ابھی اسے کھا جائے گی ار شمیل کو اس کی ایسی نظروں کی کہان عادت تھی تبھی تو وہ اس کے چہرے پر آئے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے سرگوشی کرنے لگا۔

ایسا ناں مجھے تم دیکھو سینے سے لگالوں گا "

تم کو میں چرا لوں گا تم سے دل میں بسالوں گا "

۔ ار شمیل نے موقع دیکھ کر ہی شاید یہ گانا چنا تھا جس سے وہ گہرا کر پیچھے ہٹی تھی تبھی ار شمیل دھیرے دھیرے اس کے قریب جانے لگا تھا وہ پیچھے ہوتے ہوتے یہ بھی نہیں دیکھ سکی تھی کہ اس کے پیچھے کچڑ کا ڈھیر ہے جس میں اس کا پیر بھی پھنس سکتا ہے تبھی ار شمیل نے اسے بچانے

کے لیے اسے اپنے طرف کھینچا تھا جس سے وہ اس کے سینے سے جا لگی تھی مانوس سی خوشبو اس کے وجود سے ٹکرائی

تھی جس سے وہ اور بھی زیادہ گھبرا گئی تھی تبھی اس نے ارشمیل سے الگ ہونا چاہا تھا کہ اس کے کھولے بال ارشمیل کے شرٹ کے بٹن میں جا کر الجھ گئے جس سے اسے شدید درد کا احساس ہوا تھا اور اس کے آنسو ارشمیل کے ہاتھ پر گرے تھے اپنے ہاتھ پر اس کے گرے آنسو دیکھ کر وہ روتی ہوئی عمامہ کی طرف دیکھنے لگا تھا اس کی گھنی خم دار پلکیں جو آنسو کو اپنے اندر

چھپانے کی کوشش کر رہی تھی ستونی ناک جو سرخ ہو رہی تھی سرخ لب جو رونے کی وجہ سے کپکپا رہے تھے اسے آج فرست سے دیکھنے کے بعد ارشمیل کو ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے آج پہلی بار ارشمیل کے دل نے اعتراف کیا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا محبت نہیں بلکہ عشق کرتا ہے آج سے نہیں شاید تب سے جب سے وہ دوبارہ اس کی زندگی میں آئی تھی تب سے تبھی تو وہ اسے ہر ایرے غیرے شخص کے ساتھ دیکھ کر تلملا جاتا تھا تبھی تو اس نے یہ شرط رکھا تھا کہ وہ اپنی زندگی اس کے نام کر دے اپنی زندگی کے سارے اختیارات

اسے سونپ دے تاکہ وہ دوبارہ اس سے دور نہ ہو سکے اس لیے تو پہلی بار مرتضیٰ اور اسے ایک ساتھ دیکھ کر دل میں بہت شدید درد کی لہر ابھری تھی دل بے چین ہو رہا تھا اپنے اندر ابھرتے ہوئے جذبات کو کم کرنے کے لیے ہی تو وہ اس پر تشدد کرتا تھا تاکہ اپنے دل کو سمجھا سکے کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے مگر پھر بھی اس کا دل نہیں مانتا تھا تو اس نے نکاح کرنے کا فیصلہ کیا تھا نکاح کے بعد بھی وہ مرتضیٰ سے نکاح پر نکاح کرنے جیسا بڑا گناہ کرنے جا رہی تھی

اس لیے اس نے مرتضیٰ کو حقیقت بتا دیا اور اس کے اچھے مستقبل کے لیے اسے لندن بھیج دیا وہ چاہتا تو اپنے پیسے رتبے کے دم پر مرتضیٰ کو مروا بھی سکتا تھا مگر اس نے صرف عمامہ کے وجہ سے اسے بخش دیا تھا اور اسے ان کے بیچ سے نکال دیا تھا تاکہ وہ دونوں خوشی سے آگے کی زندگی گزار سکے مگر اس سے دوبارہ نکاح کے بعد دل میں خیال جاگا تھا کہ وہ کیسے اپنے پہلے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص سے نکاح پر نکاح کرنے جیسا گناہ کر رہی تھی اس ہی خیال کے تحت اس نے اسے بارش میں بھیگنے کے لیے چھوڑ دیا تھا مگر کچھ دیر بعد اسے اپنے اس اقدام پر شرمندگی محسوس ہوئی تو اس نے اسے دوبارہ اٹھا کر اپنے روم میں لایا تھا ولیمہ کے دوسرے دن بھی وہ اس سے اپنے کیے کی معافی مانگنے والا تھا اسے منانے والا تھا مگر اس نے اسے تھپڑ ہی جڑ دیا تھا وہ چاہتا تو وہ اس تھپڑ کا حساب برابر کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا اس نے عمامہ کو احساس دلانے کے لیے اس سے دوری برت لیا تھا مگر اسے تو کسی چیز کا احساس ہی نہیں تھا وہ شرمندہ ہونے کے بجائے الٹا اسے ہی الزام دیتی رہتی اور کل رات بھی وہ سیف سے جس طرح باتیں کرتی رہی تھی اس سے فری ہونے کی کوشش کر رہی تھی اس ہی وجہ سے اس نے عمامہ سے جھوٹ کہا تھا کہ اس نے اس کا گھر بیچ دیا ہے تاکہ وہ اس سے شکوہ کرے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے اسے منانے کی تھوڑی کوشش مگر وہ اسے منانے کی بجائے وہاں سے چلی آئی تھی اور اپنا درد دل سیف جیسے شخص سے بیان کرنے لگی جو شاید اس کے قابل نہیں تھا اور ابھی بھی وہ اس کے گھر میں اکیلے ہونے خیال سے آیا تھا مگر ان محترمہ کو شاید اس کا واپس آنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اس لیے تو وہ اسے دیکھ کر براسا منہ بنانے لگی تھی اور بھی اس کی قربت کی وجہ سے آنسوؤں

بہار ہی تھی ارشمیل نے اپنے رومال سے اس کے آنسو صاف کیا اور پھر دھیرے سے اس کے بال اپنے شرٹ کے بٹن سے الگ کیے وہ جلدی سے ارشمیل سے دور ہٹی اور آگے بڑگئی موسم ابر آلودہ ہو رہا تھا کافی تیز تیز ہوائیں چل رہی تھی چاروں طرف بادل چھائے ہوئے تھے اس ہی وجہ سے موسم تھوڑا سرد ہو رہا تھا ارشمیل نے عمامہ کو غور سے دیکھا اس نے لیمن کلر کا سلک کا ٹاپ پہنا تھا اور اس پر ٹائٹ جینز پہنی تھی اور اپنے ارد گرد شاید سردی کی وجہ سے شال لپٹا تھا اس حلیہ میں بھی وہ سیدھے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اب وہ اس پھول کے قریب کھڑی ہو چکی تھی شاید دل ہی دل میں خود سے جنگ کر رہی تھی کہ وہ پھول توڑے یا نہ توڑے تبھی ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کی آسانی کے لیے بولا۔

کیا تمہیں یہ پھول چاہئے۔" عمامہ تو یہی چاہتی تھی کہ وہ خود ہو کر اسے آفر دے اس لیے اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا تبھی ارشمیل نے ہاتھ بڑھا کر وہ پھول توڑ دیا اور اسے پیش کرنے لگا تھا کہ اسے چھنک آئی ایک کے بعد ایک کئی ساری چھنکیں اسے آئی تھی کچھ ہی دیر میں

چھنک چھنک کر اس کا بہت برا حال ہو چکا تھا پورا جسم جل رہا تھا چہرہ سرخ ہو چکا ارشمیل کا حال دیکھ کر عمامہ کو بہت ہنسی آرہی تھی اس لیے اس نے اپنی ہنسی چھپانے کے لیے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا مگر ارشمیل کی نظروں سے اس کی ہنسی چھپ نہیں پائی تھی ارشمیل سمجھ چکا تھا کہ یہ سب عمامہ نے جان بوجھ کر کیا ہے اس لیے تو وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے خوبصورت پھول کو دور اچھالتے ہوئے اس کے پاس آیا تھا مگر عمامہ دو قدم پیچھے ہو گئی تھی ارشمیل دور سے ہی دھاڑتے

ہوئے بولا تھا۔

یہ سب تم نے جان بوجھ کر کیا نا۔"

میں کیوں کرو گی تمہارا گھر ہے تمہیں خبر ہونا چاہئے کے تمہارے گھر میں کونسی چیزیں زہریلی " ہے اور کونسی نہیں۔" اس کی بات کا منہ بوم جان کر ارشمیل اپنے جگہ تڑپتے رہ گیا تھا۔

اس پودے سے زیادہ تو تم زہریلی ہو عمامہ حیدر۔" اتنا کہے کر وہ چلا گیا تھا تو عمامہ کو اسے دکھ " دیکر بہت افسوس ہوا تھا مگر پھر اس نے سوچا کہ وہ کیوں شرمندہ ہو رہی ہے شرمندہ تو ارشمیل کو ہونا چاہئے کے اس نے ہر موڑ پر اتنا برا جو کیا تھا اس کے ساتھ پھر وہ اس کے پیچھے پیچھے روم میں چلی گئی تھی وہ روم میں آئی تو دیکھا ارشمیل بیڈ پر لیٹا تھا اس کی حالت بہت خراب ہو رہی تھی اس کا جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا عمامہ سے اس کی حالت دیکھی نہیں گئی تو اس نے جلدی سے ان کے فیملی ڈاکٹر کو کال کر کے بلا لیا ڈاکٹر نے آکر اس کا معائنہ کیا تھا اور اسے دوائی انجکشن دے کر چلا گیا

تھا دوائیوں کے زیرِ اثر وہ نیم بے ہوش تھا عمامہ نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا پھر ڈاکٹر نے جو کریم دیا تھا اسے لگانے لگی عمامہ نے ارشمیل کو صرف اوپر اوپر کریم لگایا تھا حالانکہ ارشمیل کا پورا جسم ہی جل رہا تھا اور سرخ ہو رہا وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور جانے لگی تھی کے ارشمیل نے اس کا ہاتھ تھام لیا وہ ایک جست سے پلٹی تھی اسے تو لگ رہا تھا کے ارشمیل بے ہوش پڑا ہے مگر وہ تو جاگ رہا تھا ارشمیل نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا جس سے وہ اس کے اوپر گرتے گرتے پچی تھی اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے ارشمیل کے طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا تھا ارشمیل نے اس کی سوال کرتی ہوئی نظروں کو بھاپ لیا تھا تبھی تو بول تھا۔
درد دیا ہے تو اس کا مدد ادا بھی تو تمہیں ہی کرنا ہو گا۔" وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں پائی تھی "
اس لیے پوچھ بیٹھی۔

کیسا مدد ادا اور کیوں کروں میں مدد ادا تم نے مجھے اتنے درد دیے ہے تو کیا تم نے کبھی اس کی بھر "
پائی کرنے کی کوشش کیا ہے۔" اس کا سوال ارشمیل کو جائز لگا تھا تبھی تو وہ اسے بولا۔
صحیح کہا تم نے میں نے تمہیں درد دے کر کبھی بھر پائی کرنے کی کوشش نہیں کیا اس لیے آج "
کرنا چاہتا ہوں بتاؤ مجھے میں ایسا کیا کروں جس سے تمہارے سارے درد ایک چٹکی میں دور ہو
جائیں؟"۔ اس کی بات سن کر عمامہ اپنا ہاتھ چھڑایا اور اپنی شال برابر کرتے ہوئے بولی۔

میرے لیے تمہاری ایسی کیفیت ہی کافی ہے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل کو کوئی فرق نہیں پڑا "
تھا تبھی اس نے دوبارہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے طرف کھینچا تھا۔

تمہارا بدلہ تو اب پورا ہو گیا لیکن میرے زخم ابھی تازے ہیں اس لیے ان پر رحم بھی تمہیں "
ہی لگانا ہو گا اب یہ کریم پکڑوں اور میری پیٹ کو لگاؤ۔" اس کی بات سن کر عمامہ اپنی جگہ اچھل
ہی تو پڑی تھی اس نے اس وقت ایسے ری ایکٹ کیا تھا جیسے ارشمیل نے کوئی انوکھی بات کہے دی
ہو اس کو بدکتا دیکھ کر ارشمیل تھوڑے غصے سے بولا۔

مانا کے ہمارے بچے ویسے تعلق بہیں ہے جو عام طور پر ہر بینڈ وائف کے ہوتے ہے اور ناں ہی "
میں بنانا چاہتا ہو مگر ابھی میرے پورے جسم میں جلن ہو رہی ہے وہ بھی تمہارے وجہ سے اس

لیے تم سیدھے طرح سے میری پیٹ پر یہ کریم لگا دو ورنہ تم نہیں مانی تو مجھے زبردستی بھی کرنا آتی ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ اپنے جگہ ڈر گئی تھی کے کئی وہ اس کی بات نامانے پر اس کے ساتھ زبردستی ناکر بیٹھے اس لیے وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے بولی۔

ٹھیک ہے میں کر رہی ہو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے اپنا شرٹ نکال دیا تھا وہ ارشمیل کو "شرٹ لیس دیکھنے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اب وہ غلطی ہو چکی اس کی نظر ارشمیل کے سیکس پیکس پر پڑھ چکی تھی اس نے جلدی سے ارشمیل پر سے نظر ہٹایا تھا اور اس کی پیٹ پر کریم لگانے لگی پانچ منٹ کا کام اس نے دو منٹ میں انجام دیا تھا ارشمیل اس کا خود سے گریز دیکھ چکا تھا اس لیے اس نے عمامہ کو وہاں سے جانے دیا اس کے جاتے ہی ایک بھرپور مسکراہٹ ارشمیل کے چہرے کا احاطہ کر گئی تھی وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔

ڈیر مسز کیا پھول لانے والے کو ہی خبر نہیں ہو گی کے وہ پھول زہریلے ہے یا نہیں وہ پھول تو " ضرور زہریلے تھے مگر تم نہیں ہو اس بات کا مجھے پتا چل چکا ہے۔" اسے پتا تھا کے وہ پھول زہریلے ہے عمامہ انھیں اتنے پیار سے تک رہی تھی تو اسے لگا کے وہ خود جا کر وہ پھول توڑ لے گی اس لیے اس نے خود کی جان کو جو کھم میں ڈال کر اس کے لیے وہ پھول توڑے تھے مگر جب اسے پتا چلا تھا کے عمامہ نے اسے جان بوجھ کر یہ سب کرنے کو کہا تھا تب اسے بہت برا لگا تھا شام میں جب سب کو پتا چلا تو سبھی لوگ دوڑے دوڑے چلے آئے تھے سب نے اس سے پوچھا تھا کے یہ سب کیسے ہوا تو اس نے بہانہ بنا کر ٹال دیا عمامہ کا نام نہیں لیا تھا۔

☆☆☆

ارشمیل کی طبیعت ٹھیک ہونے میں دو دن کا وقت لگا تھا ان دونوں میں اس کی جلن بھی کم ہو چکی تھی اور سو جن بھی اس لیے تو وہ بھی سب کے درمیان آکر بیٹھا تھا تبھی نگین بیگم نے ایک دھماکہ خیز خبر سنا کر سب کو خوش کر دیا تھا کہ عدینہ ماں بننے والی ہے یہ خبر سن کر سبھی کو بہت خوشی ہوئی تھی مگر سب سے زیادہ خوش تو عمامہ لگ رہی تھی اس چہرے سے ایک پل کے لیے بھی مسکراہٹ غائب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی تبھی تو ارشمیل کی نظریں اس کے چہرے پر جا کر ٹھہر چکی تھی ارشمیل کے ساتھ ساتھ کیف کی بھی نظریں اس پر ہی تھی وہ بھی عمامہ کو ان ہی نظروں سے دیکھ رہا تھا جن نظروں سے ارشمیل اسے دیکھ رہا تھا عمامہ نے خالہ بننے کی خوشی میں سب کا منہ میٹھا کیا تھا سوائے ارشمیل کا چھوڑ کر یہ بات کسی نے نوٹ کیا تھا یا نہیں کیا تھا مگر سیف نے ضرور کیا تھا یہ دیکھ کر تو اسے بہت خوشی ہوئی تھی اس ہی خوشی کے ماحول میں نگین خالہ نے ارشمیل کو گھیر لیا تھا اور اسے چھڑتے ہوئے بولے۔

ارشمیل اب تو تم بڑے پاپا کے عہدے پر فائز ہونے جا رہے ہو بھئی یہ تو بہت غلط ہوا ہے " قاعدے سے تو تمہارا ایک بچہ ہونا چاہئے تھا مگر تم جو ہر چیز میں تاخیر کرتے ہو نا ایسا نا ہو کے اس ریس میں بھی تم بہت پیچھے رہ جاؤ "۔ ان کی بات سن کر جہاں سبھی ہنسنے لگے تھے وہاں ارشمیل عمامہ کو دیکھنے لگا تھا عمامہ کا تو اس وقت شرم سے ڈوب مر جانے کا دل چاہ رہا تھا ارشمیل نے ہنوز عمامہ پر نظریں جماتے ہوئے بولا تھا۔

جی خالہ آپ جب اگلی بار آئیں گی نا تو آپ کو یہ بھی خوشخبری مل جائے گی "۔ ارشمیل کی یہ بات عمامہ کو بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی تبھی تو وہ اپنے دانت پیستے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی

احد کے اور عہدینہ کے ماں باپ بننے کی خوشی میں گھر میں بہت بڑی پارٹی رکھی گئی تھی پورے گھر کو بہت ہی خوبصورتی سے وائٹ روز سے سجایا گیا تھا وائٹ کلر کے پھول کا انتخاب عمامہ نے کیا تھا تاکہ ہر کوئی فریش فیل کر سکے وہ ملازموں کو ہدایت دے رہی تھی تبھی شہلا بیگم پیچھے سے آئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولے۔

عمامہ مانا کے تم کو خالہ بننے کی بہت خوشی ہو رہی ہے مگر اب تم بھی جا کر تیار ہو جاؤ دیکھوں کتنا " وقت گزر چکا ہے اب تو مہمان بھی آنے والے ہوں گے "۔ ان کی بات سن کر عمامہ نے گھڑی میں وقت دیکھا تو وہ رات کے آٹھ بج رہی تھی تبھی عمامہ کو بھی تیار ہونے کا ہوش آیا تو وہ وہاں سے جانے لگی تھی کہ شہلا بیگم نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

میں نے تمہارے روم میں بلیک کلر کی ساڑی رکھوا دی ہے تم اسے ہی پہننا " ان کی بات سن کر " عمامہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اپنے اور ارشمیل کے مشترکہ روم میں چلی آئی اسے ارشمیل سے روم خالی نظر آیا تو اس نے سکھ کا سانس لیا تھا کیونکہ وہ پچھلے دو دن سے دیکھ رہی تھی کہ ارشمیل کا اسے دیکھنے کا انداز ہی بدل گیا تھا وہ پہلے جب بھی دیکھتا تھا تو اس کی آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں نظر آتی تھی مگر اب تو اسے دیکھ کر ارشمیل کی آنکھوں ایک الگ ہی طرح کی رونق اتر آتی تھی اس کی آنکھیں محبت کی الگ ہی دانسان سنار ہی تھی اس لیے وہ دو دن سے اس سے دور بھاگ رہی تھی اس سے گریز کر رہی تھی وہ بلیک ساڑی میں بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی اس نے جیولری کے نام پر صرف ساڑی کے کلر کے مناسبت سے بلیک کلر کے چھوٹے ٹاپس کا انتخاب کیا تھا اور ہاتھ میں اس ہی کلر کا خوبصورت سا بریسلٹ پہننا تھا اپنے خوبصورت بالوں کا

جوڑا بنایا تھا وہ اپنے میک آپ کو فائنل ٹچ دے کر نیچے ہی جا رہی تھی کہ اس کے بلاؤز کا پیچھے سے ہک کھول گیا جسے دیکھ کر وہ دوبارہ پریشان ہو گئی تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ بڑے مشکل سے لگا پائی تھی اور وہ اب دوبارہ کھل چکا تھا وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہک لگانے کی کوشش کر رہی تھی تبھی ارشمیل پیچھے سے آیا اور اس کا ہک بند کرنے لگا وہ آئینے میں ابھرتے ہوئے اس کے خوبصورت عکس کو نظر انداز نہیں کر پائی تھی وہ آج پہلی بار اپنے شوہر کو غور سے دیکھنے کی جسارت کر رہی تھی اس نے بھی آج خاص کر کے بلیک کلر کا انتخاب کیا تھا جو اس کی سفید رنگت پر بہت بچ رہا تھا بے شک وہ ایک بھرپور مردانہ وجاہت کا مالک تھا اس کی بھوری آنکھیں خوبصورت ناک نقشہ سرخ لب جواب اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے عمامہ نے اسے خود کے طرف متوجہ پا کر اپنے نظریں جھکا دیا تھا اور وہاں سے جانے لگی تھی کہ اس کا خوبصورت آنچل ہوا کے زور سے ارشمیل کے منہ پر اڑ کر آنے لگا تھا اس نے اپنا آنچل سنبھالنے کی کوشش کی تھی مگر وہ سنبھال نہیں پائی تھی اس لیے اس کا آنچل نیچے ڈھلکنے سے پہلے ہی ارشمیل نے سنبھال لیا اور اسے برابر کرتے ہوئے اس کے کندھے پر ٹکا دیا اس سے وہ عمامہ کے بہت قریب آ گیا تھا تبھی لاؤنج میں کیف نے خوبصورت سا سونگ بجا دیا تھا۔

مرہمی سا چاند ہے تو

دل جلاسا میں اندھیرا

ایک دو بجے کے لیے ہے

نیند میری خواب تیرا

تو گھٹا ہے پھوہار کی

میں گھڑی انتظار کی

اپنا ملنا لکھا ہے اس برس ہے نا

جو میری منزلوں کو جاتی ہے

تیرے نام کی کوئی سڑک ہے نا

جو میرے دل کو دل بناتی ہے

تیرے نام کی کوئی دھڑک ہے نا۔۔۔

وہ اس کی قربت سے پتھر کی بت بنی کھڑی تھی وجود میں کوئی بل چل ہی نہیں ہو رہی تھی بس

ایک دل ہی تھا جو بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا اور احساس دلارہا تھا کہ دو جسم اس وقت ایک

دوسرے کے بہت قریب ہے ارشمیل اس کے خوبصورت خدو خال کو دیکھنے لگا تبھی اس جادوئی

لمحہ کے زیر اثر ارشمیل نے اس لبوں پر اپنا ہاتھ رکھا دیا اور اسے محسوس کرنے لگا تھا کہ اس کی

اس حرکت سے عمامہ نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا مگر ارشمیل نے اس کی پرواہ نہیں

کیا تھا اس پر تو عمامہ کے حسن کا جادو سرچڑھ کر بول رہا تھا تبھی اس نے عمامہ کے ارد گرد اپنے

بازوں کا حصارہ باندھ دیا تھا اور اس کے جانے کی ہر راہ بند کر دیا عمامہ کی سانسوں کی رفتار اور تیز

ہو گئی تھی دونوں کے دل دھڑکن ایک نئے بنتے ہوئے رشتے کی کہانی بیان کر رہی تھی عمامہ کو

ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ ابھی اس لمحہ میں بہے گئی تو پھر کبھی خود کو ارشمیل سے محبت کرنے سے روک نہیں پائے گی پھر کبھی وہ اس سے آزاد نہیں ہو پائے گی تبھی اس نے اس کی باہوں کے حصارے سے آزاد ہونے کے لیے احتجاج کیا تھا ارشمیل کو اس پر شاید ترس آچکا تھا اس لیے اس نے اسے چھوڑ دیتے ہوئے بولا۔

"بہت حسین لگ رہی ہو"۔ اتنا کہے کر وہ جیسا آیا تھا ویسے ہی چلا گیا عمامہ دم بخود سی کھڑے رہی وہ ابھی بھی شاید ایسے ہی کھڑے رہتی مگر ملازم نے دروازے پر دستک دے کر اس کا دھیان بٹایا تھا انور کی آواز سن کر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹ آئی اور نیچے چلی گئی پارٹی عروج پر تھی شہر کے نامی گرامی ہستی لوگ وقار یزدانی کے بیٹے اور ارشمیل یزدانی کے بھائی احد یزدانی کی خوشی میں شامل ہوئے تھے اس کی خوشی میں خوش تھے عمامہ کی نظر عدینہ پر پڑی عدینہ نے خوبصورت لائٹ کلر کی ساڑی پہنی تھی ہلکی سی جیولری اور ہلکے میک آپ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ عدینہ کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے گرم جوشی سے بولی۔

"بہت بہت مبارک ہو اللہ تمہاری ساری دعائیں پوری کرے"۔ اس کی بات سن کر عدینہ مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی اور بولی۔

"بس آپنی آپ کے ساتھ کی اور آپکی دعاؤں کی ضرورت ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ بھی مسکرا دی تبھی وہاں احد بھی چلا آیا اور شرارت سے بولا۔

"بھابھی مجھے تو آپ نے مبارک باد دیا ہی نہیں۔" اس کی بات سن کر عمامہ ہنستے ہوئے بولی۔
"ارے ہاں میں تو تمہیں مبارک باد دینا بھول ہی گئی تمہیں بھی بہت بہت مبارک ہو میں چاہتی ہوں تم دونوں ہمیشہ ایک ساتھ رہو اور خوش رہو۔" اتنا کہہ کر عمامہ نے عدینہ کا ہاتھ احد کے ہاتھ میں تھما دیا احد نے عدینہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے گرم جوشی سے دباتے ہوئے عمامہ سے بولا۔

"انشا اللہ ہم دونوں ایک دوسرے کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔" احد کی بات سن کر عمامہ مسکراتے ہوئے پلٹ گئی تبھی اس کی ٹکڑی سے ہوئی کیف نے اسے دیکھا تو بس دل تھام کر رہ گیا تھا وہ کیف کو دیکھ کر گھبراتے ہوئے بولی۔

"آئے ایم سوری مجھے نہیں پتا تھا آپ میرے پیچھے کھڑے ہے۔" اس کی بات سن کر کیف اس کے خوبصورت سر آپے کو اپنی نظروں کے حصارے میں لیتے ہوئے بولا۔

"آپ سوری مت کیجیے۔" اس کی بات سن کر وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھنے والی تھی کہ کیف نے آواز دے کر کہا۔

"سُنئے عمامہ کیا آپ میرے ساتھ ڈانس کریں گی۔" اس کی فرمائش سن کر عمامہ دنگ رہ گئی تھی وہ پہلے ہی ارشمیل کی بات سن کر اس سے دوری بنا کر رکھ رہی تھی تبھی تو اس کی یہ بات عمامہ کو بہت عجیب لگی تھی اس لیے وہ سہولت سے انکار کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں مجھے ڈانس کرنا نہیں آتا ہے۔" اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی تھی اس نے یہ بھی نہیں سنا تھا کہ کیف اس سے کیا کہہ رہا تھا وہ بس آگے بڑھتی جا رہی تھی ارشمیل کی نگاہیں اس ہی پر ٹکی ہوئی تھی اس نے مسکراتی ہوئی نظروں سے عمامہ کو جاتے ہوئے دیکھا تھا آج اسے عمامہ پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا دل بے قرار ہو رہا تھا اس سے اظہارِ محبت کرنے کے لیے مگر پھر اس نے اپنے بے چین ہوتے دل کو سنبھال لیا اور پارٹی انجوائے کرنے لگا پارٹی ختم ہونے کے بعد وہ کچھ دیر تک اپنے دوستوں کے ساتھ رہا تھا پھر جب وہ اپنے روم میں آیا تو دیکھا عمامہ پہلے سے ہی روم میں موجود تھی بیڈ پر آرام فرما رہی تھی وہ اسے یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوا تھا وہ دونوں نگلیں بیگم اور ان کی فیملی کے آنے کے بعد سے ایک ہی روم میں رہ رہے تھے کیونکہ ان کے روم کے بازوؤں کے گیسٹ روم میں کیف رہ کر ان دونوں پر کڑی نظر رکھ رہا تھا کیونکہ اسے ان دونوں کے رشتے پر شک تھا اور وہ الگ الگ روم میں رہ کر اس کے شک کو یقین میں تبدیل نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے ایک روم میں رہ رہے تھے وہ اپنے کپڑے تبدیل کر کے آیا اور صوفے پر جا کر

دراز ہو گیا تھا۔

☆☆☆

عمائمہ نیند سے جاگی تو اس پہلے اس کی نظر سیدھے صوفے پر لیٹے ارشمیل پر پڑی اس نے ارشمیل کو نظر بھر کر دیکھنے سے گریز کیا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھی فریش ہو کر نیچے چلی گئی نیچے ہر روز کی طرح محفل جی ہوئی تھی شہلا بیگم اپنی چھوٹی بہو کی آؤ بھگت کرنے میں مصروف تھے اسے وہ اپنے ہاتھ سے سیب کاٹ کر زبردستی کھلا رہے تھے۔

"عدینہ یہ لو بیٹا بس اتنا آخری پیس کھالو۔"

"نہیں مئی مجھ سے اب نہیں کھایا جا رہا ہے۔" عدینہ برا سامنہ بناتے ہوئے بولی۔

وہ یہ سب نظارہ دیکھ کر خوش ہو گئی تھی وہ بھی ان کے بیچ جا کر بیٹھ گئی کیف جو احد سے باتیں کرنے میں بڑی تھا اسے دیکھ کر کچھ دیر کے لیے رک گیا تھا پھر دوبارہ باتوں میں مصروف ہو گیا علینہ جو اس کے پاس بیٹھی تھی وہ اسے دیکھ کر دور کھسک گئی تھی عمائمہ نے اس کی یہ حرکت بڑے غور سے نوٹ کیا تھا وہ دیکھ رہی تھی جب سے وہ ان کے گھر آئی تھی علینہ نے کبھی اسے خود ہو کر مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کیا تھا اور اگر وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتی تو وہ اس سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی تھی اس لیے عمائمہ بھی اس سے بات نہیں کرتی تھی وہ علینہ

کو نظر انداز کرتے ہوئے نگین بیگم سے باتیں کرنے لگی تھی وہ شہلا بیگم سے زیادہ نگین بیگم سے فری تھی اسے ان کی کمپنی میں بوریٹ محسوس نہیں ہوتی تھی ارشمیل جب نیند سے جاگ کر فریش ہو کر نیچے آیا تو سب کو ایک جگہ بیٹھا دیکھ کر بولا۔

"کیا آج ناشتہ نہیں ملنے والا"۔ ارشمیل کی بات سن کر سب اسے دیکھنے لگے تھے پھر نگین بیگم بولے۔

"ہم تو آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے کہ کب آپ جاگتے ہیں اور کب ہم ایک ساتھ مل کر ناشتہ کرتے ہیں اب آپ اتنے جلدی آہی گئے ہیں تو چلے ناشتہ کرنے"۔ ارشمیل نگین بیگم کی مذاق کرنے کی عادت جانتا تھا اس لیے وہ بنا برا مانے مسکراتے ہوئے ڈائمنگ ہال کے طرف بڑھ گیا تھا اسکے پیچھے ہی سبھی گھر والے چل دئے تھے ناشتہ کے دوران احد نے ارشمیل کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"بھائی اب آپ کا کیا ارادہ ہے"۔ احد کی بات سن کر ارشمیل نا سمجھی سے اس کے طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"کوئی ارادہ؟"

"مطلب یہ کہ تم اب ہماری بہو کو ہنی مون پر کہا لے کر جا رہے ہو"۔ نگین بیگم کی یہ بات سن

کر عمامہ کے ساتھ ساتھ کیف اور علیہ کے ناشتہ کرتے ہوئے ہاتھ رکھ گئے تھے علیہ سے تو یہ بات بالکل بھی برداشت نہیں ہوئی تھی اس لیے تو وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی ارشمیل کے علاوہ کوئی بھی اس کے یوں اٹھ کر چلے جانے کی وجہ نہیں جانتا تھا۔

"اب آپ ہی اپنی بہو سے کہے خالہ وہ ہی کہیں جانے کے لیے تیار نہیں ہے میں تو کب سے اسے کہہ رہا ہوں۔" ارشمیل نے سارا الزام عمامہ پر ڈال دیا وہ جو پہلے سے ہی غصہ تھی اس کی بات سن کر نفرت سے ارشمیل کو دیکھنے لگی تھی پھر کافی دیر تک عدینہ احد اور نگین بیگم نے عمامہ کی کھنچائی کرتے رہے اور وہ اپنی جگہ پر بیچ و تاب کھاتے رہ گئی تھی۔

وہ سب سے بچ کر جب لان میں آئی تو دیکھا ارشمیل اور علیہ کو ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے علیہ ارشمیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہہ رہی تھی۔

"تمہیں تو پتا تھا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہو پھر تم نے کیوں اس لڑکی سے شادی کیا ہے۔"

علیہ عمامہ سے اتنی نفرت کرتی تھی کہ اس کا نام تک اپنی زبان سے لینا گوارہ نہیں کرتی تھی۔

"مجھے معاف کر دو میں نے تمہارا دل دکھایا ہے میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔" وہ آگے

بھی بولنے والا تھا مگر علیہ نے اسے بیچ میں ہی روک دیا۔

"سب جانتے ہوئے بھی تم نے مجھے ہرٹ کیا۔" پتا نہیں کیوں عمامہ سے ان دونوں کی باتیں

بردشت نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ وہاں سے چلی گئی تھی اس نے یہ بھی نہیں جانا چاہا تھا کہ
ارشمیل علیہ سے اپنی صفائی میں کیا کہنے والا ہے یا اسے اپنی شادی کرنے کا کیا جواز دینے والا ہے

"میں تمہارے جذبات کی دل سے قدر کرتا ہوں مگر میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ میں
تمہارے لیے ایسے جذبات نہیں رکھتا ہوں میں صرف تمہیں ایک اچھا دوست مانتا تھا اور مانتا رہتا رہا مگر
تم نے میری دوستی کا الگ ہی مطلب اخذ کر لیا تھا میں صرف عمامہ سے محبت کرتا ہوں تم ہو سکتے تو
مجھے معاف کر دینا۔" اس کی بات سن کر علیہ کا دل ٹوٹ چکا تھا اسے بہت رونا آ رہا تھا مگر وہ
ارشمیل کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی اس لیے اس نے مسکراتے ہوئے ارشمیل سے کہا۔
"میں نے پہلے بھی کئی دفعہ تمہاری آنکھوں میں عمامہ کے لیے محبت دیکھا تھا میں تو بس تمہارے
منہ سے سننا چاہتی تھی اب جو کہ تم نے مجھے بتا دیا تو میں مان لیتی ہو مگر تم وعدہ کرو کہ تم
ہمارے بچ کی دوستی کو ختم نہیں کرو گے۔" علیہ کی بات سن کر ارشمیل نے مسکراتے ہوئے کہا
تھا۔

"ہاں میں ہمارے بچ کی اس دوستی کو کیسے ختم کر سکتا ہوں تم ہی تو میری ایک اکلوتی دوست بچی ہو
۔"

پھر وہ دونوں کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد لاؤنج میں مسکراتے ہوئے ایک ساتھ آئے تھے
عمائمہ جو کب سے ہاتھ میں بے مطلب میگزین لے کر بیٹھی تھی انھیں آتا دیکھ کر اس نے
ارشمیل کو اور اسے اپنی نگاہوں کے عتاب میں لیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے روم میں چلی گئی تھی کئی
دن تک اس پر اضطرابی کیفیت طاری رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا ہوا ہے جب
بھی ارشمیل اس کے پاس آتا تھا تو وہ اسے کوئی نا کوئی ایسا طنزیہ جملہ کہہ دیتی تھی کہ جس سے وہ
شدید غصے میں آ جاتا تھا۔

☆☆☆

کئی سارے دن ایسے ہی گزر چکے تھے عمائمہ کے دل کی نفرت ارشمیل کے لیے کم ہونے کا نام
نہیں لے رہی تھی وہ جب بھی اس کے قریب آتا اور اس سے پیار محبت کی باتیں کرنے لگتا تھا وہ
وہاں بھاگ جاتی تھی ارشمیل اس کے گریز کو اس کی جھجک سمجھ رہا تھا اسے نہیں خبر تھی کہ وہ
انداز ہی انداز کیا پلان بنا رہی ہے کیا سوچ رہی وہ جو پہلے اس کی ہر چیز پر نظر رکھتا تھا وہ کیا کر رہی
ہے کیا نہیں کہاں جا رہی ہے کہاں نہیں اس نے اب اس کی خبر رکھنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ اسے ایسا
محسوس ہوتا تھا کہ وہ ایسا کر کے اس پر اعتبار نہیں کر رہا ہے بلکہ اس پر شک کر رہا ہے وہ ابھی
ابھی آفس سے آیا تھا مگر اسے عمائمہ روم میں نظر نہیں آئی تو وہ سمجھا کہ وہ عدینہ کے ساتھ

ہوگی اس لیے اس نے اپنا کوٹ دور اچھال کر پھینک دیا اور ٹائی کے ناٹ ڈھلے کر کے بیڈ پر گر سا گیا وہ ابھی آنکھیں بند کیے لیٹا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی ارشمیل کو لگا کے ملازم آیا ہے اس کے لیے کافی لے کر اس لیے اس نے ایسے ہی آنکھیں موندے اجازت دیا تھا اس کی اجازت ملتے ہی علیسنہ روم میں آگئی تھی علیسنہ غور سے ارشمیل کے چہرے کے خوبصورت خد و خال دیکھنے لگی تھی کے تبھی ارشمیل کسی کی نظروں کی گہری تپش محسوس کر کے آنکھیں کھولنے پر مجبور ہو گیا تھا ارشمیل نے چونک کر اپنے سامنے کھڑی علیسنہ کو دیکھا اور اپنی جگہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ارے تم کب آئی علیسنہ مجھے لگا کے انوار آیا ہے کافی لے کر۔"

"میں ہی دستک دے کر اندر آئی تھی مجھے لگا کے تم ابھی جاگ رہے ہو گے مگر جو اندر آ کر دیکھا تو تم لیٹے ہوئے تھے اس لیے میں نے تم کو جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔" اس کی بات سن کر ارشمیل مسکراتے ہوئے بولا۔

"نہیں وہ بس میں ایسے ہی لیٹا تھا تم بتاؤ کیسے میرے روم میں آنا ہوا۔" ارشمیل اسے اپنے روم میں دیکھ کر چونک گیا تھا کیونکہ اس سے پہلے علیسنہ کبھی بھی اس کے روم میں نہیں آئی تھی۔
"وہ دراصل مجھے کچھ ضروری چیزوں کی شاپنگ کرنا ہے عمامہ جب باہر جا رہی تھی تو میں نے اس

سے کہا بھی کے مجھے ساتھ لے جائے مگر عمامہ نے یہ کہے کر انکار کر دیا کے اسے کچھ ضروری کام سے جانا ہے اور تم کو تو پتا ہے مجھے یہاں کے مال و شاپنگ سینٹر وغیرہ کے بارے میں پتا نہیں ہے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل حیران ہو گیا کے عمامہ کہاں جاسکتی ہے وہ تو اپنے گھر بھی نہیں جاسکتی تھی پھر اب وہ کہاں گئی ہو گی اور کیوں گئی ہے تبھی وہ اپنے جیب سے موبائل نکال کر اسے کال کرنے لگا تھا مگر عمامہ نے اس کا ایک بھی کال ریسیو نہیں کیا تھا اسے اب عمامہ کی فکر گھیرنے لگی تھی اس لیے تو وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا تھا اسے پریشان بیٹھا دیکھ کر علینہ گھٹنوں کے بل اس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"کیا بات ہے ارشمیل تم اتنے پریشان کیوں ہو گے ہو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولا۔

"نہیں بس ایسے ہی۔" اس ہی اثناء میں عمامہ وہاں آگئی اس کی آنکھوں نے یہ منظر بہت اچھی طرح سے دیکھا تھا مگر پھر اس نے ایک سرسری نظر ان دونوں پر ڈالا اور اندر آگئی ارشمیل اسے دیکھ کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"کہا گئی تھی تم؟" عمامہ کو علینہ کے سامنے اس کا ایسے سوال کرنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اس لیے وہ دھیرے سے بولی۔

"مجھے اپنا ایک ضروری کام پٹانا تھا۔" ارشمیل سمجھ گیا تھا کہ وہ علینہ کے سامنے پوری بات بتانا نہیں چاہتی ہے اس لیے اس نے زیادہ کریدنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"کیا تم ہمارے ساتھ شاپنگ پر چلنا پسند کرو گی۔" اب ارشمیل نے اسے اپنے ساتھ شاپنگ پر چلنے کی آفر دیا تھا جس کو اس نے بہت سختی سے رد کر دیا تھا۔

"نہیں میں بہت تھک گئی ہو۔" اس کا انکار سن کر ارشمیل کا دل چاہا کہ وہ بھی ناجائے مگر اس نے علینہ کے ساتھ جانے کے لیے ہامی بھر لی تھی اس لیے اسے مجبوراً اس کے ساتھ جانا ہی پڑا ان دونوں کو ایک ساتھ جاتا دیکھ کر عمامہ کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا مگر وہ اپنے دل کی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھی۔

اسے اس بات کا دکھ ستا رہا تھا کہ زندگی کے اتنے طویل سفر کو وہ کیسے کاٹے گی کیسے وہ آگے کی زندگی تنہا جیے گی اس گھر میں جتنے بھی لوگ تھے سب کے سب اپنی اپنی زندگی جی رہے تھے کسی کی زندگی کسی کو بھی پرواہ نہیں کوئی کسی کے زندگی میں دخل نہیں دیتا تھا نا ہی وہ اپنے دل کی باتیں عدینہ کو بتا سکتی تھی ان سب کے بیچ وہ خود کو بہت تنہا محسوس کرتی تھی اسے ایسا لگتا کہ ارشمیل نے زبردستی اسے اپنی زندگی میں شامل نہیں کیا ہے بلکہ وہ خود اپنی مرضی سے زبردستی اس کے زندگی میں آئی ہے تنہائی کا احساس اسے دن رات مار رہا تھا اس لیے اس نے اس بے نام سی تنہائی

سے پیچھا چھڑانے کے لیے ایک فیصلہ لیا تھا ایسا فیصلہ جو سب کی زندگی کو بدل سکتا تھا وہ ابھی اپنے فیصلے کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہ دونوں واپس آگے ان کے ہاتھ شاپنگ بیگ سے لدے ہوئے تھے دونوں کو ایک ساتھ اندر آتا دیکھ کر عمامہ اپنی جگہ پر سے اٹھ گئی اور جبراً مسکراتے ہوئے بولی۔

"آگے آپ لوگ"۔ اس کی بات کو ارشمیل نے انور کر دیا تھا جبکہ علیہ نے جواب دیا تھا۔
"ہاں آگئے ہیں ہم نے دھیر ساری شاپنگ کیا ہے تمہارے لیے بھی بہت کچھ خریدا ہے"۔ علیہ مسکراتے ہوئے بولی تھی علیہ کا اس کے ساتھ کچھ دن سے کافی اچھا برتاؤ ہو چکا تھا جسے دیکھ کر وہ سوچتی رہتی تھی کہ یہ بھی ارشمیل کی کوئی نئی چال ہے علیہ اور ارشمیل ایک ساتھ بیٹھ گئے اور اپنی شاپنگ کی باتیں کرنے لگے اس سے ان دونوں کا ایک ساتھ رہنا برداشت نہیں ہوا تو وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگی تھی کہ تبھی ارشمیل بولا۔

"پلیز ہم دونوں کے لیے دو کپ کافی بھیج دینا"۔ ارشمیل کی بات سن کر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے نکل گئی تھی اسے اس وقت ارشمیل پر بہت غصہ آ رہا وہ خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے جا رہی تھی۔

"مجھے ملازمہ سمجھ رکھا ہے کیا میں کیوں اس کام کروں جسے ضرورت ہو گی وہ خود ہی کرے گا ہنہ

۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے نیچے چلی آئی اور عدینہ کے روم میں جا کر بیٹھ گئی اس نے ناہی خود کافی بنایا تھا نا ہی کسی ملازم سے کہے کر بنوایا تھا وہ عدینہ کے روم میں بیٹھی کچھ سوچتے ہوئے اپنی نیل پالش کو گھور رہی تھی تبھی عدینہ بولی۔

"آپی کیا بات ہے آپ آج کل کچھ زیادہ ہی پریشان نظر آرہی ہے"۔ عدینہ کی بت سن کر وہ چونک گئی تھی تبھی نفی میں اپنا سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں تم کچھ زیادہ ہی دھیان دیتی ہو مجھ پر"۔ اس کی بات سن کر عدینہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"وہ اس لیے آپ کی آپ خود پر دھیان نہیں دیتی ہے تو مجھے ہی آپ کی کئیر کرنا پڑتا ہے وہ تو اچھا ہوا آپ کی شادی مرتضیٰ بھائی سے نہیں ہوئی ہے اگر ان سے ہو جاتی تو میں کیسے آپ کا دھیان رکھ پاتی تھی"۔ غلطی سے عدینہ کے منہ سے مرتضیٰ کا نام نکل گیا تو وہ خود ہی اپنی اس نادانی پر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگی تھی کیونکہ سامنے بیٹھی عمامہ کا چہرہ مرتضیٰ کا نام سن کر ہی دھوا لہو ہوا ہو چکا تھا عمامہ ایک جست سے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی وہ اپنے روم دوبارہ آئی تو اس کا روم علیحدہ اور ارشمیل سے خالی تھا اس نے ابھی سکون کا سانس لیا تھا بھی نہیں تھا کہ اسے

اپنے پیچھے سے ارشمیل کی آواز نظر آئی تھی۔

"میں نے کب سے تمہیں کافی لینے کے لیے بھیجا تھا مگر تم تو غائب ہی ہو گئی تھی۔" ارشمیل کی بات سن کر وہ غصے سے پلٹی تھی اور بولی۔

"میں تمہاری ملازم نہیں ہوں تم انٹرکام پر بھی تو بول سکتے تھے ناکافی کا مگر نہیں تمہیں تو صرف میں ہی نظر آتی ہو تکلیف دینے کے لیے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل مسکراتے ہوئے اس کے نزدیک آیا تھا اور اس کی سامنے آئی ہوئی لٹ کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔

"میں تمہیں زحمت نہیں دوں گا تو کسے دوں گا۔" عمامہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور بولی۔

"اسے ہی دیتے ناجو تمہارے ساتھ کافی پینا چاہ رہی تھی۔" اس کی یہ بات سن کر ارشمیل کی

مسکراہٹ قہقہے میں بدل گئی تھی اس نے اپنی نظروں میں عمامہ کے حسین سر آپے کو لیتے ہوئے بولا۔

"تو پھر یہ سب کام کروانے کے لیے مجھے علیحدہ سے دوسری شادی کرنا ہو گا۔" اس کی یہ بات آگ میں تیل کا کام کر گئی تھی وہ تڑخ کر بولی۔

"شوق سے کرو علیحدہ سے شادی ویسے بھی تم نے مجھ سے زبردستی شادی کیے تھے۔" اتنا کہہ کر وہ جانے لگی تھی کہ ارشمیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے کھینچ کر اپنے طرف کیا اور اس کی کمر کے

گرد اپنے بازوں کا حصار باندھتے ہوئے بولا۔

"بہت دن ہو گئے ہے ہم نے جم کرفائٹ نہیں کی چلو آج کرتے ہیں۔" اس کی بات سن کر عمائمہ غصے سے بولی۔

"مجھے تم سے ناں بات کرنے کا شوق ہے نا جھگڑنے کا۔"

"اچھا تو پھر اب کونسے نئے شوق پال لیے ہے میری وائف نے۔" اس کی بات سن کر عمائمہ ایک جست سے اس کے بازوں کا حصار توڑتے ہوئے بولی۔

"نئے نئے شوق تو تم پالتے ہو مسٹر ارشمیل یزدانی میں نہیں۔" اس کی اتنی کڑوی باتیں سن کر ہر روز کی طرح ارشمیل سرد آہیں بھرتا رہ گیا تھا۔

☆☆☆

شام کا وقت تھا پورے گھر میں ایک بے نام سی خاموشی چھائی ہوئی تھی پتا نہیں سب اسے بتائے بغیر کہا چلے گئے تھے وہ جب نیند سے جاگی تھی تب اسے پورا یزدانی ہاؤس خالی دیکھا تھا جس سے وہ تشویش میں بڑھ گئی تھی تبھی وہ سامنے سے آتے ہوئے انوار کو مخاطب کیا۔

"سنو سب لو کہا گئے ہیں؟"

"میڈم گھر کے تمام افراد کسی پارٹی میں گئے ہیں۔" ملازم نے بڑے ہی مہذب طریقے سے کہا اور

اپنا سر جھکا کر چل دیا تھا وہ یہ سن کر وہ حیران ہو گئی تھی کہ کسی نے اسے جگا کر بتا تو دور یہ تک نہیں پوچھا تھا کہ وہ پارٹی میں چل رہی ہے یا نہیں وہ جیسے اپنے روم سے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی تھی اسے بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس گھر میں کوئی اسے اہمیت نہیں دیتا ہے وہ اپنے دل کا بوجھ اپنے

آنسوؤں کے ذریعے کم کر رہی تھی تبھی اس کے روم کے دروازے پر دستک ہوئی اس نے سمجھ کے کوئی ملازم ہے اس لیے اس نے اجازت دے دیا اس کی اجازت پاتے ہی کیف روم میں آگیا تھا وہ اسے روتا دیکھ کر کھنکھارتے ہوئے بولا۔

"آہم کیا میں جان سکتا ہوں آپ کیوں رورہی ہے"۔ کیف کی آواز سن کر وہ اپنی سن ہو گئی تھی اسے نہیں پتا تھا کہ اس کے روم میں کیف موجود ہے وہ اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے اپنی جگہ پر آکھڑی ہوئی تھی اور بولی تھی۔

"نہیں وہ بس ایسے ہی رورہی تھی"۔ اس کی بات سن کر کیف اس سے دو قدم کا فاصلہ مٹاتے ہوئے آیا اور اس کے سر آپے پر اوپر سے لے کر نیچے تک نظریں دڑاتے ہوئے بولا۔

"ایسے ہی کوئی ہمیشہ نہیں روتا کوئی کوئی بات ضرور ہے"۔ اسے کیف کا ایسا دیکھنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اس کی یہ نظریں پورے وجود میں سنسناہٹ پیدا کر گئی تھی اسے اس کی چھٹی حس

سائن دئے رہی تھی کے بہت کچھ غلط ہونے والا ہے تبھی وہ دھیرے سے مگر سختی سے بولی تھی۔
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے تو آپ کی ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو کیوں ہے۔" اپنی بات کہے کر کیف نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا جس سے وہ اپنی جگہ بھونچکا کر رہ گئی تھی تبھی وہ کرنٹ کھا کر اس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی مگر کیف نے ایسا ہونے نہیں دیا تھا کیف نے ایک جست سے اسے اس کے بازو سے تھام لیا تھا اس کی اس حرکت کو عمامہ برداشت نہیں کر پائی تھی تبھی تو اس کا ہاتھ اٹھ گیا تھا کیف اس کا تھپڑ کھا کر شاید سدے میں چلا گیا تھا اس لیے تو کچھ پل کے لیے ساکت ہو گیا تھا اس کی آنکھیں لہو ہو رہی تھی عمامہ نے اس ہی موقع کا فائدہ اٹھا کر اسے دھکا دیا تھا وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی مگر اس کا پیر بری طرح میز سے ٹکرا گیا جس سے اس کے پیر میں شدید درد کی لہر ابھری تھی مگر وہ اپنے پیر کی بھی پرواہ کیے بغیر وہاں سے بھاگنے کے لیے آگے بڑھی تھی کے اتنے دیر میں کیف نے روم کا دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا یہ دیکھ کر اس کے کب کے رو کے آنسو بہنے لگے تھے اسے اس وقت اللہ کے ساتھ ساتھ ارشمیل بہت یاد آ رہا تھا وہ دل میں ہی ارشمیل سے بولی تھی۔
"پلیزارشمیل آجاؤ۔"

"محبت کرنے لگا ہوں تم سے مگر تم ہو کے تمہاری اکڑ ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے۔"
کیف کی بات سن کر عمامہ نے اپنے آنسوؤں بے دردی سے رگڑتے ہوئے بولی۔ "اسے محبت
نہیں کہتے ہے اسے تو حوس پرستی کہتے ہے اور میں کیسے کسی غیر کو خود کو ناپاک کرنے دوں تمہیں
یہ کہتے ہوئے تھوڑی سی بھی شرم نہیں آئی یہ سب سوچنے سے پہلے کم از کم اتنا ہی دھیان میں
رکھ لیتے کے میں تمہاری بھابھی ہو۔"

"نہیں ہوں تم میری بھابھی تم میرے لیے صرف عمامہ ہو تمہیں پتا ہے میں نے جب سے تمہیں
دیکھا تھا تب سے تم میرے اس دل میں سما گئی ہو تب سے میں تم سے دیوانوں کی طرح چاہنے لگا
ہوں مگر تم ہو کے کچھ بھی سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہو۔" کیف دھیرے دھیرے اس کے طرف
قدم بڑھاتے ہوئے بولا تھا وہ اپنے طرف اس کے بڑھتے ہوئے قدم دیکھ کر بولی۔
"پلیز کیف ایسا مت کرو۔"

"نہیں عمامہ میں اب اس دل کو اور نہیں سمجھا سکتا ہو۔" اتنا کہے کر اس نے عمامہ کو اپنے بازوؤں
میں دبوچ لیا تھا اپنے بچاؤں کے لیے عمامہ کے منہ سے ایک آخری بار ارشمیل کے نام کی
دلخراش کرنے والی چیخ نکلی تھی۔
"ارشمیل۔۔۔۔۔"

[HTTPS://EZREADERSCHOICE.BLOGSPOT.COM/](https://ezreaderschoice.blogspot.com/)

جاری ہے

تو ہی عشق تو ہی جنون

صاحبہ فردوس

آخری قسط

ارشمیل عمامہ کے تنہائی کے خیال سے آج جلدی آفس سے آگیا تھا وہ سڑیاں چڑھتے ہوئے اوپر جا رہا تھا تبھی اس کے کانوں میں عمامہ کی آواز پڑی تھی وہ اس کا نام لے کر زور سے چلا رہی تھی تبھی ارشمیل کو تشویش ہوئی کہ وہ اس کا نام لے کر اتنے زور سے کیوں چلا رہی ہے اس لیے اس نے اپنے قدموں کی رفتار کو تیز کر دیا اور دوڑتا ہوا اپنے روم تک پہنچا اب اسکی آواز صاف طور سے سنائی دے رہی تھی اس نے دروازے کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے لاک تھا وہ یہ دیکھ کر بدحواس ہو چکا تھا اس لیے وہ دوڑتے ہوئے نیچے آیا اور اپنے ملازم کو آواز لگانے لگا۔
"انوار۔۔ انوار۔" اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ ملازم اس کی ایک ہی آواز میں دوڑتا ہوا آیا تھا۔

"جلدی سے میرے روم کی ایکسٹر کی لاؤ"۔ اس کی بات سن کر ملازم پھرتی دیکھاتے ہوئے دوڑا اور اس کے روم کی چابی لے کر آیا وہ اپنے روم کی چابی لے کر تیز و تند سے دوڑتا ہوا روم تک آیا اس نے اس کی سے اپنے روم کا دروازہ کھولا اس نے اپنی نگاہوں کے سامنے جو منظر دیکھا تھا وہ نہایت ہی شرمیلیں تھا وہ مقام اس کے لیے موت جیسا تھا کیف عمامہ پر جھکا اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں لہوں ہو گئی تھی وہ غیض و غضب سے دوڑتا ہوا کیف کے پاس آیا اور اس کا گریبان پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا کیف اپنے سامنے ارشمیل کو دیکھ کر ہوا اس باختم ہو چکا تھا وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنے والا تھا کہ تبھی ارشمیل کا فولادی ہاتھ ایسے پڑا کہ اس کا سر چکر اگیا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے ساتھ ایسی ذلیل حرکت کرنے کی"۔ کیف جو اس کا تھپڑ کھا کر زمین پر گر چکا تھا وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اٹھا اور بولا۔

"مجھے یہ سب کرنے پر تمہاری بیوی نے اُکسایا تھا وہ ہی مجھ سے کہہ رہی تھی کہ وہ تمہارے ساتھ خوش نہیں ہے کیونکہ تم نے زبردستی اس کے ساتھ نکاح کیا تھا"۔ عمامہ اس کے سفید جھوٹ پر رونا بھول کر اسے حیرت زدہ نظروں سے ہی دیکھتے رہ گئی تھی تبھی ارشمیل کا ہاتھ دوبارہ اس پر اٹھا تھا وہ دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔

"مجھے عمامہ پر پورا یقین ہے کہ وہ کبھی تم سے ایسی باتیں نہیں کر سکتی ہے۔" ارشمیل کا خود پر یقین دیکھ کر عمامہ کی آنکھوں سے پھر سے آنسوں جاری ہو چکے تھے۔

"اس سے پہلے کے میں تمہاری اس حرکت کے بارے میں سب کو بتاؤ تم یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ورنہ مجبوراً مجھے پولیس کو بلانا ہو گا۔" اس کی بات سن کر کیف وہاں سے چلا گیا تو وہ عمامہ کے طرف متوجہ ہوا جو اسے مشکور نظروں سے دیکھ رہی تھی ارشمیل اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"کیا تم ٹھیک ہو۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں م۔۔ میں سونا چاہتی ہو۔" اس کی سرخ روتی ہوئی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھی اسے لگ رہا تھا وہ گناہگار بنا ہو کر بھی ہے کیونکہ وہ ارشمیل

کے بار بار سمجھانے پر بھی وہ نہیں مانی تھی ارشمیل اسے شرمندہ نہیں کرانا چاہتا تھا اس لیے اس نے عمامہ کے آنسو صاف کیا اور اس پر چادر ڈال کر لائٹ آف کر کے جانے والا تھا کہ عمامہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ عمامہ کی طرف حیرت سے دیکھتا رہ گیا تھا عمامہ اسے اپنے طرف حیرانی سے دیکھتا پا کر بولی۔

"پلیز تم کبھی مت جاؤ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے اپنا ہاتھ اس کے کانپتے

ہوئے ہاتھ پر رکھ دیا اور بیڈ کے کنارے پر ٹک گیا اسے عمامہ کی حالت دیکھ کر بہت برا محسوس ہو رہا تھا وہ اس کی اس حالت کا ذمے دار خود کو سمجھ رہا تھا کیونکہ اس نے ہی شہلا بیگم سے کہا تھا کہ وہ اسے پارٹی میں نالے جائے کیونکہ آج اس کا اردہ عمامہ کے ساتھ تھوڑا سا وقت بتانے کا مگر سب کچھ اس کی سوچ سے الٹ ہوا تھا اگر وہ جلدی گھر نہیں آتا تو شاید سب کچھ برباد ہو جاتا اس نے کیف کو صرف نگین بیگم کے وجہ سے جانے دیا تھا تاکہ انھیں کیف کے باعث شرمندگی نا اٹھانا پڑے وہ کیف کے کیے کی سزا انھیں شرمندہ کر کے نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ دل کے بہت اچھے تھے وہ کیف کے وجہ سے انھیں شرمندہ نہیں دیکھ سکتا تھا وہ رات بھر عمامہ کے لیے جاگتا رہا تھا عمامہ نیند سے کئی بار چونک کر ڈر کر اٹھی تھی ہر بار ارشمیل نے اسے دلا سے دیا تھا تسلی دیا تھا کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اس کے ساتھ ہے تب جا کر وہ سکون سے سو پائی تھی وہ رات اسے تکتے تکتے آنکھوں ہی آنکھوں میں بیت گئی تھی جب صبح ہوئی تو ارشمیل کے پورے وجود پر تھکن کا احساس اتر آیا تھا رات بھر ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اس کا پورا جسم سن ہو چکا تھا پیٹھ اکڑ چکی تھی اور درد کر رہی تھی تبھی وہ اپنے جگہ سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر رات بھر ایک جگہ بیٹھنے کی وجہ سے جلدی اس سے اٹھا نہیں گیا تھا مگر پھر بھی وہ ہمت کر کے اٹھ کھڑا ہوا کچھ دیر ٹہل کر اس نے کھڑکی پر پڑے پردے ہٹایا تھا جیسے ہی سورج کی روشنی عمامہ کے چہرے پر پڑی تھی وہ تھوڑا کسمسائی تھی تبھی ارشمیل نے اس کے آرام میں

خلل ناپڑنے کے باعث دوبارہ پردے ڈال دیا پھر خود شاور لینے واش روم میں گھس گیا وہ فریش ہو کر واپس آیا تھا تو تب بھی عمامہ ایسی ہی پڑی تھی اسلیے اسے تشویش ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور اس کا ماتھا چھو کر دیکھا جو انگارے کی طرح تپ رہا تھا شاید اسے خوف کی وجہ سے بخار آچکا تھا پھر اس نے انٹرکام پر ملازم کو ٹھنڈا پانی لانے کی ہدایت دیا ملازم چند ہی منٹوں میں ٹھنڈا پانی لے کر آیا تھا جب تک اس کا بخار کم نہیں ہوا تب تک ارشمیل ٹھنڈے پانی کی پیٹیاں لگاتا رہا بہت دیر بعد جب ارشمیل کو تسلی ہوئی کہ اس کا بخار کم ہو گیا ہے تب اس نے ٹھنڈے پانی کی پیٹیاں رکھنا بند کی۔ عمامہ کے ہوا سے بے دار ہوئے تو رات کا سانحہ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تبھی وہ ایک زوردار چیخ مار کر اٹھی تھی ارشمیل اس کے بیڈ پر ہی بیٹھا تھا اس نے عمامہ کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دیا اور اسے چپ کرواتے ہوئے بولا۔

"شش ڈرو نہیں میں ہونا"۔ عمامہ نے چیخنا تو بند کر دیا تھا مگر اب اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے ارشمیل سے اس کے بہتے ہوئے قیمتی موتی دیکھے نہیں گئے تھے تبھی اس نے عمامہ کو تحفظ فراہم کروانے کے لیے اپنے ساتھ لگایا تھا اور کو تھپکتے ہوئے بولا۔

"کل جو کچھ بھی ہوا ہے اسے بھول جاؤ"۔ عمامہ کی ناک کی نتھوں میں اس کے اس پر فیوم کی خوشبو گھسی تو اسے ار شمیم سے قربت کا احساس ہوا وہ جلدی سے اس کی گرفت سے نکلنا چاہتی تھی مگر ار شمیم نے ایسا ہونے نہیں دیا تبھی وہ زور لگا کر اس سے دور ہوئی اور بولی۔

"دور ہٹو مجھے تمہاری ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم یہ ہمدردی جتنا کر میرے قریب آنا چاہتے ہو نا کل جو کچھ بھی ہونے والا تھا کہیں نا کہیں تم بھی اس کے ذمے دار ہو مجھے تم سے تمہارے وجود سے نفرت ہے میں کبھی تمہیں معاف نہیں کرو گی"۔ اس کے ایسا کرنے سے ار شمیم کو شدید توہین کا احساس ہوا تھا تبھی وہ برہمی سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے سختی سے دباتے ہوئے بولا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ سختی سے پیش نہیں آنا چاہتا ہوں مگر تم مجھے مجبور کر رہی ہو کل جو کچھ بھی ہوا ہے اس کی ذمے دار صرف اور صرف تم ہو میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم کیف کے ساتھ زیادہ بے تکلف مت ہونا مگر تم پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا تم کیسے بھول گئی تھی کہ تم ایک لڑکی ہو جس پر کچھ حدیں کچھ پابندیاں لاگو ہوتی ہے سو مجھ پر الزام دینے سے پہلے خود کی حرکتوں کے بارے میں سوچ لینا"۔ وہ اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر جو بات اس نے کہی

تھی وہ برداشت کے باہر تھی اس لیے ارشمیل نے اسے اس وقت زک پہنچانا خود پر فرض سمجھا تھا۔

☆☆☆

کیف کے جانے کے کچھ دن بعد ہی علینہ اور نگین بیگم واپس اپنے ملک چلے گئے تھے ان کے جانے سے گھر میں ایک الگ ہی طرح کا سکوت چھا گیا تھا عمامہ میں اس رات کے بعد سے ایک الگ ہی تغیر درپیش ہوا تھا وہ جو ارشمیل سے کتراتی اس سے گریز کرتی تھی اس سے بات نہیں کرتی تھی وہ اب بنا اس سے بنا لڑے بنا ڈرے بات کرتی تھی وہ جو پہلے سیدھے منہ اس کی بات کا جواب نہیں دیتی تھی وہ اب نہایت ہی نرمی سے اس کے ساتھ پیش آرہی تھی ارشمیل اس میں آئی اس تبدیلی کو بہت اچھی طرح سے نوٹ کر رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ عمامہ میں بھی دھیرے دھیرے ہی صحیح اس کے عشق میں گرفتار ہو رہی وہ یہی سوچ سوچ کر خوش ہو رہا تھا لیکن اس کی چینی کے جتنا شیریں ہونے کی کہانی کچھ اور ہی تھی وہ جلدی ارشمیل کی بے تہاشا محبت کی کہانی کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی اس نے آگے کا لائحہ عمل طے کر لیا تھا کہ کیسے ارشمیل کے کھیل میں اس کے ہی طریقے سے اسے مات دی جائے وہ سب کچھ بھول سکتی تھی مگر ارشمیل کی نفرت نہیں بھول سکتی تھی تبھی تو اپنے انتقام میں اندھا ہو کر اسے ارشمیل کی بے

پنہاہ محبت نظر نہیں آرہی تھی جب ہمارے دل میں کسی کے لیے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو تب ہمیں سامنے والے کی محبت بھی جھوٹ فریبی لگتی ہے اسے بھی سب جھوٹ لگ رہا تھا ارشمیل اس کے اس بدلاؤ سے بہت خوش تھا تبھی تو اس نے عمامہ کو تنگ کرنا چھوڑ دیا تھا ارشمیل آفس سے آیا تو دیکھا وہ روم میں بیٹھی میگزین پڑھنے میں مصروف تھی اسے اپنے قریب بیٹھا دیکھا تو وہ چونک کر اپنی جگہ کھڑے ہو گئی تھی ارشمیل نے اس کا چونک کر کھڑے ہونا بہت اچھے سے نوٹ کیا تھا تبھی تو اس نے عمامہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیٹھایا اور اپنی آستین فولڈ کرتے ہوئے بولا۔

"کہاں جا رہی ہو ڈیئر مسز؟"۔ اس کی بات سن کر عمامہ اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولی۔

"وہ۔۔۔ وہ میں واش روم میں جا رہی تھی"۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت ساری تبدیلیاں آئی ہے مگر تم ابھی بھی میرے قریب آنے سے کتراتی ہو گھبرا جاتی ہو ایسا کیوں ہے؟"۔ اس کی بات سن کر عمامہ سوچنے لگی کہ وہ اس کے سوال کا کیا جواب پیش کرے کیا کہہ کے وہ اب بھی اس سے اتنی ہی نفرت کرتی ہے مگر اب اس کی نفرت کرنے کا انداز تھوڑا جدا ہو چکا تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"مجھے تو یہی لگتا ہے مگر تم کہہ رہی ہو تو میں مان لیتا ہوں ویسے آج کہاں جانے کا اردہ ہے اتنی تیار شیار کیوں ہوئی ہو۔" اس کی آخری کی بات سن کر عمامہ دوبارہ گھبرا گئی تھی تبھی اپنے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔

"کہی نہیں وہ بس ایسے ہی۔" ارشمیل کو وہ کریم کلر کے ڈریس میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی حالانکہ وہ ہر روز ایسے ہی نٹ نئے ڈیزائنڈ ڈریس پہنتی تھی مگر آج ارشمیل نے اسے کچھ زیادہ نوٹس کیا تھا اس لیے وہ اسے اس ڈریس میں بہت اچھی لگ رہی تھی۔ "میں اپنے لیے کافی بنانے جارہی ہوں کیا تم پیو گے؟" اس کی بات سن کر ارشمیل کے ہونٹوں پر ازلی مسکراہٹ در آئی تھی۔

"اتنی عنایت اتنا کرم کیوں کیا اس سب کے پیچھے تمہارا کوئی بہت بڑا لائحہ عمل چھپا ہوا ہے کیا یہ سب کر کے تم مجھ پر ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہو چکی کیا حقیقت ہے کیا فریب ہے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔" اس کی ایسی باتیں عمامہ کے پسینے چھڑانے کے لیے کافی تھی وہ ارشمیل کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دے پائی تھی اس لیے تو وہاں سے چلی جانا چاہ رہی تھی تبھی ارشمیل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھنچا تھا وہ اس کے اس فعل سے اس کے

بہت قریب آگئی تھی اتنا کہ اس کے تن کی مہک کے ساتھ ساتھ اس کی دل کی دھڑکن بھی واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"بتاؤ مجھے کیا ہے یہ سب کیا تمہارے قدم میری محبت کے طرف بڑھ رہے ہیں کیا تم مجھ سے محبت کرنے لگی ہو؟" اس کی بات سن کر عمامہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔
"مجھے جانے دو۔" اس کی بات سن کر ارشمیل نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بولا۔

"جاؤ مگر کافی لے کر جلدی واپس آنا۔" ارشمیل کی بات سن کر وہ دوڑتے ہوئے اپنے روم سے نکل گئی تھی اسے جاتا دیکھ کر ارشمیل ہنستے ہوئے اپنا سر کھجاتا رہ گیا تھا۔

وہ بیس منٹ بعد دونوں کے لیے کافی بنا کر لے آئی تھی اس ہی اثناء میں ارشمیل بھی فریش ہو کر آگیا تھا ارشمیل نے اس کے بائیں ہاتھ میں کافی کا کپ تھامنے کی کوشش کی تو عمامہ نے اسے اپنے دائیں ہاتھ میں کا کپ تھما دیا ارشمیل نے چپ چاپ وہ کپ تھام لیا اور پینے لگا

تھامنے نے مسکراتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈال کر کافی کا کپ اپنے لبوں سے لگا لیا پھر وہ آگے بڑھ گی تو ارشمیل بھی اس کے پیچھے چل دیا ارشمیل کی ابھی کافی پینا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا سر بری طرح چکرانے لگا تھا تبھی اس نے عمامہ کا ہاتھ تھام لیا تھا عمامہ کے ہاتھ سے اپنا کافی کا کپ چھوٹ کر زمین پر گر پڑا تھا وہ اب ارشمیل کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ڈیئر مسز تم نے کافی میں کیا ڈالا تھا"۔ ارشمیل اسے اپنے ساتھ لے کر لڑکھڑاتا ہوا بولا تھا۔

"میں نے ک۔۔۔ کچھ بھی نہیں ڈالا تھا"۔ وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

"پھر میرا سر کیوں چکرا رہا ہے۔۔۔ اور تم کیوں ٹھیک ہو"۔

"پ۔۔۔ پتا نہیں مجھے لگتا ہے کہ تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے"۔ اتنا کہہ کر عمامہ نے اسے

سنہالتے ہوئے بیڈ تک لے گئی اور اسے لیٹا دیا وہ اسے لیٹانے کے بعد وہاں سے جانے لگی تھی
کہ ارشمیل نے اس کا ہاتھ بہت ہی مضبوطی سے تھام کر اسے کھینچ لیا جس سے وہ سیدھے ارشمیل
کے اوپر جاگری تھی ارشمیل کی آنکھیں بوجھل ہو چکی تھیں وہ بے ہوشی میں جاتے ہوئے
اسے بولا تھا۔

"ڈیئر مسز مجھے دھوکا دینا کبھی مت سوچنا"۔ ارشمیل اتنا کہہ کر بے ہوش ہو چکا تھا اس نے
ارشمیل پر جھک کر اپنی تسلی کر لی کہ وہ سچ میں بے ہوش ہے یا ڈرامہ کر رہا ہے تبھی اسے تسلی
ہوئی تو اس نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے ہاتھ کا بریسلٹ کا ہک ارشمیل کے شرٹ
میں جاٹک تھا اس نے بہت نکالنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں نکلا تو عمامہ سے اپنے

دانت سے نکالنے لگی اس طرح سے عمامہ اس کے بہت قریب ہو چکی تھی تبھی عمامہ کی نظر اس
کے خوبصورت چہرے پر پڑی وہ کچھ دیر کے لیے اس میں کھوسی گئی تھی اس نے اپنے ایک ہاتھ

سے ارشمیل کے پیشانی پر آتے ہوئے بالوں کو ٹھیک کیا اور دوبارہ اس کے چہرے میں کھو گئی
پھر اسے خیال آیا کہ وہ اس طرح اس شخص کے بہاؤ میں نہیں بہے سکتی ہے تو وہ جلدی سے وہاں
سے اٹھ گئی اور پہلے سے ہی پیک کیا ہوا اپنا بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے جیسے ہی دروازے کا ہنڈل گھمایا تو دیکھا دروازہ اندر سے لاک تھا وہ یہ دیکھ کر خود سے
بڑبڑائی تھی۔

"یہ کیسے لاک ہو گیا ابھی تو کھولا تھا۔" تبھی پیچھے سے ارشمیل کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی
تھی۔

"یہ میں نے لاک کیا ہے۔"

اس کی آواز سن کر وہ گھبرا کر پیچھے مڑی اور اس کے ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔
اے سی میں بھی اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے اور وہ سوچ رہی تھی کہ یہ سب کیسے ہو گیا یہ تو
بے ہوشی کی دوا کے زیر اثر بے ہوش ہو گیا پھر وہ کیسے جاگ گیا ہے؟
"مجھے ہوش میں دیکھ کر تمہارے ہوش کیوں اڑ گئے ڈیر مسز؟"

ارشمیل یہ کہتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کر اسکے پاس آ گیا تھا اس نے عمامہ کا کانپتا ہوا ہاتھ تھام لیا
اس کے ہاتھ کی گرفت ایسی تھی جیسے کسی نے بہت سخت پتھر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا ہو عمامہ

کو لگ رہا تھا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ جائے گا تب ہی اس نے غصے سے دوبارہ استفسار کیا۔

"مجھے دھوکہ دے کر بھاگ رہی تھی نا تم؟"

ارشمیل کی جلتی ہوئی نگاہوں کی تپش سے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جل کر خاکستر ہو جائے گی اس کے ہاتھ کا لمس ایسا تھا جیسے کسی نے دھکتے ہوئے انگارے اس کے ہاتھ پر رکھ دیے ہوں عمامہ نے اس کی سلگتی ہوئی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کیا۔

"جواب دو عمامہ حیدر۔" وہ اس بار اتنی سختی سے بولا کہ عمامہ نے غصے سے اسے دیکھا اور اونچی آواز میں بولی۔

"ہاں میں جا رہی تھی تمہیں چھوڑ کر، میں اس عذاب خانے میں مزید قید ہو کر نہیں رہ سکتی تمہاری شکل دیکھ کر مجھے خود سے نفرت ہوتی ہے میں سوچتی ہوں کہ کیسے میں اتنے دن سے بنا کوئی احتجاج کیے، تمہارے ساتھ رہ رہی ہوں کئی دنوں بعد مجھے آج یہ موقع ملا مگر پتا نہیں تم کیسے ہوش میں آ گئے؟"

وہ بجائے شرمندہ ہونے کے، اسے تأسف بھری نگاہوں سے گھور رہی تھی اسے ارشمیل کے جاگ جانے کا بہت ملال تھا ارشمیل نے نفرت بھری نظروں سے اسے دیکھا اور کندھوں سے تھام کر اپنے قریب کر لیا اور بتانے لگا کہ

جب وہ کافی بنانے لگی تو اس کے موبائل فون پر وکیل کا فون آیا اور وکیل نے ارشمیل کو بتایا کہ عمامہ اس سے علیحدگی چاہتی ہے اور اس نے طلاق کے کاغذات بھی تیار کروا لیے ہیں وکیل نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ کر جا رہی ہے وکیل کی بات سن کر پہلے تو وہ بہت

پریشان ہوا مگر پھر اسے عمامہ کی ایک ایک بات یاد آنے لگی کہ کیسے اس میں اتنی جلد اتنی بڑی تبدیلی آئی کیسے ان چند ہی دنوں میں وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہو گئی تھی وہ یہی بات کرنے کے لیے غصے میں عمامہ کے پیچھے کچن میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہ کافی کے ایک مگ میں کچھ گولیاں ڈال رہی تھی۔

وہ ٹھٹھک کر کچن کے دروازے پر ہی رکا یکدم اسے عمامہ کا پلان سمجھ آنے لگا اور اسے کاغضہ دوچند گیا تھا لیکن پھر اس نے ضبط کیا اور واپس کمرے میں آکر عمامہ کا انتظار کرنے لگا کچھ ہی لمحوں بعد عمامہ نے کمرے میں آکر اسے کافی کا مگ تھمایا اور خود کھڑکی کی جانب بڑھی ارشمیل نے اسی موقع کا فائدہ اٹھایا اور مگ کی آدھی کافی گلڈان میں انڈیل دی جس سے عمامہ کو لگا کہ اس نے آدھی کافی پی لی ہے اسی وقت ارشمیل نے جان بوجھ کر ایسا ڈرامہ کیا کہ عمامہ کو لگا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔

یہ سب سن کر عمامہ نفرت سے اس کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی کہ اچانک اس نے عمامہ کا منہ اپنے ہاتھوں میں دبوج لیا اور بولا۔

"سومائی ڈیر وانف!"

"میرا پلان کیسا لگا تمہیں؟" عمامہ نے اس کے ہاتھوں جھٹک دیا اور بولی۔

"تم بہت برے ہو ارشمیل! بہت برے۔۔!"

"تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے لیے تم پچھتاؤ گے۔"

"کچھ تاؤ گی تو اب تم عمامہ حیدر"

"تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ تم مجھ سے دور جاسکو گی اور مجھ سے علیحدہ ہو پاو گی؟ میں جتنی نرمی تمہارے ساتھ برت رہا تھا، تم نے اس کا بہت ناجائز فائدہ اٹھا لیا لیکن اب میں تمہیں اور فائدہ نہیں اٹھانے دے سکتا نہ ہی تمہیں اپنی من مانی کرنے دوں گا۔"

"اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ اصل میں ارشمیل یزدانی کی نفرت کیا ہے؟؟؟"

ارشمیل نے سختی سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش ناکام ہونے پر تلخی سے کہنے لگی۔

"ویسے تم بہت اچھے اداکار ہو مگر میری بھی بات سن لو اگر میں تمہارے گھر رہوں گی تو ہی تم مجھ اپنی من مانی کرنے سے روکو گے نا اس لیے میں سب کو بتا دوں گی کہ تم نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا تھا اور مجھے پاگل بنانے میں تم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تمہارے وجہ سے مجھے ڈپریشن کی ادویات لینا پڑتی ہیں تمہاری وجہ سے میرے بابا کی آخری نشانی، میرا گھر بک گیا تم نے مجھے کس کس طرح برباد کیا میں سب کچھ بتا دوں گی اس لیے چھوڑو مجھے میں یہاں سے جا رہی ہوں اس نے زوردار جھٹکے سے ارشمیل سے ہاتھ چھڑوایا ارشمیل کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اس کی وجہ سے ڈپریشن کی ادویات لے رہی ہے لہذا چند لمحوں کے لیے اسے بہت افسوس ہوا مگر پھر اس کی نظر کمرے سے باہر جاتی ہوئی عمامہ پر پڑی تو ایک جست میں اس کے پاس آیا اور اس کے بازو سے پکڑ کر دوبارہ اسے اپنے قریب کر کے بولا۔"

"ایسے کیسے میں تمہیں جانے دے سکتا ہوں ڈیر مسز؟ ابھی تو تم سے بہت سارے حساب برابر کرنے ہیں، تمہیں دھوکہ دہی کی سزا دے کر اس ہارجیت کے کھیل کو اختتام پر پہنچانا ہے تمہیں یہ بتانا ہے کہ فی الحال میں تم سے نہیں ہارا اور نا ہی تم ابھی جیتی ہو۔"

"کیا کر لو گے تم؟؟" اس کی بات سن کر عمامہ نے زور سے چلا کر کہا۔

"چلاؤ مت عمامہ میں بھی چلا کر سب کو بتا سکتا ہوں کہ تم میرے نکاح میں ہونے کے باوجود کسی غیر شخص کے لیے گھر چھوڑ کر بھاگ رہی تھیں۔"

ارشمیل کا الزام سن کر سن کر وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی وہ حیران تھی کہ وہ یہ کیوں سمجھ رہا ہے کہ وہ مرتضیٰ کی محبت میں اسے چھوڑ کر جا رہی ہے۔

"ٹھیک ہے تم میرے کارنامے بتاؤ، میں تمہارے کارنامے بتاتی ہوں۔"

"اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ابھی تو تمہارے پر کاٹنے ہے۔"

اس کی بات سن کر عمامہ حواس باختہ ہو کر سوچتی رہ گئی کہ اس کے پر کاٹنے سے کیا مراد تھی ارشمیل کی؟ وہ کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ؟ اتنے دن نکاح میں رہنے کے باوجود اس نے عمامہ سے فاصلے قائم رکھا تا کہ اسے تکلیف نہ پہنچے مگر اب اس کی نگاہوں میں جو انتقام کی آگ جل رہی تھی وہ عمامہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی یکدم عمامہ نے خوفزدہ ہو کر اس سے دور ہونا چاہا مگر ارشمیل نے اسے اور بھی قریب کر لیا عمامہ نے اسے خود سے دور کرنے کے ہزار جتن کیے مگر وہ اس طوفان کے آگے تیز ثابت ہوئی تھی۔ آخر وہ اپنی من مانی کرنے میں کامیاب

ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا حق استعمال کر لیا تھا۔ ارشمیل نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور دھکیلا اور وہاں سے چلا گیا اور وہ کمرے میں اکیلی بیٹھی سسکتی ہی رہ گئی آخر اس نے عمامہ کو حاصل کر ہی لیا تھا اس کی ہمیشہ کی مراد آج بر آئی تھی عمامہ اپنی نسوانی انا کے بت کو یوں پاش پاش ہوتا دیکھتی ہی رہ گئی وہ اس لمحہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھی اور ارشمیل اس کی کمزوری کو خوب اچھی طرح سے جان گیا تھا اس لیے توچن کر اس کے لیے ایسی سزا کا انتخاب کیا کہ آج وہ خود اپنی نگاہوں میں گر گئی تھی عمامہ کو اپنے وجود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی تبھی وہ اپنا وجود گھسیٹتی ہوئی واش روم میں گئی اور اپنے لبوں کو، اپنے چہرے کو، ہاتھوں کو رگڑ رگڑ کر دھونے لگی۔ اسے آج اپنے خوبصورت وہ دھندلی نگاہوں سے آئینے میں اپنے سرخ چہرے کو دیکھنے لگی چہرے سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی تبھی اس نے واز اٹھا کر آئینے پر دے مارا جس سے آئینہ کئی ٹکڑوں میں بٹ گئے کافی دیر دل کھول کر رونے کے بعد وہ واش روم سے باہر نکلی تو دیکھا کہ ارشمیل بیڈ پر بہت ہی سکون سے نیم دراز تھا انداز ایسا کہ جیسے کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ عمامہ اس کے سامنے جا کر رکی اور غصے سے بولی۔

"تم دنیا کے نہایت ہی گرے ہوئے شخص ہو میری کمزوری کو تم اپنی طاقت بنانے کا سوچنا بھی مت! میں نے اس بار برداشت کر لیا ہے مگر آئندہ نہیں کروں گی۔"

عمامہ کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے حلق میں کانٹے اگ آئے ہوں وہ بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس سے رونے کی وجہ سے بولا نہیں جا رہا تھا ارشمیل نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی جیسے اس کا ان باتوں سے کوئی لینا دینا ہی ناہو۔

"تم نے یہ سب اپنی انا کو تسکین پہنچانے کے لیے کیا ہے ناب تو مل گیا سکون حوس پرست آدمی خوش ہو جاؤ کیونکہ تم نے آج بہت بڑا معرکہ مالیا ہے عمامہ حیدر کو پاش پاش کر کے"۔ اس بات پر ارشمیل نے استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا اور تلخی سے کہنے لگا۔

"تم تو ایسے برتاؤ کر رہی ہو جیسے میں نے تمہاری عزت پر ڈاکہ ڈال دیا ہو میں تم پر شرعی حق رکھتا جو تم نے کبھی یہاں! ہو اس لیے اب یہ واویلا بند کرو اور چپ چاپ سو جاؤ۔۔۔ اور ہاں خبردار سے فرار ہونے کے بارے میں دوبارہ سوچا، میں تمہیں دوسری بار معاف کر رہا ہوں اس لیے تیسری بار تم نے ایسا سوچا بھی تو دیکھنا کیا حال کروں گا تمہارا۔۔۔"

وہ یہ کہہ کر کروٹ لے کر سو گیا اور عمامہ رات بھر آنسو بہاتے ہوئے ایک ہی انداز میں ساکت بیٹھی رہی۔

☆☆☆

بہت سارے دن ایسے ہی بیت چکے تھے۔

دونوں نے ہی اس رات کے بعد سے ایک دوسرے سے بات کرنا ترک کر دیا تھا عمامہ کے لبوں پر ایسے خاموشی کا قفل لگا کہ وہ کسی کے مخاطب کرنے پر بھی ہوں ہاں میں جواب دیتی تھی۔ سب ہی گھر والوں نے ان دونوں کے بیچ کی جامد خاموشی اور سرد انداز کو بہت اچھی طرح سے محسوس کیا تھا مگر کسی نے بھی اس کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اس دن بھی سب رات کا کھانا کھا رہے تھے تو شہلا بیگم نے ارشمیل اور عمامہ سے بات کرنے کی ٹھانی جس کے لیے انھوں نے بہانے سے بات چھیڑی اور احد کو مخاطب کیا۔

"احد تم نے ہمارے ہونے والے پوتا یا پوتی کا کیا نام سوچ کر رکھا ہے؟"

شہلا بیگم کی بات سن کر احد عدینہ کے طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مام! یہ حق تو میں نے عدینہ کو دے رکھا ہے وہ جو نام کہہ گی وہی نام بے بی کا ہو گا۔"

احد کی بات سن کر عدینہ کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں، تب ہی وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔

"آپی جو بھی نام بتائیں گی میں وہی نام رکھوں گی۔"

عدینہ نے یہ ذمہ داری عمامہ کے سر پر ڈال دی جس سے وہ گھبرا کر کہنے لگی۔

"میں یہ ذمہ داری کیسے لے سکتی ہوں اور ویسے بھی ماں باپ کا پہلا حق ہوتا ہے ان کی

اولاد پر۔" اس کی بات میں درست تھی مگر عدینہ سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھی۔

"نہیں آپی بے بی کا نام تو آپ ہی رکھیں گی ویسے بھی آپ کے تودو درشتے ہوں گے۔" عدینہ کی

بات سن کر اس کی نگاہ بے ساختہ ارشمیل پر پڑی جو ان سب باتوں سے انجان بننے ہوئے کھانا

کھانے میں مصروف تھا۔

"ارشمیل اور عمامہ دونوں مل کر ہونے والے بے بی کا نام طے کریں گے۔" کافی دیر سے چپ

چاپ بیٹھے وقار صاحب بولے تو ان کی بات سن کر ارشمیل حیرت سے ان کے طرف دیکھنے لگا

پھر کہنے لگا۔

"ڈیڈ آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے مجھے اس بات کا بہت تجربہ ہے۔"

"تجربہ نہیں ہے تو ہو جائے گا اب میرے بعد آپکا ہی نمبر ہے بھائی۔"

احد نے لقمہ دیا تو شہلا بیگم، وقار صاحب اور عدینہ تینوں ہی ہنسنے لگے جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو نفرت سے گھورنے لگے تھے۔

"ارشمیل اور عمامہ کی شادی کو کتنا عرصہ بیت چکا ہے؟" وقار صاحب نے یہ سوال شہلا بیگم سے کیا تھا مگر اس کا جواب عدینہ نے دیا۔

"ڈیڈ تقریباً سات مہینے ہو چکے ہیں۔"

"اور ان سات مہینوں میں یہ دونوں ایک بار بھی ایک ساتھ باہر نہیں گئے۔" اب کی بار شہلا بیگم بولیں۔

"جی ماماں لیے ہی ہم نے بھائی کو کچھ دن کے لیے آفس سے فارغ کر دیا ہے تاکہ وہ بھابھی کو کچھ وقت دے سکیں۔" احد کی بات سن کر ارشمیل حیرانی سے سب کو دیکھنے لگا، اس کی حیرانی کم کرنے کے لیے عدینہ شرارت سے بولی۔ "بھائی آپ زیادہ حیران نا ہوں ہم آپ دونوں کو زیادہ دن کے لیے نہیں بھیج رہے،

بس چند دن کی ہی بات ہے کل کی فلائٹ سے آپ دونوں لندن جا رہے ہیں۔"

شہلا بیگم کی بات عمامہ سے برداشت نہیں ہوئی تو وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی اس کے یوں اچانک اٹھ کر جانے کا کسی نے نوٹس نہیں لیا ارشمیل کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آیا تو دیکھا وہ کمرے کی چیزیں غصے سے پھینک رہی تھی ارشمیل غضبناک تیور لیے اس کی طرف بڑھا اور

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے بولا۔

"یہ کیسی بچکانہ حرکت ہے؟"

"یہ بچکانہ حرکت نہیں ہے یہ اس بات کا ردِ عمل ہے جو ابھی کھانے کی میز پر ہوئی ہے، میں ہر گز تمہارے ساتھ باہر نہیں جاؤں گی سمجھ تم؟؟"۔ وہ غصے سے بولی تو ارشمیل بھی غصے سے کہنے لگا۔

"مجھے بھی تمہارے ساتھ کہیں جانے کا شوق نہیں ہے مگر اب جبکہ تم انکار کر رہی ہو تو میں لازمی جاؤں گا اور تمہیں بھی میرے ساتھ آنا ہو گا۔"

"میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔" اتنا کہہ کر عمامہ نے اپنا آپ ارشمیل سے چھڑا لیا اور وہاں سے چلی گئی۔

☆☆☆

اس کے بعد عمامہ نے ایسے بیماری کا بہانہ بنایا کہ کسی نے ان پر لندن جانے کے لیے زور نہیں دیا تھا صبح کے بارہ بجے کا وقت تھا وہ راہداری عبور کرتے ہوئے باہر نکل رہی تھی وہ اس کی راہ میں حائل ہو گیا اور دھیرے سے بولا۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟"

"اب کیا تم میرے ہر چیز کا حساب رکھو گے؟" عمامہ کا جواب سن کر وہ غصے میں آچکا تھا۔

"ہاں ایک شوہر ہونے کے ناطے مجھے تمہاری ہر چیز کا حساب رکھنا ضروری ہے اگر ہر شوہر آنکھیں بند کر کے اپنی بیوی پر اندھا اعتماد کرنے لگے تو پھر بیویاں اسکا ناجائز فائدہ اٹھاتی ہے جیسے کے تم نے اٹھایا تھا"۔ آخر میں اس نے عمامہ پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارے منہ نہیں لگنا ہے میرا راستہ چھوڑو"۔ عمامہ کی بات سن کر وہ مسکراتے ہوئے قریب آگیا اور دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"تمہارا راستہ چھوڑ دو گا تو تم بھاگ جاؤ گی"۔ اس کی بات سن کر عمامہ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں وہ ارشمیل کو پیچھے ڈھکیلتے ہوئے بولی۔

"مجھے اس بارے میں اور کوئی بات نہیں کرنا ہے اچھا ہو گا کہ تم بھی اس بات کو بھول جاؤ"۔

وہ دوبارہ اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا۔

"اب تم اپنی آزادی بھول جاؤ کیونکہ میں تمہیں کہی پر بھی تنہا نہیں جانے دے سکتا ہو آج سے تم جہاں بھی جاؤ گی میں سایے کی طرح تمہارے ساتھ رہو گا چلوں ابھی میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہو"۔ اس کی بات سن کر عمامہ سخت لہجے میں بولی۔

"میں پاگل خانے جارہی ہواڈمٹ ہونے کیا تم چلوں گے میرے ساتھ؟" اس کا لہجہ ایسا تھا کہ ناچاہتے ہوئے بھی ارشمیل کو ہنسی آگئی تھی۔

"ٹھیک ہے چلوں"۔ اسے اپنے ساتھ چلنا پر تول ہو تا دیکھ کر عمامہ نے اپنا سر تھام لیا جھنجھلاہٹ سے بولی۔

"مجھے کہیں نہیں جانا ہے تم ہی چلے جاؤ"۔ اتنا کہہ کر وہ اندار کی جانب بڑھنے لگی تو ارشمیل دوبارہ اس کی راہ میں حائل ہوتے ہوئے بولا۔

"اگر تم اکیلی گھر سے باہر نکلی تو اپنے آگے کا انجام سوچ کر ہی نکلنا سوچ لینا کہ آگے تمہارے ساتھ کیا کیا حادثات پیش آسکتے ہیں تم خود ہی سمجھا رہو"۔ اس کی بات سن کر عمامہ حیدر تحقیر بھری نظروں سے اس کی پشت کو گھورتے رہ گئی تھی وہ جانتی تھی کہ اس کے زیادہ ضد کرنے کا انجام بہت برا ہو سکتا ہے اس لیے وہ خاموشی سے واپس پلٹ گئی ارشمیل اس کا خود سے ڈرا ہوا چہرہ دیکھ کر مسکراتے ہوئے آفس کے لیے نکل گیا۔

☆☆☆

شام کا وقت تھا جب وہ عدینہ اور شہلا بیگم کے ساتھ بیٹھی گرما گرم کافی کا لطف اٹھا رہی تھی

تبھی عدینہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"آپنی کتنا عرصہ ہو چکا ہے میں نے ہمارا گھر نہیں دیکھا پتا نہیں آج کل مجھے ہمارے گھر کی بہت یاد آرہی ہے کیوں نا ہم لوگ کل اپنے گھر چلے"۔ اس کی بات سن کر عمائمہ کے ہاتھ سے کافی کا گگ گرتے گرتے بچا تھا وہ اپنی گھبراہٹ کو چپاتے ہوئے بولی۔

"ہاتھ عدی بہت عرصہ ہو چکا ہے تمہیں ہمارا گھر دیکھے ہوئے مگر ہم وہاں کل نہیں جاسکتے کیونکہ ہمارا گھر کئی دن سے بند پڑا ہے وہاں کافی صاف صفائی کروانے کی ضرورت ہے اور میں تمہیں اس حالت میں وہاں نہیں لے جاسکتی ہو"۔ اس نے عدینہ کو بہلانے کے لیے ٹال دیا تبھی اس کی بات سے شہلا بیگم متفق ہوتے ہوئے بولے۔

"ہاں عدینہ میں بھی عمائمہ کی بات سے اتفاق کرتی ہو تو تم کو وہاں اس حالت میں نہیں جانا چاہیے"۔ شہلا بیگم کی بات سن کر عدینہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئی عمائمہ نے شہلا بیگم کو مسکراتے ہوئے دیکھا جو سگی ماں کی طرح عدینہ کا اور اس کا خیال رکھتے تھے جنہوں نے کبھی بھی ان دونوں کو احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ ان ساس ہے بلکہ انہوں نے ہمیشہ یہ احساس دلایا تھا کہ وہ ان کی ساس نہیں ماں ہے اس لیے تو وہ دونوں بھی شہلا بیگم کو ماں کی طرح سمجھتے تھے اور ان سے ہر بات بنا جھجکے شیر کرتے اور ان کی ہر بات کو اہمیت دیتے تھے شہلا بیگم ان دونوں کو اپنے

زمانے کے قصے سنارہے تھے اور وہ دونوں بھی محویت سے ان کی باتیں سننے میں مشغول تھے
تبھی وقار صاحب، احد اور ارشمیل آفس سے واپس آئے تھے عمامہ اور عدینہ نے وقار صاحب
کو دیکھا اور ایک ساتھ سلام کیا۔

"اسلام علیکم ڈیڈ"۔ ان دونوں کے سلام کرنے پر وقار صاحب نے خوش دلی سے ان کے سلام کا
جواب دیے اور وہی صوفے پر بیٹھ گئے احد اور ارشمیل بھی وہی جم گئے تھے تبھی احد نے
مسکراتے ہوئے شہلا بیگم سے استفسار کیا۔

"کیوں مام آپ ساس بہوئیں ہمارے آنے سے پہلے کیا باتیں کر رہے تھے؟"۔ ان کی بات سن کر
شہلا بیگم ہنستے ہوئے بولے۔

"بس بیٹا اب کیا بتاؤ تمہاری بیوی اپنے گھر جانے کی ضد کر رہی تھی"۔ بظاہر شہلا بیگم نے
شرارت سے کہا تھا مگر احد اپنی جگہ حیرت سے اچھل پڑا۔

"عدینہ کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے جو تم مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو"۔ احد بھی بہت بڑا
ڈرامے باز تھا وہ جان گیا تھا کہ شہلا بیگم مذاق کر رہی ہے لہذا وہ بھی شرارت سے بولا تھا۔

"ہاں میں گھر جانا چاہتی ہو لیکن آپ مجھے نہیں جانے دے رہی ہے"۔ احد اور عدینہ کی باتوں سے
شہلا بیگم اور وقار صاحب محظوظ ہوتے رہے اور وہ ارشمیل کو دیکھ رہی تھی جس کو اس سارے

ماحول سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ تو اپنے موبائیل میں گھسا ہوا تھا ان سب نے بہت خوش گوار ماحول میں کھانا کھایا تھا سوائے ارشمیل کو چھوڑ کر سب نے اسے کھانا کھانے کے لیے بہت اصرار کیا تھا مگر اس نے انکار کر دیا اور اپنے روم میں چلا گیا عمامہ کافی دیر بعد سب کے بیچ سے فارغ ہو کر اپنے روم میں واپس آئی تو دیکھا وہ بیڈ پر اپنے منہ تک چادر تانے سو رہا تھا اسے اس طرح سے دیکھ کر عمامہ کو بہت حیرت ہوئی تھی مگر اس نے تھوڑا سا بھی جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کے اسے کیا ہوا ہے وہ تو عدینہ کے مطالبہ پر اپنی جگہ کھولی بیٹھی تھی اسے نہیں پتا تھا کہ اس کے بناسوچے سمجھے کیے ہوئے فیصلے سے آگے چل کر اس ہی کے لیے پریشانی کھڑی ہو سکتی تھی اس بار تو اس نے عدینہ کو سنبھال لیا تھا مگر آگے کیسے سنبھالے گی اس کے یہ قطعی سمجھ نہیں آرہا تھا ایک سوچ کے ساتھ کئی ساری سوچیں جنم لینے لگی کئی دیر تک لامنتی سوچوں کا سلسلہ جارہی رہا تھا تبھی اس کا اس کشادہ سے روم میں دم گھٹنے لگا تھا اس لیے وہ خود پر شمال میں لپٹتے ہوئے باہر نکلنے لگی تھی کے اس کی نظر بیڈ سائیڈ کے ٹیبل پر پڑے اپنے موبائیل پر گئی تو وہ موبائیل لینے کے لیے بیڈ کے قریب آگئی اس نے اپنا موبائیل اٹھایا اور وہاں سے جانا چاہا تھا مگر بیڈ پر سوئے ارشمیل نے سُرعت سے اس کا ہاتھ تھام لیا ارشمیل کے دہکتے ہوئے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھ کر پردہ پہلے تو کھبر آگئی تھی پھر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی تبھی ارشمیل اس کی غصے سے لال ہوتی ہوئی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"کہیں دوبارہ رات کے اندھیرے میں فرار ہونے کا تو نہیں سوچ رہی ہو تم؟"

"مسٹر ارشمیل یزدانی آپ بے فکر ہو کر سو جائے میں کئی نہیں بھاگ رہی ہو اور اگر بھاگ بھی گئی تو آپ ہے آپ تو مجھے دنیا کے کسی بھی کونے سے ڈھونڈ کر لانے کی طاقت اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں۔" اس کی بات سن کر ناچاہتے ہوئے بھی ارشمیل کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی مگر سخت بخار کے باعث اس کا نکھر اہوا چہرہ مر جھا گیا تھا سرخ ہو رہا تھا عمامہ نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالا پھر اسکے چہرے سے نظریں چراتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑانے کی خاطر بولی۔

"اب تو یقین کریں کے میں کئی نہیں جا رہی ہو۔"

"کیسے کر لو یقین تم نے تو مجھے یقین دلانے کے لیے ایسا کچھ کیا ہی نہیں جس سے میں تمہاری بات پر ایمان لے آؤ۔" اس کی بات سن کر عمامہ کو غصے سا توں آسمان پر چلا گیا تھا مگر اس نے ارشمیل کی بیماری کو مدے نظر رکھتے ہوئے کسی بھی قسم کی بد مزگی ناپید کرتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

"پلیز میرا ہاتھ چھوڑو تمہارے بخار کی تپش کی وجہ سے میرا ہاتھ بھی جل رہا ہے۔"

اس کی بات سن کر ارشمیل نے اس کا ہاتھ چھوڑنے پر آمادہ ہوتے ہوئے بولا۔

"چھوڑ دوں گا مگر پہلے تم میرا سر دبا دو قسم سے بہت درد کر رہا ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے ایک جست سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے نکال لیا اور پھنکار تے ہوئے بولی۔

"میں کیوں تمہارے کام کروں؟ کیا میں تمہاری ملازمہ ہوں؟؟؟" ارشمیل کو اس سے اس قدر جواب کی امید نہیں تھی تبھی تو اس نے عمامہ سے دوبارہ سر دبانے کی فرمائش نہیں کیا تھا آج عمامہ نے بے حسی کی ساری حدیں پار کر دی تھی کچھ دیر پہلے اس کا جو باہر جانے کا اردہ تھا اس نے ترک کر دیا اور کاؤچ پر کروٹ لے کر سو گئی اس نے یہ بھی سوچنے کی زحمت نہیں کی تھی کہ اس کی بیماری میں ارشمیل نے کس طرح رات بھر جاگ کر اس کی دیکھ بھال کیا تھا کس قدر اسے دلا سے دیتا رہا تھا مانا کہ اس نے عمامہ کے ساتھ بہت کچھ غلط کیا تھا جو اسے نہیں کرنا چاہئے تھا مگر اس نے کچھ اچھے بھی کام کیے تھے جسے عمامہ کو قطعی فراموش نہیں کرنا چاہئے تھا وہ مزے سے خواب خرگوش کی نیند لے رہی تھی تبھی اسے بہت ہی بھیانک خواب دیکھا تھا جس کے زیر اثر وہ اپنی جگہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی پھر اس کی نظر ارشمیل پر پڑی جو بخار اور شدید سر کے درد کی وجہ سے سو نہیں پارہا تھا اپنی جگہ بے چینی سے کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا عمامہ سے اس کی ایسی حالت دیکھی نہیں گئی تھی اس لیے وہ اپنے جگہ سے اٹھی اور اس کے بیڈ کے پاس چلی آئی پھر اس نے سائیڈ ٹیبل سے دوائیوں سے بھرنا کس نکالا اور اس میں سے بخار کی گولی نکال کر اپنی تیلی پر رکھ لیا پھر ایک گلاس میں پانی نکالا اور اس کے بعد ارشمیل کو آواز دیتے ہوئے بولی۔

"ارشمیل۔۔۔ارشمیل" ارشمیل جو بخار کے باعث سو نہیں پارہا تھا اس نے اسکی آواز پر آنکھیں کھول کر اسے دیکھا عمامہ نے اس کے سرخ چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے بولی۔

"یہ دوائی لے لو اس سے تمہارا بخار کم ہو جائے گا۔" ارشمیل کو اس کی بے حسی پر بہت تاؤ آ رہا تھا اس لیے اس نے عمامہ کا ہاتھ جھٹک دیا جس سے گولی زمین پر گر گئی تھی۔

"مجھے تمہاری عنایت کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں جس بھی حال میں ہو مجھے رہنے دو تم جاؤ جا کر اپنی نیند پوری کرو۔" اس کی بات سن کر عمامہ غصے سے دھاڑتے ہوئے بولی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہاری خدمت کرنے کا وہ تو بس تمہیں دیکھ کر انسانی ہمداری کا جذبہ جاگاٹھا تھا اس لیے ورنہ میری بلا سے تم کل کے مرتے آج مرونا مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔" بڑی سفاکی سے کہتے ہوئے وہ اپنی جگہ واپس چلی گئی اور ارشمیل اس کے روایے کو دیکھ کر بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو چکا تھا۔

صبح ہوتے ہی سب کو ملازم کی معرفت سے ارشمیل کی طبیعت خرابی کا پتا لگا تو وہ سب گھبرا گئے تھے سبھی دوڑتے ہوئے روم میں اور عمامہ سے ارشمیل کا حال دریافت کرنے لگے تھے عمامہ نے بھی کہہ دیا تھا کہ موسم کی وجہ سے وہ بیمار ہوا ہے پھر احد نے فوراً ڈاکٹر کو کال کر کے بلا لیا

دوائی انجکشن لینے کے بعد ارشمیل کو بہتر محسوس ہوا تو وہ آفس جانے کے لیے تیار ہونے لگا
عمائمہ اسے تیار ہوتا دیکھتی رہ گئی تھی اس نے اسے روکنے کی کوشش نہیں

کی تھی۔ ارشمیل نے بھی اسے ایسے نظر انداز کیا تھا کہ وہ روم میں موجود ہی نہیں ہے کل
رات عمائمہ کے روائے کی وجہ سے وہ بہت دل برداشتہ ہوا تھا اسے نہیں پتا تھا کہ عمائمہ اس سے
اس درجہ تک نفرت کرتی ہے وہ تیار ہو کر لاونچ میں آگیا تو شہلا بیگم نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔
"ارشمیل بیٹا کہا جا رہے ہو؟ ابھی ابھی تو تمہارا بخار کم ہوا ہے۔"

"مام آپ کو تو پتا ہی ہے میرا آفس جانا کتنا ضروری ہے ایک دن نہیں گیا تو تناقصان ہو سکتا ہے
"۔ وہ سچ کہہ رہا تھا پچھلے دو تین سالوں سے آفس کے ہر اہم امور وہ ہی سنبھالتا تھا اس لیے اس کا
آفس جانا بہت ضرور تھا۔

"مگر بیٹا تم ایک دن نہیں جاو گے تو ایسی کو قیامت نہیں آجائے گی عمائمہ تم ہی کچھ سمجھاؤ بیٹا
"۔ اب کے شہلا بیگم نے ارشمیل کے پیچھے آتی ہوئی عمائمہ کو اسے روکنے کی ذمہ داری دیے
تھے وہ ان کی بات سن کر بولی۔

"میں نے تو بہت کہا مگر یہ سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔" یہاں بھی عمامہ نے جھوٹ کا سہارا لیا تھا
ار شمیم اس کے جھوٹ بولنے پر اسے دیکھتے ہی رہ گیا تھا کیا ہوتا وہ ایک بار جھوٹے منہ ہی صحیح
اسے رکھنے کا کہتی مگر نہیں اس نے ایک بھی بار ار شمیم کو روکنے کی کوشش نہیں کیا تھا
ار شمیم کاٹ دار نظر اس کے وجود پر ڈال کر چلا گیا تھا۔

☆☆☆

ار شمیم شام میں گھر واپس آیا تو کافی تھکا تھا کالگ رہا اس پر عمامہ کا خود سے بیزار چہرہ دیکھ کر اس
کی تھکن مزید بڑھ گئی تھی اس نے عمامہ کو مخاطب نہیں کیا تھا اپنا کوٹ دور اچھال دیا اور شوز
سمیت ہی بیڈ پر جا کر لیٹ گیا اس کا سرا بھی بھی بہت درد کر رہا تھا ایک پل کے لیے اس کا دل چاہا
کے وہ عمامہ سے اپنا سر دبانی کا کہہ دے مگر کل رات کا سین اس کے ذہن کی اسکرین پر چلا آیا
تو اس نے اپنے دل کی خواہش دل میں ہی دبا دیا اور ملازم کو انٹر کام پر کافی لانے کا حکم دیا ملازم نے
جلدی سے اس کے لیے کافی لے آیا تھا کافی پی کر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ
گیا پھر اپنا سفری بیگ نکال کر اس میں اپنے کپڑے اور ضرورت کا سامان بھرنے لگا عمامہ جو خود
کو اس سے انجان ظاہر کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھی اپنے نیلس کو شپ میں کر رہی تھی اور ساتھ
ہی ساتھ چپکے سے اس کی کارکردگی بھی دیکھ رہی تھی وہ شاید کئی جانے کی جلدی میں تھا اس لیے اس

نے جلدی جلدی اپنا سامان پیک کیا اور ملازم کو بلا کر اپنا بیک کار میں رکھنے کی ہدایت دیتے ہوئے خود واش روم میں گھس گیا نہا کر وہ واپس آیا تو وائٹ کلر کے شرٹ میں تھا شرٹ کے بٹن کھلے تھے یہ دیکھ کر عمامہ نے اپنی نظریں پھیر لی تھی وہ اب آئینے کے سامنے کھڑا اپنے شرٹ کے بٹن لگا رہا تھا اس کے بعد اس نے شرٹنگ کیا اور ٹائی

باندھنے کے بعد اپنے شرٹ کا کالر درست کیا تو عمامہ کی نظر اس کی گردن پر پڑ جس پر اس کے نام ٹیڈ بنا ہوا تھا وہ یہ دیکھ کر سچ میں بہت حیران رہ گئی تھی اس کے ہاتھ نیل کٹر چھوٹ کر زمین پر گر پڑا تھا کٹر کرنے کی آواز پر ارشمیل نے ایک نظر اس پر ڈالا اس کی نظریں خود پر موجو دپا کر عمامہ سٹپٹا گئی تھی اس نے جلدی سے نیل کٹر اٹھایا اور اسے دکھانے کے لیے اپنے کام میں مصروف ہوگی اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ارشمیل نے یہ سب کب کیا تھا اور کیوں کیا تھا وہ تو اس سے اتنی نفرت کرتا تھا کہ اس نے پہلے I hate umaima کا ٹیڈ اپنی گردن پر بنا تھا پھر اب یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہ رہا تھا کیا وہ سچ میں اس سے محبت کرنے لگا تھا عمامہ کا دل اور دماغ اس ہی کشمکش میں الجھا ہوا تھا کہ تبھی اس نے یہ نہیں دیکھا کہ اس نے اپنے ایک انگلی کے ناخن کو بہت زیادہ کاٹ لیا ہے جس سے اس کی انگلی سے بہت زیادہ خون نکل رہا تھا احساس تو تب ہو واجب ارشمیل اس کے پاس آیا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے بولا۔

"یہ کیا کر دیا تم نے اس میں سے تو خون بہہ رہا ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ کی نظر اپنے ہاتھ سے بہتے ہوئے خون پر پڑی تو اس کے آنسوؤں نکل آئے وہ روتے ہوئے ارشمیل کے سینے سے لگ گئی کچھ دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہ اس کے بہت قریب ہے تو وہ اس سے الگ ہوئی اور ارشمیل کو دیکھنے لگی کل رات اس نے جو کچھ بھی ارشمیل کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد تو ارشمیل کو اس سے بدل لینے کا پورا موقع مل گیا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ وہ عمامہ کے ہاتھ پر مرہم پٹی کرنے لگا اس نے عمامہ کے ہاتھ پر بینڈیج لگا دیا اور وہاں سے چلا گیا عمامہ اپنی بے خودی پر حیران ہوتے رہ گئی تھی وہ دوبارہ ارشمیل کو دیکھنے لگی تھی وہ اب کہیں جانے کے لیے پوری طرح سے تیار ہو چکا تھا اس نے اپنا کوٹ پہنا خود پر پر فیوم اسپرے کیا اور وہاں سے چلا گیا وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہ گئی تھی اس کے دل میں شدید خواہش جاگی تھی کہ وہ ارشمیل سے پوچھے کہ وہ کہا جا رہا ہے مگر اس نے اپنے دل کی خواہش کو دل میں ہی دبا دیا اور اسے جانے دیا اسے یہ تو پتا تھا کہ وہ اتنی تیاری کے ساتھ شہر سے باہر جا رہا ہے وہ بھی کچھ دن کے لیے مگر اسے یہ نہیں پتا تھا کہ کونسے شہر میں جا رہا ہے وہ بالکونی میں کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگی جو کار میں بیٹھ چکا تھا اس نے کار میں بیٹھنے سے پہلے ایک نظر اوپر دیکھا تھا مگر وہ اس کے دیکھنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گئی تھی وہ اسے خود سے بہت دور ہوتے دیکھتے رہی۔

☆☆☆

اسے گئے ہوئے دو دن ہو چکے تھے مگر عمامہ نے کسی سے بھی جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کہا گیا ہے ان دونوں میں اسے اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں رہا تھا وہ تو بس اپنے دشمن جاں کو یاد کر رہی تھی ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اس سے اتنے دور گیا تھا اور یہ بھی پہلی بار ہوا تھا کہ عمامہ حیدر اسے دل و جان سے یاد کر رہی تھی وہ سب کے بیچ ہو کر بھی کئی نہیں تھی اس کے ناہونے سے اسے احساس ہوا تھا کہ وہ اب اس کی زندگی کا بہت اہم حصہ بن چکا ہے جس کے بنا ایک پل کے لیے بھی سانس لینا بھی محال ہو چکا تھا وہ ابھی بھی سب کے بیچ بیٹھی صبح کا ناشتہ کر رہی تھی تبھی احد اس کی کیفیت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا۔

"لگتا ہے بھابھی کو بھائی بہت یاد آرہی ہے۔" احد کی بات سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ احد کے چھڑنے پر مسکرائی تھی اسے مسکراتا دیکھ کر عدینہ بولی۔

"آپ آپ کا بھی مجھے سمجھ نہیں آتا ہے ایک طرف تو آپ ہمارے سامنے ارشمیل بھائی سے بات تک نہیں کرتی ہے اور ان کے پیچھے انھیں اتنا یاد کر رہی ہے ان کی یاد میں کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھا رہی ہے۔" ناشتے کی میز پر شہلا بیگم اور وقار صاحب نہیں تھے کیونکہ ان کا آج جلدی ناشتہ ختم ہو چکا تھا لہذا عدینہ اور احد آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں لگ رہے تھے۔

"بھابھی کا پورا حق بنتا ہے بھائی کو یاد کرنے کا ان کے پاس بھائی کو یاد کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ بھائی لندن سے پندرہ دن سے پہلے نہیں آنے والے ہے۔" احد کی بات سن کر عمامہ کو علم ہوا تھا کہ وہ شہر سے نہیں بلکہ ملک سے باہر ہے اور اس کے آنے میں پندرہ دن ہے اس کے بنا دو دن بھی دو سو سال کے برابر لگ رہے تھے اب یہ پندرہ دن کیسے گزرے گے اسے نہیں پتا تھا۔

آٹھ دن یوں ہی اسے یاد کرتے کرتے اس کا انتظار کرتے ہوئے گزر چکے تھے ان آٹھ دنوں میں دونوں نے ایک بھی بار ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھے عمامہ کو تو ارشمیل پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیسے اسے بھول گیا حالانکہ اسے تو پتا تھا کہ عمامہ حیدر خود ہو کر اس سے کبھی بات نہیں کرے گی تو وہ ہی اس سے بات کر لیتا مگر نہیں اس نے بھی ٹھان لیا تھا کہ وہ اس بار عمامہ حیدر کے سامنے نہیں جھکے گا اس بے حس لڑکی کے سامنے خود کی عزت کو کبھی پاش پاش نہیں ہونے دے گا وہ ایک مرد ہو کر اس کے سامنے جھکنے کو تیار تھا مگر عمامہ حیدر وہ شاید ہی کبھی اس کے سامنے جھکے وہ بھی عمامہ کو اتنی ہی شدت سے یاد کر رہا تھا جتنا کہ وہ اس نے کیسے یہ دس دن اس کے بنا گزارے تھے یہ وہی جانتا تھا پل پل اس کی یاد ستاتے رہی تھی کبھی کبھی تو ایسا دل چاہتا تھا کہ وہ اڑ کے پانچ منٹ میں دشمن جان کے پاس پہنچ جائے اور اسے بتا دے کہ وہ

اس سے کتنی محبت کرنے لگا ہے مگر پھر اس کا پچھلا رویہ یاد آگیا تو اس نے اپنے قدم پیچھے لے لیا اس نے عمامہ حیدر کو ایک کال بھی کرنے کی زحمت نہیں کیا کیونکہ اس کا دل عمامہ کے رویے کے وجہ سے بہت بدگمان ہو چکا تھا اب صلح کی شاید کوئی امید نہیں تھی تبھی اس کی یادوں کے بیچ اسے ایلیف مل گئی تھی ایلیف اس کی کلاس فیلورہ چکی تھی جب ارشمیل انگلینڈ یونیورسٹی میں ایم۔بی۔اے کر رہا تھا تب وہ ارشمیل میں کافی زیادہ دلچسپی رکھتی تھی ارشمیل بھی آتے جاتے اسے چھیڑتے رہتا تھا اس چھیڑ چھاڑ کا اس نے کچھ اور ہی مطلب اخذ کر لیا تھا تب سے وہ ارشمیل کے عشق میں بری طرح گرفتار ہو چکی تھی وہ رہنے والی ترکی کی تھی مگر انگلینڈ میں پڑھنے کے لیے آئی تھی اس کے ساتھ ہی ارشمیل پر اپنا دل ہار چکی تھی ابھی بھی ارشمیل اسے لندن میں ملا تو اسے لگ رہا تھا کہ ساری دنیا کی خوشیاں اسے مل گئی وہ بھی لندن میں بزنس کے سلسلے میں آئی تھی اور ارشمیل بھی ارشمیل کی اس ہی کی کمپنی کے ساتھ بہت بڑی ڈیل ہوئی تھی پہلے پہل تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے تھے پھر میننگ کے بعد ان دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھا ٹائم گزارا تھا ابھی بھی عمامہ کو یاد کرتے کرتے ارشمیل کو ایلیف یاد آگئی جس کے ساتھ اس نے ڈنر کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ تیار ہو کر ایلیف کے ہوٹل میں پہنچ گیا تھا اس نے ایلیف کے لیے وائٹ روز لیا تھا کیونکہ اسے پتا تھا کہ ایلیف کو وائٹ روز بہت

پسند ہے ارشمیل ایلیف کے ہوٹل میں پہنچ گیا تھا اس نے ایلیف کے روم کے دروازے پر دستک دیا ایلیف جلدی دروازہ کھول دیا اور ارشمیل کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"ہیلو بیوٹی فل گرل"۔

"ہائے ہنڈسم"۔ وہ بھی ارشمیل کے ہی لہجے میں بولی تھی تبھی اس کی نظر اس کے ہاتھ میں پڑے بکے پر گئی تو وہ شائستہ انگریزی میں بولی۔

"This is for whom ?" ارشمیل نے اپنے ہاتھ میں پڑے بکے پر نظر ڈالا پھر بولا۔

"This is for the most beautiful girl" اس نے وہ پھول ایلیف کے سامنے پیش کیا جس کو اس نے بہت ہی خوش دلی سے تھام لیا تھا پھر ایلیف اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ ڈنر کے لیے گئی وہ ایسی ہی تھی بہت زیادہ بے باک۔ انھوں نے ڈنر پر ایک دوسرے سے بہت ساری باتیں کی تھیں اس ہی دوران ارشمیل نے اسے اپنی شادی کا بتایا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ عمامہ سے بہت محبت کرتا ہے یہ سن کر ایلیف بہت اپ سیٹ ہو چکی تھی ارشمیل جانتا تھا کہ وہ کیوں خاموش ہو گئی ہے تبھی اس نے ایلیف کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اسے سمجھانے لگا تھا اس نے ایلیف کو اپنے اور عمامہ کی شادی سے لے کر کے اپنے رشتے کی حقیقت تک بتا دیا تھا ایلیف کو اس کی شادی شدہ لائف کے بارے میں جان کر بہت برا لگا تھا تبھی اس نے

عنائہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کیا جسے سن کر پہلے تو ارشمیل بہت حیران ہوا تھا پھر اس نے اسے اپنے گھر چلنے کا آفر دیا جس کو ایلیف نے باخوشی قبول کر لیا تھا ایلیف ارشمیل کی محبت کو دیکھنا چاہتی تھی وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ارشمیل کی محبت کیسی ہے جس کا وہ بار بار ذکر کرتے نہیں تھک رہا تھا۔

☆☆☆

آج وہ نک سب سے تیار ہوئی تھی کیونکہ آج ارشمیل آنے والا تھا اس نے ارشمیل کا پسندیدہ بیلو کلر کا مشرقی لباس پہنا تھا اس پر ہلکا سا میک اپ کیا تھا اس روپ میں وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی وہ ارشمیل کا انتظار کرتے کرتے تھک چکی تھی مگر پتا نہیں وہ کیوں نہیں آ رہا تھا اسے ارشمیل پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا کہ پہلے ہی اس نے ایک فون کال نہیں کیا تھا اور اب آنے میں بھی اتنا وقت لگا رہا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ آج ارشمیل پر ظاہر کر دے گی کہ وہ بھی اس سے بہت محبت کرتی ہے اس کو بتا دے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس نے ہر پل ایسے ہی یاد کیا ہے صرف اسے ہی سوچا ہے وہ اپنی شوچ میں مگن چل رہی تھی لہذا اسے احساس نہیں ہوا کہ اس کے ڈھائی میٹر کا دوپٹہ زمین کو چھو رہا ہے وہ مسلسل اس ہی شوچ رہی تھی تبھی اس کا پیر اپنے ہی دوپٹے میں الجھ گیا اور وہ زمین پر بری طرح گرنے والی تھی کہ تبھی کسی نے اسے زمین بوس

ہونے سے بچا لیا وہ بند آنکھوں سے بھی جان چکی تھی کہ اسے بچانے والا کون ہے تبھی تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی ارشمیل نے اس کے بجلیاں گراتے ہوئے سر آپے سے نظریں ہٹائیں اور اسے اپنے سامنے کھڑا کیا وہ اتنے دن بعد اسے اپنے سامنے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی تبھی تو وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"تم کب آئے؟" ارشمیل کو اس سے اس سوال کی امید نہیں تھی تبھی وہ آگے بڑھ گیا اور بیڈ کے کنارے پر ٹک کر اپنے پیر جوتے سے آزاد کرتے ہوئے بولا۔

"ابھی آیا ہو۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے دوسرا سوال داغ دیا۔

"کیا وہ ڈیل فائنل ہو گئی جس کے لیے تم وہاں گے تھے؟" ارشمیل کو وہ بدلی ہوئی منفرد سی عمامہ حیدر کافی حیران کر رہی تھی تو وہ اس کے سوال جواب کرنے سے حیران ہو گیا تھا وہ اپنی حیرانی کم کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہو گئی۔" عمامہ اس کے مختصر سے جوابات پا کر حیران نہیں ہوئی تھی کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ وہ اس سے ناراض ہو کر گیا تھا اب اسے منانے کی سعی بھی عمامہ کو ہی کرنا ہو گی۔

"مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنا ہے۔" وہ سیدھے مدے پر آئی تھی۔

"ابھی مجھے فریش ہو کر ایلیف کے ساتھ جانا ہے بعد میں آکر تم سے بات کرتا ہوں۔" وہ اس کے منہ سے انجانی لڑکی کا نام سن کر حیران ہو کر سوچنے لگی کہ اب یہ ایلیف نام کی کونسی چڑیا اپنے ساتھ لے آیا تھا تبھی وہ سیڑیاں اتر کر نیچے لاؤنج میں آئی تو اس نے دیکھا ایک بہت ہی مارڈن سی نیلے آنکھوں والی سرخ و سفید رنگت کی مالک خوبصورت سی لڑکی شہلا بیگم اور عدینہ کے درمیان بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی شہلا بیگم اور عدینہ اسے شاید پہلے سے ہی جانتے تھے تبھی تو اس سے بہت مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہے تھے شہلا بیگم تو ایلیف کو تب سے جانتے تھے جب سے وہ ارشمیل کو جانتی تھی ارشمیل نے کئی بار انگلینڈ میں ایلیف کو شہلا بیگم سے ملانے لایا تھا اور عدینہ بھی انگلینڈ میں ایلیف سے بہت بار مل چکی تھی اس لیے وہ بھی اس سے آشنا تھی وہ ان سب کو دور سے ہی دیکھتے ہوئے کھڑی تھی کہ ایلیف کی نظر عمامہ پر پڑی تھی تبھی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر عمامہ کے پاس آئی اور شائستہ انگریزی میں بولی۔

"کیا تم عمامہ ہو؟" ایلیف کے منہ سے اپنا نام سن کر عمامہ حیران ہو گئی تھی تبھی اس کے دل نے اسے گواہی دیا کہ ایلیف کو ارشمیل نے ہی اس کے بارے میں کچھ کچھ برابنا یا ہو گا تبھی تو اسے جاچتی ہوئی نظروں سے گھور رہی تھی عمامہ نے ایک نظر ایلیف کے خوبصورت سے چہرے پر اپنی نظریں مرکوز کرتے ہوئے مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"ہاں میں عمامہ ہو"۔ اس کی بات سن کر ایلیف نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا اور بولی۔

"میں ایلیف ہو اور شمیم کی فرینڈ"۔ عمامہ نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا پھر وہ ایلیف کے ساتھ بیٹھ گئی ایلیف اس سے بہت ساری باتیں کر رہی تھی جس کا وہ ہوں ہاں میں جواب دیتے جا رہی تھی پتا نہیں کیوں ایسے ایلیف کی آمد بہت بری لگ رہی تھی وہ اس پر ظاہر تو نہیں کر سکتی تھی اس لیے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے رہ گئی تھی تقریباً آدھے گھنٹے بعد ار شمیم اپنے روم سے مہکا مہکا باہر نکلا تھا اس نے عمامہ کو سرے سے ہی نظر انداز کرتے ہوئے ایلیف کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"چلیں ایلی؟"۔ وہ ایلیف کو ایلی کہہ کر پکارتا تھا یہ سن کر عمامہ ار شمیم پر غصہ ہوتے رہ گئی تھی "کہا جا رہا ہو ابھی ابھی تو آئے ہو کچھ دیر آرام کرنے کے بعد جانا"۔ شہلا بیگم کی بات سن کر ار شمیم بولا۔

"مام بہت ضروری کام ہے ابھی جانا ضروری ہے"۔ اس کی بات سن کر شہلا بیگم نے دوبارہ کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ انھیں پتا تھا کہ وہ اسے کتنا بھی روکنے کی کوشش کرے گی تو وہ روکنے والا نہیں ہے پھر وہ ایلیف کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے ساتھ لے کر چلا گیا اور عمامہ اپنے

غصے و آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے وہی بیٹھی رہی تھی اس نے کتنا سوچا تھا کہ ارشمیل کی آمد کے بعد وہ اسے اپنی بے تابی و بے قراری کے قصے سنائے گی مگر اب اسے ایلیف عرف ایل کے ساتھ دیکھ کر بہت غصہ آگیا اس نے ارشمیل اور ایلیف پر لانت بھیج کر اپنے روم میں قید ہو گئی اس نے وہ ڈریس بھی اتار لیا تھا جو اس نے خاص کر کے ارشمیل کی آمد کے لیے زیب تن کیا تھا۔

شام چھ بجے کا گیا ہوا ارشمیل رات ایک بجے تک گھر نہیں آیا تو اس کا غصہ دوچند ہو گیا وہ جلے پیر کی بلی بنے اس کا انتظار کرتے رہی باآخر وہ اس کا انتظار کرتے کرتے تھک چکی تھی تب جا کر وہ آیا تھا ارشمیل اسے اتنے دیر تک جاگتا دیکھ کر حیران ہو چکا تھا وہ آج اسے درپے در حیران کرتے جا رہی تھی اس نے کاؤچ پر بیٹھی الٹی کتاب ہاتھ میں تھامے عمامہ پر نظر ڈالی اسے عمامہ کی اس بے وقوفی پر جی بھر کے ہنسی آرہی تھی اس لیے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں پکڑی کتاب کے طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"عمامہ تم نے الٹی کتاب تھام رکھی ہے۔" اس کی بات سن کر عمامہ سٹپٹاتے ہوئے بولی۔
"میں کیسے بھی یہ کتاب پڑھوں اس سے تمہیں مطلب؟" اس کی بات سن کر ارشمیل اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولا۔

"ویسے تم اس وقت کیا بات کرنے والی تھی۔" عمامہ نے کتاب پر سے نظر ہٹاتے ہوئے

ارشمیل کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے تم سے ڈیو اس چاہیے۔" اس کی بات سن کر ارشمیل ہکا بکا سا اسے دیکھتے رہ گیا تھا۔

عمائمہ کو لگا کے وہ ہر بار کی طرح اس بار بھی شور مچائے گا چلائے گا اس پر ستم کرے گا مگر اس نے بہت ہی آرام سے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں ڈیو اس دینے کے لیے تیار ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ اطمینان سے بیڈ پر سونے چلا گیا اور عمائمہ منہ کھولے اسے دیکھتے رہ گئی وہ بیڈ پر لیٹے عمائمہ کے چہرے کے مدوجز سے کافی لطف انداز ہو رہا تھا اسے عمائمہ میں در آئی تبدیلی واضح طور پر نظر آرہی تھی وہ اس ہی لیے توجان بوجھ کر دور گیا تھا تا کہ یہ دوری اسے احساس دلا سکے کہ وہ اپنی دانست میں کیا کھورہی ہے عمائمہ اس بار اپنے آنسوؤں ضبط نہیں کر سکی تھی ایک ننھا سا قطرہ اس کی آنکھ سے جھلک کر اس کے ہاتھ پر گر پڑا تھا جس کو ارشمیل نے صاف طور پر دیکھا تھا ایک پل کے لیے ارشمیل کا دل چاہا کہ وہ اسے گلے لگا لے اور اس کے سارے گلے شکوے دور کر دے مگر پھر اس نے اپنی دانست میں اسے تھوڑا سا سبق سکھانے کا سوچا تا کہ وہ زندگی میں دوبارہ کبھی اس کے ساتھ ایسا نا

کر عمامہ نے ایک نظر خود کو گھورتے ہوئے ارشمیل پر ڈالی پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے بیڈ کے پاس کھڑے ہو کر بولی۔

"ٹھیک ہے تم مجھے ڈیوئرس دینے والے ہو تو کیوں نایہ نیک کام ابھی کر لو ابھی مجھے تین لفظ کہہ کر فارغ کر دو اور اپنی اس گرل فرینڈ ایلین سے شادی کر لو ویسے بھی بنا سوچے سمجھے اسے گھر تو لے آئے ہو اب اس روم میں بھی لے آؤ۔" اس کی باتیں سن کر ارشمیل کو غصہ آنے کے بجائے ہنسی آرہی تھی وہ اپنی ہنسی دباتے ہوئے بولا۔

"کیا تمہیں آس پاس سے جلنے کی بو نہیں آرہی ہے کیا؟؟" اس کی بات سن کر عمامہ کا غصہ دوچند ہو گیا وہ کو نفرت سے گھورتے ہوئے بولی۔

"تمہیں کیا لگ رہا ہے کہ میں یہ سب کچھ میں حسد میں آکر کر رہی ہو تو تم سن لو ارشمیل یزدانی میں یہ سب کچھ حسد میں آکر نہیں کر رہی ہو بلکہ تمہاری نفرت میں کر رہی ہو مجھے سے نفرت ہے تم ابھی کے ابھی مجھے آزاد کر دو۔" وہ جتنا زور دیتے ہوئے بولی ارشمیل نے اتنے ہی ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوا تھا۔

"ایک ساتھ تین طلاق دے کر مجھے جیل نہیں جانا ہے لہذا تم صبر کا دامن تھام کر رکھو جب تک میں تمہیں آزاد نہ کر دو تب تک تم اپنے شوہر کی خدمت کرو کیسی بیوی ہو تم؟؟ شوہر اتنے

دن بعد پرائے پردیس سے واپس آیا ہے تمہیں تو اپنے شوہر سے اس کا حال احوال دریافت کرنا چاہئے تھا اس سے دو چار پیار محبت کے لفظ کہنا چاہئے مگر نہیں تمہیں تو یہ کسی نے سکھایا ہی نہیں ہے۔" وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے برسوں سے وہ دونوں ایک دوسرے سے اس ہی لہجے میں بات کرنے کے عادی ہے عمامہ اس کے اس انداز سے بری طرح زچ ہوئی تھی اس نے ارشمیل کے سائیڈ میں رکھا کشن اسے مارنے کے لیے اٹھایا مگر ارشمیل نے اس کا اردہ بھاپتے ہوئے سُرعَت سے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام لیا جس سے وہ اپنی جگہ تلملاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"اگر تم اس بیچ صلح کرنا چاہتی ہو تو بے شک کر سکتی ہو۔" وہ ارشمیل کی لودیتی ہوئی نگاہوں میں براہِ راست دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے بولی۔

"میں تم سے صرف علیحدگی چاہتی ہو۔"

"اچھا تو اس کا مطلب ہے اب ہمارے درمیان کبھی صلح نہیں ہو سکتی ہے۔"

"نہیں بالکل بھی نہیں۔" وہ یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ پہلے صلح ہو سکتی تھی لیکن تم نے ایلیف کو ہمارے درمیان لا کر بہت بڑی غلطی کر بیٹھے وہ یہ سب کچھ سوچ ہی سکی تھی بول نہیں پائی تھی

تبھی ار شمل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اسکے قریب آیا اور اس کے چہرے پر آتی آورہ زلفوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھ لینا ایک دن تم میرے لیے تڑپوں گی۔" اس کی بات سن کر عمامہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ تم کہاں جا رہے ہو۔

"میں کئی نہیں جا رہا ہو مگر تم تو چلی جاؤ گی ناڈیو اس کے بعد۔" اس کی بات سن کر عمامہ کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں تبھی وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر جانے لگی تھی کہ ار شمل اس کا اردہ بھاپ لیا اور اسے اپنے مضبوط باہوں کے حصارے میں قید کر لیا کیسی بے بسی تھی اس کی آنکھوں میں، کیسی بے خودی تھی؟ کیسی دیوانگی در آئی تھی اس کی آنکھوں ار شمل کی اسے حاصل کرنے کی تمنا اور بڑھ گئی تھی، کیا چاہ رہا تھا وہ اس لمحے عمامہ نے اس کا مضبوط آہنی حصارہ توڑنا چاہا مگر اس نے ایسا ہونے نہیں دیا تھا عمامہ کو اپنا دل بہت تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا تبھی اس نے دھیرے سے کہا۔

"مجھے جانے دو۔" عمامہ کے دھیرے سے کہنے پر بھی وہ نہیں مانا تھا پھر وہ اسے اپنی بے تابی کے قصے سنانے لگا۔

"تم شاید نہیں جانتی ہو میں جب تم سے دور گیا تھا تو تمہارے لیے کتنا تڑپا تھا مگر شاید تمہیں میرے احساسات کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔" عمائہ کہنا چاہتی تھی کہ اسے پرواہ ہے مگر اس وقت اس کے لب جیسے سیل چکے تھے وہ کچھ بھی کہہ نہیں پارہی تھی وہ تو بس اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جس میں صرف اس کا اپنا عکس جھلک رہا تھا مگر ایک بار پھر اس کا دل ارشمیل کے طرف سے بدگمان ہونے لگا تھا تبھی تو وہ خود کو اس سے آزاد کرنے کی سعی کرتے ہوئے بولی تھی

-

"ٹھیک ہے میں مان لیتی ہوں کہ تمہارے جذبات میرے لیے سچے ہیں اب تو مجھے جانے دو۔" اس نے ارشمیل سے پیچھا چھڑانے کے لیے کہا تھا مگر وہ کہاں اتنی آسانی سے اس کا پیچھا چھوڑنے والا تھا۔

"مانتی ہو تو پھر اتنی دوریاں کیوں بنا رکھی ہیں تم نے؟" اس کی بات سن کر عمائہ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"تم شاید کچھ دیر پہلے ہمارے درمیان ہوئی بات کو بھول چکے ہو۔" عمائہ نے اسے اپنے مابین ہوئی کچھ دیر پہلے طلاق کی بات یاد دلایا اتنا کہہ کر وہ ارشمیل سے اپنا آپ چھڑوا کر وہاں سے اپنے کاؤچ پر سونے چلی گئی ارشمیل جو اسے زچ کرنا چاہتا تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا

تھامائے اس کی طرف پیٹھ کر کے رات بھر روتے رہی تھی پتا نہیں کیوں اسے کچھ دیر پہلے
ارشمیل کے ہامی بھرنے سے بہت دکھ ہوا تھا۔

☆☆☆

ارشمیل جو ایک دن بھی آفس سے غیر حاضری نہیں ہوتا تھا وہی اب آفس کو چھوڑ کر ہر روز
ایلیف کے ساتھ کہیں نا کہیں گھومنے نکل جاتا تھا اور وہ یہ سب دیکھ کر انداز ہی انداز کڑھتے
رہتی تھی ایک دن تو حد ہو گئی تھی وہ اپنے روم بیٹھی ارشمیل کی کارکردگی دیکھ رہی تھی تبھی
ایلیف بلا ایجازات ان کے روم میں گھس آئی تھی عمامہ اسے روم میں دیکھ کر اپنی جگہ ڈسٹرب
ہو چکی تھی ایلیف نے عمامہ کو سرے سے نظر انداز کر دیا تھا اور سیدھے کہیں جانے کے لیے تیار
ہوتے ارشمیل کے پاس پہنچ گئی تھی اسے اپنے روم میں دیکھ کر ارشمیل کو خوشگوار حیرت ہوئی
تھی تبھی تو وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"آج میرے روم میں کیسے آنا ہوا۔" ارشمیل نے شائستہ انگریزی میں کہا تھا اس نے بھی
مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"میں تو یہ دیکھنے آئی تھی کہ میرا پائٹر تیار ہوا ہے یا نہیں۔" اس کی بات سن کر عمامہ اپنی جگہ
جل کر خاکستر ہو چکی تھی اور وہ مسکراتا رہا تھا عمامہ کا دل چاہا وہ اپنے قریب پڑاواز اس چڑیل کے

سر پر دے مارے مگر وہ اپنے دل کی شدید خواہش کو دل میں ہی دبا کر رہ گئی تھی ارشمیل وارڈروب میں سے میچنگ ٹائے نکال رہا تھا تبھی وہ وہاں بھی پہنچ گئی اور بولی۔

"کیا میں تمہارے لیے ٹائی میچنگ کر سکتی ہوں؟"۔ اس کی اس بات پر بھی ارشمیل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا تھا عمامہ جس نے کبھی ارشمیل کے وارڈروب میں جھانکنے کی زحمت نہیں کی تھی آج ایلیف اس کی جگہ پر کھڑی اس ہی کے کرنے والے کام کر رہی تھی پھر نا صرف اس نے اپنی پسند سے ٹائی نکالی تھا بلکہ اسے باندھ بھی دیا تھا یہ سب دیکھ کر عمامہ کا وہاں ایک پل بھی ٹھہرنا محال ہو چکا تھا تبھی وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی اسے ایسے جاتا دیکھ کر ایلیف نے ارشمیل سے دریافت کیا تھا۔

"یہ ایسے کیوں چلی گئی ہے؟"

"پتا نہیں"۔ ارشمیل کا مختصر سا جواب جب اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تو اسے دونوں سے ہی بے حد نفرت ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

☆☆☆

ایلیف کو آئے ہوئے ایک مہینے سے زائد دن ہو چکے تھے مگر وہ ارشمیل سے ایسے چمٹی بیٹھی تھی کے جانے کا نام ہی نہیں رہی تھی ایک طرح سے وہ ایللی کو اپنا حریف سمجھ بیٹھی تھی ایلیف جب

بھی عمامہ سے بات کرنے کی کوشش کرتی تو عمامہ کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر وہاں سے اٹھ جاتی تھی
ار شمیل اس کی ایسی حرکتوں سے عاجز آچکا تھا تبھی تو اس نے ایک دوبار اسے سیدھے طریقے
سے سمجھانے کی کوشش کیا تھا مگر وہ کچھ بھی سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھی اس کی ان ہی حرکتوں
کے وجہ سے ار شمیل نے اسے انور کرنا شروع کر دیا تھا ابھی بھی وہ اپنے جاننے والے کی پارٹی
میں جا رہا تھا اس پارٹی میں کپل ہی جاسکتے تھے مگر اس نے عمامہ کو جھوٹے منہ بھی اپنے ساتھ
چلنے کا نہیں کہا تھا وہ تو ابلی کے ساتھ پہلے ہی الگ پلان بنا بیٹھا تھا عمامہ کو جب یہ بات پتا چلی تو اس
نے ار شمیل سے کچھ نہیں کہا تھا وہ چپ چاپ اپنے روم سے نکل گئی تھی وہ جب لاؤنج میں آئی تو
اس نے عدینہ کو پریشان بیٹھا دیکھا تو اس سے اس کے پریشانی کا سبب پوچھا جس پر عدینہ نے کہا
تھا۔

"آپی احد کو مسٹر شاہ کی پارٹی میں جانا تھا مگر میں اس حالت میں اس کے ساتھ کیسے جاسکتی ہوں اب
آپ ہی احد کو سمجھائے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ چلنے پر اصرار نہ کرے۔" اس کی بات سن
کر عمامہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"چلی جاؤ نا عدینہ تم کیوں احد کو پریشان کر رہی ہو۔" اس کی بات سن کر عدینہ کو بیٹھے بیٹھے
ایک خیال آیا تو وہ بولی۔

"آپی کیوں نا آپ احد کے ساتھ چلے جائے۔" اس کی بات سن کر عمامہ کو ہنسی آگئی تھی۔

"نہیں عدی میں احد کے ساتھ کیسے جاسکتی ہو یہ کپل پارٹی ہے۔"

"آپی میں جانتی ہو کہ احد آپ کے لیے بھائی جیسا ہے مگر پلیز آپ میری پریشانی سمجھنے کی کوشش کرے نا میں اس حالت میں کیسے جاسکتی ہو دیکھیں ارشمیل بھائی بھی تو اس ایلیف کے ساتھ چلے گئے جب کہ آپ کو ان کے ساتھ پارٹی میں جانا چاہئے تھا پلیز آپی آپ چلے جائے نا۔" عدینہ کے بے حد اصرار کرنے پر وہ مان گئی تھی تو عدینہ خوش ہو کر اس کے گلے لگ گئی تھی

پھر وہ تیار ہونے کے لیے اپنے روم میں آگئی حالانکہ اس کا دل بالکل بھی نہیں چاہ رہا تھا مگر اسے اپنی بہن سے کیے وعدے کو بھنانا تھا اس لیے وہ بے دلی سے تیار ہو گئی تھی اس نے آف وائٹ کلر کا شولڈر کٹ گاؤن زیب تن کیا تھا اس پر میچنگ ہلکی سی جیولری پہنی تھی اپنے لمبے بالوں کو کرلی کر کے کھولا چھوڑ دیا تھا ہلکے سے میک آپ میں وہ بجلیاں گر رہی تھی تیار ہونے کے بعد وہ احد کے ساتھ کار میں بیٹھ کر پارٹی میں چلی گئی اسے احد کے ساتھ جانا تھوڑا عجیب لگ رہا تھا اس لیے تو وہ کار میں چپ چاپ بیٹھی تھی اسے خاموش دیکھ کر احد نے کار کا سکوت توڑا تھا۔

"بھابھی آپ کو نہیں لگتا بھائی ایلیف میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لے رہے ہیں؟" احد کے سوال سے وہ ایک پل کے لیے اپنی جگہ پر ٹن ہو چکی تھی۔

"ہاں شاید تم صحیح کہہ رہے ہو"

"ارے بھابھی میں مذاق کر رہا تھا آپ میرے مذاق کو سیریس نالے بھائی آپ کے علاوہ کسی سے محبت نہیں کرتے ہے۔" احد کی بات پر وہ دل میں ہی خود سے بولی۔

"احد تم نے مذاق میں ہی صحیح مگر سچ کہا ہے اب تو سب کو محسوس ہونے لگا ہے کہ ارشمیل اس ایلیف سے محبت کرتا ہے۔" کچھ دیر بعد وہ پارٹی میں پہنچ گئے تھے پارٹی شروع ہو چکی تھی ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے تبھی لوگوں کے ہجوم میں اس کا ہنستا مسکراتا ہوا چہرہ اسے نظر آیا وہ اور ایلیف ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے بہت قریب کھڑے تھے ارشمیل نے ایلیف کو کچھ کہا تھا جس سے اس نے خوب ہنستے ہوئے اپنا سر ارشمیل کے کندھے پر ٹکا دیا تھا یہ منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئی تھی وہ اس بھری محفل میں خود کا تماشہ نہیں بنانا چاہتی تھی اس لیے تو احد کے ساتھ آگے بڑھ گئی احد بھی ارشمیل کو دیکھ کر وہی آگیا تھا ناچارہ اسے بھی وہی جانا پڑا ارشمیل کی نظریں جب اس پری بیکر پر پڑی تو وہ اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا ایللی کا بھی یہی حال تھا وہ کہا ارشمیل کے ساتھ اکیلے وقت بتانے کا سوچ کر آئی تھی اور اب عمامہ کو وہاں دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی عمامہ نے ارشمیل اور ایللی کو ایسے نظر انداز کیا جسے وہ انھیں جانتی ہی نہیں ہے جب ارشمیل نے احد سے عمامہ کی آمد کی وجہ دریافت کیا تو احد نے اسے اس کے آنے کی اصل وجہ

بتا دیا جس سے ارشمیل نے کسی بھی قسم کا در عمل ظاہر نہیں کیا تھا احد نے عمامہ کا ہاتھ تھام لیا اور ارشمیل کے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔

"بھائی آپ بھابھی کے ساتھ رہیں میں آپ کی ایلی کو لے جاتا ہوں"۔ احد ایلیف کو اپنے ساتھ لے گیا اور اسے ارشمیل کے پاس چھوڑ گیا اس کے ایسا کرنے پر عمامہ اپنی جگہ تڑپتے رہ گئی تھی تبھی ارشمیل نے اسے ایک جست سے اپنے پاس کیا تھا اس بھری محفل میں اسے ارشمیل سے اس حرکت کی امید نہیں تھی مگر وہ شاید بھول گئی تھی کہ وہ شخص کئی بھی کبھی بھی کچھ بھی کر سکتا ہے۔

"پارٹی میں آنا تھا تو پہلے ہی بتا دیا ہوتا میں خود تمہیں اپنے ساتھ لے آتا تھا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ اسے غصے سے گھورتے ہوئے من ہی من میں بولی۔

"دوغلہ انسان"۔

"اس میں دوغلے پن کی کوئی بات نہیں ہے ڈیروائف ویسے آج تم بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو تمہیں دیکھ کر دل بے ایمان ہونے لگا ہے تم ایسے کیل کانٹوں سے لیس ہو کر میرے سامنے آیا کرو"۔ مسکراتے ہوئے اس نے عمامہ کو زچ کیا تھا وہ اسے غصے سے تک رہی

تھی اور وہ پیار سے اسے تکتا رہا تبھی ان دونوں کی سماعتوں میں باؤلی وڈ کا کافی مشہور گانا نکل آیا تھا

لگ جا گلے کی پھر یہ حسن رات ہونا ہو

شاید پھر اس جنم میں ملاقات ہونا ہو

وہ گانا ارشمیل کو بہت پسند تھا اس لیے اس نے عمامہ سے کہا۔

"کیا تم میرے ساتھ ڈانس کرو گی"۔ اب وہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے اسے ڈانس کرنے کا کہہ رہا تھا اس کی بات سن کر عمامہ نے ڈانس فلور پر رقص کرتے ہوئے کپل کے طرف دیکھا پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"تمہارے ساتھ بالکل بھی نہیں"۔ اس کے انکار پر ارشمیل اپنا سامنہ لے کر رہ گیا تھا پھر وہ عمامہ کو چھوڑ کر ایلیف کے پاس گیا ایلیف کو اس نے اپنے ساتھ ڈانس کرنے کی آفر پیش کیا تو ایلیف نے ایک پل میں ہی اس کی آفر کو قبول کر لیا تھا پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ڈانس فلور پر رقص کر رہے تھے اور وہ لوگوں کے ہجوم میں کھڑی ان دونوں کے لیے تالیاں بجا رہی تھی اس وقت ایلیف کو اور ارشمیل کو ایک ساتھ اتنے قریب دیکھ کر اس کے دل کی کیا کیفیت ہو رہی تھی صرف وہی جانتی تھی تبھی اسے تنہا دیکھ کر احد وہاں چلا آیا تھا اس کے ایک

ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھا جو وہ شاید اس ہی کے لیے لایا گیا تھا احد نے اپنے ہاتھ میں پکڑا گلاس
عمائمہ کے طرف بڑھا دیا جس کو اس نے تھام لیا تھا عمائمہ جو س کے چھوٹے چھوٹے سپ لے
رہی تھی تبھی احد بولا۔

"بھابھی کیا آپ کو نہیں لگتا ہے کہ اس ایلیف کے ساتھ کچھ ناکچھ گڑ بڑ ہے۔" اس کی بات سن
کر عمائمہ نے چونکتے ہوئے احد کے طرف دیکھا اور پھر بولی۔
"کیسی گڑ بڑ؟"

"مجھے لگتا ہے ایلیف بھائی سے محبت کرتی ہے آپ نے دیکھا نہیں جب میں اسے آپ دونوں کے
درمیان سے لے جا رہا تھا تو وہ مجھے کیسی کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔" اس کی بات تو
عمائمہ کو سو فی صد درست لگی تھی آج اس کا شک یقین میں بدل چکا تھا کہ ایلیف ہی نہیں
ارشمیل بھی اس میں دلچسپی رکھتا ہے تبھی اس کی نظر دوبارہ ان دونوں پر پڑی تھی ایلیف
ارشمیل کے بے حد قریب تھی شاید اتنا کہ ارشمیل کی سانسوں کو بھی محسوس کر سکتی تھی وہ
گھڑی عمائمہ کے لیے طوفان ثابت ہو رہی تھی دل میں لگی آگ پورے جسم کا احاطہ کر رہی تھی
اس کو لگا وہ ان دونوں کو پھر سے دیکھے گی تو صدمے سے مر جائے گی۔

ہم کو ملی ہے آج یہ گھڑیاں نصیب سے

جی بھر کے دیکھ لیجیے ہم کو قریب سے

پھر آپ کے نصیب میں یہ بات ہونا ہو

شاید اس جنم میں ملاقات ہونا ہو

ار شمیل کو حاصل کرنے کی ایلیف کی چاہ اور بڑگئی تھی تبھی تو وہ ار شمیل کے قریب سے قریب تر
ہونے کی کوشش کر رہی تھی اور ار شمیل بھی عمامہ کے طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر ایلیف
کے کچھ اور قریب ہوا تھا۔

پاس آئیے کی ہم نہیں آئے گے اور بار بار

بائیں گلے میں ڈال کے ہم رو لے گے زار زار

آنکھوں سے پھر یہ پیار کی برسات ہونا ہو

شاید اس جنم میں ملاقات ہونا ہو۔۔۔۔

عمامہ کو ایسا لگا کہ یہ گانا سیشن ایلی کے دل کے جذبات کو جان کر بجایا گیا ہو تبھی تو اس کے ہاتھ
کی گرفت گلاس پر مضبوط ہو چکی تھی وہ اپنی لہوں جھلکاتی ہوئی نظروں سے ان دونوں کو گھورتے
ہوئے وہاں سے نکل گئی تھی احد بھی اس کے پیچھے چلا آیا تھا وہ عمامہ کی بدلتی ہوئی حالت کو بہت

اتجھ طرح سے جان چکا تھا اس لیے اس نے کچھ نہیں کہا چپ چاپ کارڈ رائیو کرتا رہا عمامہ اس وقت کو کو سننے لگی جب اس نے عدینہ سے وعدہ لیا تھا کہ وہ پارٹی میں احد کی پائٹرن بن کر شامل ہوگی گھر آکر بھی وہ اپنے روم میں قید ہوگئی اس نے اپنا لباس بھی تبدیل نہیں کیا تھا ایسے ہی بیڈ پر گر کر آنسو بہانے لگی اسے ایک ہی پوزیشن میں روتے روتے بہت رات ہو چکی تھی تبھی ارشمیل روم میں آیا تھا ارشمیل کو دیکھ کر اس نے کروٹ لے لی اور سوتا بننے کی کوشش کی اسے لگا ارشمیل اسے بیڈ پر سوتا دیکھ کر کاؤچ پر چلا جائے مگر اس نے

ایسا نہیں کیا تھا اس کے قدموں کی چاپ عمامہ کو اپنے قریب ہی سنائی دی تھی اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک اٹھا تھا عمامہ کو لگا وہ اس کے پاس آئے گا تو سارے بھید کھول جائے گے وہ دعا کر رہی تھی کہ ارشمیل اس کے پاس نا آئے کچھ دیر کے لیے اسے اپنی سانسیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اب ارشمیل اس کے اور پاس آچکا تھا ارشمیل اس پر جھک گیا اس نے دیکھا کہ عمامہ کا چہرہ رونے سے وجہ سے سرخ ہو چکا تھا اسے کچھ پل کے لیے ندامت ہوئی تھی پھر اس نے عمامہ کے آنکھوں کے کنارے پر آئے آنسو صاف کیا اس وقت عمامہ کی جان پر بن آئی تھی اس سے یہ قربت کے لمحے برداشت نہیں ہوئے تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی کروہاں سے جانے لگی تھی کچھ پل کے لیے ارشمیل اپنے جگہ شرمندہ ہوا تھا تبھی اپنی

خجل مٹانے کے لیے ان نے عمامہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہی ٹھہرنے پر مجبور کیا عمامہ نے بھیگی پلکوں سے ارشمیل کو دیکھا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"چھوڑو میرا ہاتھ"۔ اس کی کوشش کو دیکھتے ہوئے ارشمیل نے اپنے ہاتھ کی گرفت اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا تھا۔

"پہلے بتاؤ کیوں ناراض ہو؟"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نفرت سے گویا ہوئی۔

"تم مجھے سے اس طرح کے سوال کرنے کا حق نہیں رکھتے ہو بہتر ہو گا کہ تم میرا ہاتھ چھوڑ کر اس ایلیف عرف ایللی کا ہاتھ تھام لو مجھ سے زیادہ اسے تمہاری ضرورت ہے وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے اور شاید تم بھی"۔ آخر کے الفاظ عمامہ نے دھیرے سے کہہ تھے مگر پھر بھی ارشمیل نے سن لیا تھا وہ اس کی باتیں سن کر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

"صحیح کہا تم نے تم سے زیادہ اسے میری ضرورت ہے اس لیے میں اسکے پاس جا رہا ہوں"۔ اتنا کہے کر وہ روم سے چلا گیا اور وہ ہکا بکا سی اسے جاتے دیکھتی رہ گئی تھی وہ ارشمیل کے اس رویے سے بہت زیادہ دل برداشتہ ہوئی تھی کیا تھا اگر وہ اسے تھوڑا سا بھی اسے منانے کی سعی کرتا اور وہ نامانقی تو بے شک وہ ایلیف کے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاسکتا تھا۔

☆☆☆

ہر روز وہ جلتے ہوئے صحرا میں تپ رہی تھی ایلی کی اور ارشمیل کی قربت دن بہ دن بڑھتے جا رہی تھی اور وہ کچھ بھی نہیں کر پار ہی تھی جب بھی وہ انھیں ایک دوسرے کے ساتھ دیکھتی تھی اس کا غصہ دوچند ہو جاتا وہ غصے میں آپے سے باہر ہو جاتی اور ارشمیل کو کھری کھوٹی سنا دیتی تھی ابھی بھی کسی بات پر اس کی اور ارشمیل کی جم کر بحث ہوئی تھی اور وہ غصے میں بیٹھی تھی تبھی ارشمیل دوبارہ روم میں آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا تھا۔

"عمائمہ بات سنو"۔ وہ ارشمیل کی آواز سن کر بے زاریت سے بولی تھی۔ "مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننا ہے"۔ ارشمیل اس کی بات سن کر غصے میں آگیا تھا اس لیے وہ اسکے وہ اس کے پاس آیا اور اسے بازوؤں سے تھام کر اپنی سے جگہ کھڑا کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے اس وقت تم سے الجھنا نہیں ہے لہذا تم میری بات غور سے سنو"۔ ارشمیل کا غصہ دیکھ کر وہ خود بھی گھبرا گئی تھی کہ وہ اتنے غصے میں کیوں آگیا ہے اس نے تو غصہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔

"عدینہ کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے اسے مام اور احد نے ہاسپٹل لے گئے ہیں"۔ ارشمیل کی بات سن کر وہ حواس باختہ ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا عدینہ کو اور کسی نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" اسے الٹا سوال کرتا دیکھ کر ارشمیل اس پر برس پڑا تھا۔

"تم سب کے درمیان رہو گی تو تبھی تمہیں خبر ہو گی ناجب دیکھوں تب تم روم میں پائی جاتی ہو اپنی خود غرضی کو ایک طرف رکھ کر سوچوں کے تم جس کی وجہ سے آج یہاں موجود ہو تم نے اسے ہی پوری طرح سے فراموش کر دیا تم اپنے مسائل میں اتنا الجھ گئی کے تم نے کبھی اپنی بہن کی پرواہ نہیں کیا اور اب بھی اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے مجھ سے شکوے کر رہی ہو"۔ اسے ارشمیل کی بات سونی صد درست لگی تھی وہ اپنے مسائل اپنے غموں میں اتنا الجھ کر رہ گئی تھی کہ اس نے اپنی بہن کی پرواہ ہی نہیں کیا تھا سچ کہتے ہے یہ کمبخت محبت ہمیں سب چیزوں سے لاپرواہ بنا دیتی ہے اس کی محبت نے بھی اسے دنیا سے بے گانہ دور اور لاپرواہ بنا دیا تھا اس نے ارشمیل کو دھکادیا اور وہاں سے دوڑتے ہوئے چلی گئی وہ جب ہاسپٹل میں پہنچی تو شہلا بیگم احد اور وقار صاحب ہاسپٹل کے ویڈنگ روم میں بیٹھے تھے اور دوسرے طرف عدینہ کا آپریشن چل رہا تھا اس کی حالت بہت نازک تھی کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ ویڈنگ روم میں بیٹھنے کے بجائے آپریشن تھیٹر کے سامنے کھڑی تھی اسے اپنی کوتاہیوں پر بہت رونا آ رہا تھا وہی ساتھ ساتھ ارشمیل کی بکلی باتیں یاد آرہی تھی ڈاکٹر زکچہ بھی بتانے کے لیے تیار نہیں تھے وہ اصطرابی کیفیت میں وہی ٹہل رہی تھی تبھی ارشمیل بھی وہی چلا آیا تھا اس کی بھی حالت دیکھنے کے قابل ہو رہی تھی ارشمیل سے اس کا رونا دیکھا نہیں گیا تو وہ عمامہ کا ہاتھ مٹے ہوئے بولا۔

"فکرنا کرو انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا اور بولی۔

"تم نے سچ کہا تھا میں اپنے مسائل میں اتنی الجھ گئی کہ عدینہ کی خبر گیری کرنا ہی چھوڑ دیا یہ سب میری لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے"۔ وہ خود کو قصور وار سمجھ رہی تھی تبھی ارشمیل نے اپنے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"تم خود کو قصور وار مت سمجھو وہ تو بس میں نے غصے میں کہہ دیا تھا آئے ایم سوری"۔ ارشمیل کے معافی مانگنے پر بھی اس کا رونا کم نہیں ہوا تھا وہ ہنوز اس کے سینے پر سر رکھے روئے جا رہی تھی تبھی کافی وقت گزرنے کے بعد لیڈی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی اور انھیں مبارک بعد دیتے ہوئے بولی۔ "مبارک ہو آپ کی پیشینٹ کو بیٹا ہوا ہے اب ماں اور بچے دونوں بھی ٹھیک ہے"۔ یہ خبر سنتے ہی وہ شہلا بیگم وقار صاحب اور احد کو بتانے کے لیے دوڑ پڑی ارشمیل اس کی حرکت پر مسکراتے رہ گیا تھا۔

دو تین دن عدینہ ہسپتال میں رہی تھی اسکے بعد ننھے منے سے بے بی کو لے کر گھر آگئی تھی اس کے گھر آتی ہی گھر میں بہت رونق در آئی تھی چاروں طرف دن بھر چہل پہل رہتی تھی پورے گھر میں دن بھر بچے کے رونے کی آواز کو نہتے رہتی تھی اسکے رونے کی آواز سب سے زیادہ بھلی

عمائمہ کو لگتی تھی وہ تو جب سے عدینہ گھر آئی تھی تب سے اپنے روم میں کم اور عدینہ کے روم میں زیادہ رہتی تھی چند ہی دنوں میں وہ ارشمیل سے پوری طرح غافل ہو چکی تھی اس نے یہ بھی سوچنا بند کر دیا تھا کہ وہ دن بھر کہاں رہتا ہے کس کے ساتھ رہتا ہے کیا کرتا ہے اسے یاد رہا تھا تو صرف اپنی بہن عدینہ اور اس کا ننھا منسا بے بی وہ ابھی بھی لاونج بے بی کو اپنے ہاتھ میں تھامے بیٹھی تھی اور اس سے باتیں کر رہی تھی۔

"میرے ننھے منے سے راج کمار میں آپ کی ماسی ہو آپ مجھے زیادہ تنگ نہ کیا کرے۔" اس کی بات سن کر وہاں موجود شہلا بیگم ہنس پڑے اور عدینہ بھی مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں آپنی آپ ماسی ہی نہیں آپ تو اس ننھے سے راج کمار بڑی ماما بھی ہے اب آپ ہی بتائے یہ آپ کو کیا کہہ کر بلائے گا میرا ننھا سا بیٹا تو کنفیوز ہو جائے گا نا؟"

"مجھے لگتا ہے ماسی ہی ٹھیک ہے پہلے ہم دونوں کا رشتہ خالہ اور بھانجے کا ہو گا اس کے بعد ہی دوسرا رشتہ ہمارے درمیان آئے گا۔" لاونج میں آتے ہوئے ارشمیل نے اس کی بات سن لیا تھا ارشمیل نے عمائمہ کو پوری طرح نظر انداز کر دیا تھا پھر اس نے عمائمہ کے ہاتھ میں سے بے بی کو لے لیا اور عمائمہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا ارشمیل کے پیچھے احد اور وقار صاحب بھی آگے

تھے لاونچ میں شام کے وقت محفل جم چکی تھی تبھی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عدینہ نے عمامہ سے کہا۔

"آپی آپ اور ارشمیل بھائی بھول رہے ہیں میں نے بے بی کا نام رکھنے کی ذمہ دار آپ دونوں پر سوچی تھی۔" اس کی بات سن کر احد نے بھی ہاں میں ہاں ملائے ہوئے کہا۔

"ہاں اب آپ دونوں ابھی کے ابھی جلدی سے کوئی اچھا سا نام رکھ دے تاکہ میں بھی اپنے بچے کو اس کا نام لے کر پکار سکوں۔" آخر میں احد نے شرارت سے کہا تو سب کے قہقہے

فضا میں بلند ہوئے تبھی عمامہ اور ارشمیل بے بی کا نام سوچنے لگے تھے کہ ایلیف بھی شور سن کر اپنے روم سے باہر نکل آئی اور وہی سب کے درمیان بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" احد نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولا۔

"بے بی کی ماسی اور بڑے پاپا مل کر بے بی کا نام رکھ رہے ہیں۔" یہ سن کر ایلیف بھی مسکرا دی کافی دیر سوچنے کے بعد عمامہ اور ارشمیل ایک ساتھ بولے۔

"حدید" عمامہ نے حدید کہا تو ارشمیل نے کہا۔ "عمر" دونوں کے منہ سے الگ الگ نام سن کر وہاں موجود سب ہی کنفیوز ہو چکے تھے تبھی اس کنفیوزن کا حل نکالتے ہوئے ایلیف نے کہا۔

"کیوں ناہم بے بی کا نا حدید عمر رکھ دے"۔ اس کا آئیڈیا برا نہیں تھا اس لیے سب نے یہی ٹھیک سمجھا تھا کافی دیر بعد محفل برخواست ہوئی تو وہ اپنے روم میں چلی آئی ار شمیم بھی اس کے پیچھے چلا آیا تھا وہ ابھی سونے کی ہی تیاری کر رہی تھی تب ار شمیم اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے اسے اپنی جگہ سے اٹھاتے ہوئے بولا۔

"کب تک ایسے ناراض رہو گی کیا میری خطائیں معافی کے قابل نہیں ہے جو تم مجھ سے اتنا روٹھ کر بیٹھی ہو؟" عمامہ ار شمیم کے تھکے ہوئے چہرے پر نظر ڈالیتے ہوئے سوچنے لگی کے آج اسے کیا ہو گیا ہے وہ کیوں اتنا بکھرا بکھرا سا کیوں لگ رہا تھا۔

"نہیں شاید تمہار خطائیں معاف کرنے قابل نہیں ہے"۔ وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ار شمیم نے اس کے ہاتھ پر اپنی ہاتھ کی گرفت سختی سے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"عمامہ سچ بتاؤ کیا تم نے کبھی بھی میرے بارے میں نہیں سوچا ہے؟" اس کے اس سوال پر عمامہ اس سے نگاہ چراتے ہوئے بولی۔

"نہیں کبھی بھی نہیں"۔ اس نے عمامہ کو اپنے سے بہت قریب کر لیا اتنا کہ اس کی گرم گرم سانسوں سے عمامہ چہرے کو جھلسا رہی تھی۔

"کاش کے تم کبھی میری کسی بات پر اعتبار کرتی میری بات کا یقین کرتی کے میں تم سے کتنی محبت کرنے لگا ہوں مگر تمہیں سمجھنا سب بے سود ثابت ہو رہا ہے۔" اتنا کہہ کر اس نے عمامہ کو چھوڑ دیا پھر اپنے کوٹ کے جیب میں سے کسی چیز کے پیپر ز اسے تھماتے ہوئے بولا۔

"یہ لو ان پیپر ز پر سائن کر دو۔" یہ سن کر عمامہ کے ہوش اڑ گئے تھے اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے وہ پیپر ز تھام لیے تھے اس وقت اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ دھاڑے مار مار کر روئے مگر اس نے ایک بھی آنسو اپنی آنکھوں سے گرنے نہیں دیا تھا وہ پیپر ز تھام لیے اور ارشمیل کے طرف شکواہ کرتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے من ہی من میں خود سے بولی تھی۔

"تو کیا یہ آخری رات ہے میری اس گھر میں؟؟"

عمامہ نے اپنی ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے وہ پیپر ز کھول کر دیکھی تو حیران ہو گئی کر ارشمیل کے طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ کیا ہے؟؟"

"میرے خیال سے تمہیں پڑھنا آتا ہے۔" وہ خود کو انجان ظاہر کرتے ہوئے بولا تو عمامہ حیران ہوئے بولی۔

"ہاں مگر تم نے تو میرا گھر بیچ دیا تھا نا اور یہ آفس کے پیپر زیہ۔۔ یہ سب کیا ہے؟"

"یہ سب تمہاری امانت ہے جو میرے پاس تھی میں نے تمہارا گھر نہیں بیچا تھا وہ تو بس تم سے بدلہ لینے کے لیے تمہیں پریشان کرنے کے لیے جھوٹ کہا تھا اور تمہاری کمپنی بھی تمہارے ہی نام ہے تم دیکھ سکتی ہو۔" اس کی بات سن کر عمامہ کو خوشی نہیں ہوئی تھی اس نے وہ پیپر زار شمیم کے طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارا کوئی احسان نہیں لینا ہے یہ تم اپنے پاس ہی رکھو۔"

"یہ کوئی احسان نہیں ہے بس تمہاری چیزیں تھی جو دوبارہ تمہارے پاس واپس آرہی ہے۔"

"مگر مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ضرورت ہے تو صرف تم سے علیحدگی کی۔" وہ ابھی بھی اپنی ضد پر اڑی تھی تبھی ار شمیم نے اسے غصے میں اس کے بازوؤں پر اپنے پنچے گاڑ دیا جس سے اس کے پورے وجود میں درد کی لہریں ابھری تھی اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچتے ہوئے بولا۔

"آئندہ ایسی بات اپنے منہ سے نکالنا تو میں بھول جاؤں گا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوا ہوں سیدھے طریقے سے مان جاؤ ورنہ مجھے زبردستی منانا بھی آتا ہے۔" اس کے غصے سے کہنے پر عمامہ

کے آنسوؤں نکل آئے تھے اس کے آنسوؤں دیکھ کر ارشمیل کو اپنے جذباتی پن پر غصہ آیا تو وہ تھوڑے ملائم لہجے میں بولا۔

"میں تم پر غصہ نہیں کرنا چاہتا ہو مگر تم ایسی بات کر دیتی ہو کہ بندہ غصہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اب رونا بند کرو اور پلیز زمان جاؤ میں بہت تھک چکا ہوں مجھے تمہاری ضرورت ہے تمہاری محبت کی ضرورت ہے۔" عمامہ اس کی آنکھوں میں براہِ راست دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"کیا تم نے مجھے کبھی یقین دلانے کی کوشش کی کہ تم میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑو گے مجھے کبھی دھوکہ نہیں دو تو پھر میں کیسے تمہاری بات کا یقین کروں؟"

"اگر تمہیں اس بات کا ڈر سنا رہا ہے کہ میں تمہیں آگے چل کر دھوکا دوں گا اور اہلی کے ساتھ چلا جاؤں گا تو تم غلط سوچ رہی ہو میں نے آج تک تمہارے علاوہ کسی کے بارے میں نہیں سوچا ہے اور ناسوچوں گا۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو تم میرے علاوہ بھی بہت سی لڑکیوں کے ساتھ رہے ہو مجھے تمہاری کسی بھی بات پر اعتبار نہیں ہے۔" وہ ہنوز اس کے قریب کھڑی اس پر الزامات لگا رہی تھی۔

"پہلے کی بات کچھ اور تھی پہلے میں تم سے اس لیے بدلہ لینا چاہتا تھا کہ تم نے یونیورسٹی میں میرے ساتھ بہت زیادتی کیا تھا تم نے مجھے جیل بھیجا تھا مگر جب سے تم دوبارہ میری زندگی میں

واپس آئی ہو تب سے میں نے تمہارے علاوہ کسی کو نہیں سوچا ہے ہر وقت میرا دل تمہارے بارے میں سوچتا رہتا اس لیے تو جب جب مجھے پتا چلا کہ تم مرتضیٰ کے ساتھ ہو تو تب تب میں نے تمہیں روکنے کی کوشش کیا تم پر پابندیاں عائد کرتا رہا تا کہ میرے علاوہ تمہیں کوئی اور نا دیکھے کوئی اور تم سے محبت نا کر جب مجھے پتا چلا کہ تم مرتضیٰ کے ساتھ انگلیبڈ ہو تو تب میں پاگل ہو چکا تھا میرے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ تمہیں کیسے حاصل کروں اس لیے میں نے تم سے زبردستی نکاح کر لیا تھا تا کہ تم میری نظروں کے سامنے رہو مجھ سے کبھی دور نا جاسکوں اور اس کے بعد بھی میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ سب کچھ تمہاری محبت میں آکر کیا تھا میں خود یہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ مجھ سے محبت ہے یہ احساس بھی تم نے ہی مجھے دلایا اگر اب ابھی تمہیں لگتا ہے کہ میری یہ بے تابی بے قراری جھوٹی ہے تو تم بے شک مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور ہو سکتی ہو۔"

"تم نے اپنی محبت کے اپنی بے قراریوں کے قصے تو سنا دیے مگر یہ تو ابھی تک نہیں بتایا کہ تم اس ایلیف کو اپنے ساتھ کیوں لے کر آئے اس کے ساتھ پارٹی میں مدہوش ہو کر رقص کیوں کر رہے تھے تم دونوں کا کیا رشتہ ہے؟" اس کی بات سن کر ارشمیل کے لب دوبارہ مسکرائے تھے۔

"تم سے دور جانا اور ایللی کو اپنے ساتھ لانا یہ میری پلاننگ کا حصہ تھا ایللی کو جب میں نے بتا کے میری شادی ہو چکے ہے اور میں تم سے محبت کرتا ہوں تو وہ بہت دکھی ہوئی تھی مگر پھر میں نے اسے ہمارے رشتے کی سچائی بتایا تو اسے تو صدمہ ہی لگ چکا تھا پھر اس نے مجھے کہا کہ وہ تمہیں میرے قریب لانے میں میری مدد کرے گی لہذا وہ اس ہی مقصد کے تحت میرے ساتھ آئی تھی اور کوئی بات نہیں ہے۔" عمامہ کو اس کی بات پر یقین آچکا تھا اس لیے تو بولی۔

"بس یہی بات ہے اور کوئی بات نہیں ہے نا۔"

"ہاں میری جان بس یہی بات ہے۔" ارشمیل اسے یقین دلانے کی جی توڑ کوشش کرتے

ہوئے بولا تھا۔

"کیا تم سچ میں میرے ڈیڈ کی آخری نشانی مجھے واپس کر رہے ہو؟" اسے ارشمیل کی باتوں پر تو یقین آچکا تھا لیکن اس نے جو گھر کے اور کمپنی کے دستاویز واپس کیا تھا اس کا یقین نہیں آ رہا تھا لہذا وہ دوبارہ اپنی تسلی کرنے کے لیے بولی تھی۔

"ہاں میں یہ سب کچھ لے کر کیا کروں گا یہ تمہاری امانت ہے اسے تمہارے اور عیدینہ کے پاس ہی ہونا چاہئے۔" اس کی بات سن کر خوشی سے جھومتے ہوئے ارشمیل کے گلے لگ کر بولی تھی۔

"تھنک یو سوچ تم نے یہ سب واپس کر کے مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دیا ہے تم نہیں جانتے میرے ڈیڈ کا گھر اور ان کی کمپنی ہم دونوں بہنوں کے لیے کیا معنی رکھتی ہے"

"تمہارے جذبات نہیں جانتا تو یہ سب کبھی واپس نہیں کرتا اور بھی کچھ چاہئے تو بتا دو مطلب ڈیو اس وغیرہ آج بندہ موڈ میں ہے تو کچھ بھی دے سکتا ہے"۔ اس کی بات سن کر عمامہ نے اپنے ہاتھ اس کے لب پر رکھ دیے اور بولی۔

"نہیں مجھے بس تم چاہئے اور تم سے ہمیشہ وفا کا وعدہ چاہئے تم نہیں جانتے میں آج کتنے عرصے بعد اس قدر خوش ہوئی ہوں جو درد تم نے مجھے دیے تھے وہ سب کے سب مٹ چکے ہیں"۔ اس کی بات سن کر ارشمیل ہنستے ہوئے بولا تھا۔ "تو کیا ڈیئر مسز آپ کو ارشمیل یزدانی دل و جان سے قبول ہے؟" اتنا کہے کر وہ عمامہ سے دو قدم قریب ہوا تو عمامہ دو قدم پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔

"سوچ کر بتاؤں گی"۔ تبھی ارشمیل نے اسے خود سے قریب کر لیا اور بولا۔

"سوچنے کا وقت نہیں ہے تمہارے پاس ابھی بتا دو ورنہ بہت ساری ایلپی میرے انتظار میں کھڑی ہے"۔ اس کی بات سن کر عمامہ کینہ تو ز نظروں سے ارشمیل کو گھورتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے ان بہت ساری ایلپی کو تم لے آؤ اور مجھے بھول جاؤ"۔

"میں ان سب کو چھوڑ سکتا ہو مگر تمہیں نہیں بھول سکتا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے مسٹر ارشمیل یزدانی مجھے آپ قبول ہے۔" عمامہ نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا تو ارشمیل دوبارہ اس کے پاس آگیا اور بولا۔

"اگر ان پیپرز کی جگہ ڈیوئس پیپرز ہوتے تو تم کیا کرتی؟" اس کے سوال پر عمامہ نے تھوڑی توقف کے بعد بولی۔

"تو میں شاید ان پیپرز پر سائن کر دیتی۔" اس کی بات سن کر ایک پل میں ارشمیل کا لہجہ شعلہ بار ہو چکا تھا۔

"مگر میں تمہیں کبھی ان پیپرز پر سائن نہیں کرنے دیتا کیونکہ تم نے ارشمیل یزدانی کا جنون نہیں دیکھا ہے۔"

"تمہارے جنون کو دیکھ کر تو میں تمہارے عشق میں گرفتار ہوئی ہوں۔" عمامہ کے منہ سے اقرار سن کر ارشمیل یزدانی اپنا دل تھام کر رہ گیا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس مغرور لڑکی نے بھی آج اس سے اظہارِ محبت کر دیا ہے۔

"ہائے مجھے لگتا ہے میں میرا دل پھٹ جائے گا۔" اس کی بات سن کر عمائمہ آپ سیٹ ہو چکی تھی اس تبھی بولی۔

"ایسی باتیں مت کرو مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔"

"ایسا ہے تو تم مجھ سے اتنے دوری پر کیوں کھڑی ہو۔" ارشمیل اس سے فاصلے سمیٹتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اسے اپنے آہنی حصارے میں قید کر لیا تو عمائمہ کے پورے وجود میں سنسناہٹ دوڑ گئی وہ اپنی لرزتی ہوئی پلکوں سے ارشمیل کو دیکھنے لگی اور بولی۔

"ارشمیل مجھے نیند آرہی ہے۔" ارشمیل اس کی فطری جھجک کو سمجھ گیا تھا اس لیے اس نے عمائمہ کو چھوڑتے ہوئے سہولت سے کہا۔

"ٹھیک ہے تم سو جاؤ۔" اس کی بات سن کر عمائمہ نے سکھ کا سانس لیا اس کے دل کی دھڑکنیں منشر ہو چکی تھی وہ اپنے دھڑکتے ہوئے دل کو سنبھالتے ہوئے اپنے کاؤچ پر جا کر لیٹ گئی تبھی وہ دوبارہ اس کے پاس آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"میں نے تمہیں سونے کا ضرور کہا ہے مگر یہاں بیڈ پر۔" اس کی بات سن کر عمائمہ مسکرانے لگی تو ارشمیل بھی مسکرا دیا دونوں کے قہقہے ایک ساتھ فضا میں بلند ہوئے تھے۔



کچھ دن بعد ایللی واپس چلی گئی تھی تو عمائتمہ نے جاتے وقت ایلیف سے اپنے روائے کی معافی مانگی تھی جس کو ایلیف نے بانگوشی قبول کیا تھا اور اسے معاف کر دیا تھا عمائتمہ ابھی حدید کو گود میں لے کر بیٹھی تھی حدید رو رو کر اسے بہت پریشان کر رہا تھا تبھی اس کی نظر لاؤنج میں آتے ہوئے ارشمیل پر پڑی تو وہ حدید کو پیار کرتے ہوئے بولی۔

"حدید بیٹا ماسی کو اتنا پریشان نہیں کرتے"۔ اس کی بات سن کر لاؤنج میں بیٹھے گھر کے سبھی افراد ہنسنے لگے تھے ارشمیل بھی اس کے پاس آکر بیٹھ گیا تو وہ حدید کو ارشمیل کے طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"یہ لو اب تم اپنے بڑے پاپا کو پریشان کرو میں جارہی ہو"۔ اس کے بڑے پاپا کہنے پر ہر بار کی طرح ارشمیل اس بار بھی چڑتے ہوئے بولا۔

"ابھی تو مجھے بچے بھی نہیں ہوئے ہے اور تم نے بڑے پاپا کہہ کہہ کر میرے ناک میں دم کر دیا ہے"۔ اس کی بات سن کر عمائتمہ ہنسنے لگی تو احد بھی ہنستے ہوئے بولا۔

"ہاں تو بھائی لیٹ شادی کرے گے تو یہی حال ہو گا"۔ احد کی بات سن کر سبھی خوب ہنسنے لگے تھے جن میں وہ دونوں بھی شامل تھے۔

ختم شد

.....

